خدمت کی راہ میں ساتھ ساتھ

روحی انسٹی ٹیوٹ

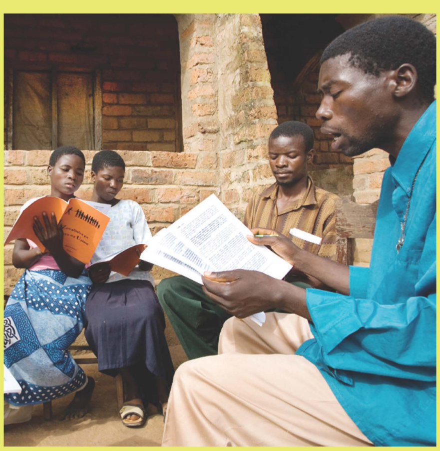

کتاب ۷

خدمت کی راہ میں ساتھ ساتھ

کتاب ۷

روحی انسٹی ٹیوٹ

اس سلسلے کی کتابیں:

ذیل میں روحی انسٹی ٹیوٹ کے ڈیزائن کردہ سیریز کے موجودہ عنوان دیے گئے ہیں۔ کتابوں کو جوانوں اور بالغوں کی اپنے سماجوں کی خدمت کرنے کی صلاحیت کو بڑھانے کی منظم کوشش میں کورسوں کے بنیادی سلسلے کے طور پر استعمال کیے جانے کے لیے بنایا گیا ہے۔ روحی انسٹی ٹیوٹ بہائی بچوں کی کلاس کے معلم کی تربیت کے لیے کتاب 3 اور اس کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کے گروپس کے اینی میٹرز کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے کتاب 5 سے نکلنے والی شاخوں کے سیٹ کو بھی تیار کر رہا ہے۔ ان کو بھی نیچے فہرست میں دیا گیا ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ فہرست میں تبدیلی آسکتی ہے جیسے جیسے میدان عمل میں تجربات بڑھیں گے اور اضافی عنوانات شامل کیے جائیں گے۔ جب تیاری کے مرحلے میں متعدد نصابی عناصر اس مرحلے تک پہنچ جاتے ہیں جب انھیں وسیع پیمانے پر دستیاب کیا جاسکتا ہے۔

کتاب 1	روح کی زندگی پر غور و فکر
کتاب 2	خدمت کے لئے قیام
کتاب 3	بچوں کی کلاسیں گریڈ 1 پڑھانا
	بچوں کی کلاسیں گریڈ 2 پڑھانا (ذیلی کورس)
	بچوں کی کلاسیں گریڈ 3 پڑھانا (ذیلی کورس)
	بچوں کی کلاسیں گریڈ 4 پڑھانا (ذیلی کورس)
کتاب 4	جڑواں مظاہر ظہور
کتاب 5	نوجوانوں کی قوتوں کو راستہ دینا
	ابتدائی تحریک: کتاب 5 کا پہلا ذیلی کورس
	پھیلتا ہوا دائرہ: کتاب 5 کا دوسرا ذیلی کورس
کتاب 6	امر اللہ کی تبلیغ
کتاب 7	خدمت کی راہ میں ساتھ ساتھ
کتاب 8	حضرت بہاءاللہ کا عہد و میثاق
کتاب 9	ایک تاریخی پسِ منظر کا حصول
کتاب 10	متحرک سماجوں کی تعمیر
کتاب 11	مادی ذرائع
کتاب 13	سماجی اقدام میں شامل ہونا
کتاب 14	عوامی مکالمات میں حصہ لینا

Copyright © 2014, 2025 by the Ruhi Foundation, Colombia
All rights reserved. Edition 2.1.1.PE in Urdu published in September 2025

Originally published in Spanish as *Avancemos en un sendero de servicio*
Copyright © 2005, 2024 by the Ruhi Foundation, Colombia
ISBN 978-628-95545-9-5

Permission for a limited printing of this book in Urdu has been granted to Bahá'í Publishing Trust Pakistan by the Ruhi Institute.

Ruhi Institute
Cali, Colombia
Email: instituto@ruhi.org
Website: www.ruhi.org

Bahá'í Publishing Trust Pakistan
Bahá'í Hall, Business Recorder Road
Karachi, Pakistan
Tel: +92 021 32256429
Email: bptpakistan@gmail.com
Website: www.bahai.pk

اس کتاب میں:

1۔ ٹیوٹر کے لیے چند خیالات۔

2۔ خدمت کی راہ پر پیشقدمی کے روحانی حرکیات۔

3۔ روحی انسٹی ٹیوٹ کورسوں کا ٹیوٹر بننا۔

4۔ بنیادی سطح پر فنون لطیفہ کی ترویج۔

ٹیوٹر کے لیے چند خیالات

ایک خوشحال نئی تمدن کو مادی اور روحانی دونوں لحاظ سے پروان چڑھانے کے لیے افراد، مؤسسات اور سماج کو بہائی تعلیمات میں ودیعت معاشرہ سازی قوتوں کو متوجہ کرنے کی ایک مسلسل بڑھتی ہوئی صلاحیت کی ضرورت ہے۔ روحی انسٹیٹیوٹ کا اصل مقصد ہی کورسوں کی بنیادی ترتیب کے ذریعے اس صلاحیت کو بڑھانا ہے۔ اس صلاحیت کی مختلف جہتوں کے بارے میں بصیرت اور اسے کیسے فروغ دیا جاسکتا ہے کو دو بنیادی ذرائع سے حاصل کیا جاسکتا ہے: ظہورِ حضرت بہاء اللہ کے سمندر سے اور دنیا بھر میں لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو اس کے خزانوں سے حصّہ پانے اور اپنے اردگرد کے تمام لوگوں کو حیات بخش پانی پیش کرنے کے قابل بنانے والے تجربہ کے ذریعے۔ روحی کورسوں کے ٹیوٹر کے طور پر خدمات انجام دینے والے نہ صرف اپنی کاوشوں میں اپنے مطالعہ سے علم حاصل کرتے ہیں بلکہ روحی نصاب کے خاکے کے مطابق خدمت کے عمل کو انجام دینے میں اپنا تجربہ بھی حاصل کرتے ہیں یعنی کہ خدمت کی سرگرمیاں جو مقامی سطح پر انفرادی اور اجتماعی کا یا پلٹ کے عمل کو حرکت میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور کسی بھی موقع میں ان کے تجسس کا عمل کتاب نمبر ے کے مطالعے سے زیادہ اہم نہیں ہوسکتا جہاں ایک ٹیوٹر دوسروں کو خدمت کے عمل میں مدد ہوئے شرکت کنندگان کو اس راہ پر مشغول کردیگا جس کو انہوں نے حاصل ہونے والے تجربے سے اچھی طرح جان لیا ہے۔

یہ تجسس خدمت کے عمل سے پیدا ہونے والی روحانی نشوونما کی نوعیت پر توجہ مرکوز کرنے سے شروع ہوتا ہے جو کورس کے پہلے یونٹ کا موضوع، یعنی ''خدمت کی راہ پر گامزن ہونے کی روحانی حرکیات'' یہ یونٹ تجاویز کا ایک سلسلہ پیش کرتا ہے جو شرکاء کو روحانی کا یا پلٹ کے اس عمل پر غور کرنے کے قابل بنائے گا جس کے ذریعے انہوں نے حضرت بہاء اللہ کو قبول کرنے اور امراللہ اور انسانیت کی خدمت کے لیے قیام کرنے کا آغاز کیا تھا: ایک دل کی کیفیت جو شمسِ حقیقت کی طرف متوجہ ہوتی ہے، وہ صلاحیت جو ہم میں سے ہر ایک کو عرفانِ الٰہی اور اُس کی صفات پر غور وفکر کرنے کی عطا کی، خدا کی محبت کی قوت جو ہماری زندگیوں کو متحرک کرتی ہیں اور جو روشنی ہمیں اُس کے احکام کی اطاعت میں حاصل ہوتی ہے، وہ یقین جو ہمیں اس کے علم سے حاصل ہوتا ہے اور ایمان وایقان جو ہمیں عمل کرنے پر اُکساتا ہے، امید کا احساس جو ہمارے قلب کی کردار سازی کرتا ہے اور اُس کے مقصد کے حصول کی آرزو جو ہمیں متحرک کرتی ہیں، ہمیں کوشش کرنے اور قُربانیاں دینے کی ضرورت ہے اور خوشی کی وہ کیفیت جو ہمارے قدم تیز کردے۔

اس یونٹ کا مطالعہ شرکاء کو ایک ایسے تصور کے جاننے میں آگاہی کو بڑھائے گا جس سے وہ پہلے ہی سے واقف ہیں یعنی کہ یہ خدمت کے میدان ہی ہے کہ جس میں سے ہر ایک اپنی خداداد صلاحیت کو پہچاننے اور معاشرے کی بہتری میں اپنا حصّہ ڈالنے کے قابل ہے۔ ان کو مزید عمیق سطح پر سمجھ جانا چاہیے کہ اس میدان میں داخل ہوتے ہی ہم ایک تسلیم ورضا کی حالت میں آجاتے ہیں یعنی ایک ایسی حالت جس میں ''ہونا'' اور ''کرنا'' ایک دوسرے میں ضم ہوجاتے ہیں اور ان کا ضم ہونا پاکیزگی، علم، ایمان اور اطاعت، امید اور آرزو کی خواہش قربانی اور خوشی کی حالت ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں خدمت کی راہ پر گامزن ہونا روحِ انسانی کی مخفی قوتوں اور حضرت بہاء اللہ کے ظہور نے جاری ہونے والی قوی قوتوں کو باہم مربوط کردیتا ہے۔ نئے ٹیوٹروں کے طور پر شرکاء کو یہ جاننا لازم ہے کہ یہ ہی وہ روحانی حرکیات ہیں جو خدمت کے میدان میں ساتھ چلتے ہوئے تشکیل پاکر ہماری انفرادی اور اجتماعی صلاحیتوں میں اضافہ کرتی ہیں۔

اِن روحانی حرکیات پر غور وفکر کرنے کے بعد شرکاء کو اس بات کا جائزہ لینے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے کہ روحی انسٹی ٹیوٹ اور اس کے کورس کا تعلیمی نقطہ نظر کو سمجھ سکیں کہ کس طرح یہ افراد کو اُس راہ پر لگانے کے قابل بنائیں۔ ایک امتحان جو اگلے یونٹ کا بنیادی حصّہ ہے، ''انسٹی ٹیوٹ کورسوں کے بطور ٹیوٹر خدمت کا انجام دینا'' حصّہ ۱۵ اس نقطہ نظر کو مختصراً بیان کرتا ہے کچھ ایسی فکر کا خاکہ پیش کرتا ہے جو اس کی نشوونما اور اس کے مرکزی تصورات میں سے چند پر سوچنے کا باعث بنا یعنی ایک دوہرے اخلاقی مقصد کا حصول، مطالعہ اور عمل میں یکساں مشغولیت، صلاحیتوں کی استقامت یعنی ایسے تصورات جو کورسوں کے مواد اور اس طریقہ کار کا تعین کرتے ہیں جس میں خدمت کے راستے پر چلنا ہے۔ اس کے بعد آنے والے حصّے میں غور کیا جائے گا۔ ہر ایک اپنی بنیادی سلسلے کی پہلی چھ کتابوں پر غور کرتے ہیں

تا کہ نصاب کی رہنمائی کرنے والے اصولوں پر روشنی ڈالی جائے اور شرکاء کواس بات کے بارے میں مزید گہرائی سے سمجھنے میں مدد دیتے ہیں کہ وہ کونسا مواد کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔آخر میں، اس مقصد کے لیے ہر کتاب کے دیباچہ کےطور پر یہ بنیادی حصّے،''ٹیوٹر کے لیے چند خیالات'' پر،بہت توجہ دی گئی ہے۔

یونٹ کے اس مرکزی حصّے کے ذریعے شرکاء کی رہنمائی کرتے ہوئے ٹیوٹر کو اس کی اہمیت کو کم نہیں سمجھنا چاہیے۔دیباچہ کے اقتباسات اوران کے ساتھ کی مشقیں ایک حد تک شرکاء کے لیے اُن کتابوں میں سے جن کا وہ پہلے سے مطالعہ اور خدمت کے اقدام پر غور وفکر کر چکے ہیں کے مواد کے طور پر تجزیہ کرنے کی حوصلہ افزائی کریں گے۔لیکن زیادہ اہم بات یہ ہے کہ انہیں اُن چند خصوصیات کو پہچاننا چاہیے ایک منفرد تعلیمی عمل کا ہو جو امراللہ اور انسانیت کی خدمت کے ایک تنظمی اصول ہے۔جو چیز ان کے لیے نمایاں ہونی چاہیے وہ افہام وتفہیم اوراس عمل میں روحانی صفات کو فروغ دینے والا کردار ہے۔اس بات کو یقینی بنانے پر توجہ دی جائے کہ یہ دو ضروریات ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہیں جو انسٹی ٹیوٹ کے ذریعے وضع کردہ تعلیمی عمل کو متعین کرتی ہیں جو مہارتوں کی تربیت پر توجہ مرکوز کرتے ہیں کورسوں کے علاوہ صرف علم فراہم کرنہیں ہے وہ معلومات جو مخصوص کاموں کو انجام دینے کے لیے درکار ہوتی ہیں۔

شرکاءآسانی سے دیکھیں گے کہ یہ موضوع جو حصّہ ۱۶ سے ۲۶ میں کی گئی ہیں، پہلی چھ کتابوں کی گفتگو میں کیسے سمویا گیا ہے اور ٹیوٹر کو ان کی مدد کے لیے تیار رہنا چاہیے کہ اس بات حوصلہ افزائی کریں کہ تعلیمی عمل دیگر بہت سی خصوصیات سے کس طرح معنی اخذ کرتا ہے۔ان خصوصیات میں سے کچھ ایسی ہیں جنہیں ٹیوٹر خاص طور پر ذہن میں رکھنا چاہے گا۔

سب سے پہلے جو بات واضح ہوجانی چاہیے وہ یہ ہے کہ دوہرے اخلاقی مقصد کے حصول کے لیے وقف زندگی سے مراد خدا اور اس کے ظہور پر توجہ مرکوز کرنا ہے۔درحقیقت یہ روحی کورسوں کی ساخت اور مواد کی بنیادی پشت پناہی قوت ہے جیسا کہ کتاب نمبر ایک میں پہلے ہی ذکر کیا گیا ہے۔اُن لوگوں کی آگاہی کے لیے وقف ہے جو اپنی حقیقی شناخت کو محسوس کرتے ہوئے اس کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں یعنی کہ خدمت کی راہ پر چلنے والوں کی شناخت۔کتاب کے مطالعہ کا آغاز شرکاء کی توجہ کو مقدس تحریروں پر مرکوز کرکے اوراُن کو سمجھنے اور اپنی زندگی پر لاگو کرنے کی کوششوں سے ہوتا ہے۔صرف اس روشنی میں شرکاء کی توجہ روح کی زندگی اورانکو دعا اور خدا سے راز ونیاز کے ذریعے روحانی غذا حاصل کی طرف لے جاتی ہے۔یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ اس طریقے سے شعور کو بیدار کرنے والے تعلیمی عمل کے ذریعے لوگوں کو "اپنی ہٹ دھرمی " کو نکالنے میں مدد دینے کے لیے اس سے بہتر ہوگا جو روحانی قوتوں کو اپنے اختیار میں رکھنے کے لیے محاسبہ نفس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اُن حصّوں کو تعلیمی عمل میں صلاحیت سازی کی مرکزیت کو اُجاگر کرنا چاہیے۔تا کہ اس عمل کا تعلق دونوں کے علم سے ہے یعنی خاص طور پر حضرت بہاءاللہ کے ظہور کے بارے میں علم اوراس پر عمل کو خاص توجہ دی جانی چاہیے۔درحقیقت،صلاحیت بڑھانے میں اس کا مؤثر ہونے کا انحصار بنیادی طور مکمل فائدہ اُٹھانے کی دونوں کے درمیان باہمی تعامل صلاحیت پر منحصر ہے:اس طرح تفہیم کے وقت نئی بصیرتیں پیدا ہوتی ہیں جب مطالعہ عمل کی روشنی میں افزوں ہوتا ہے اور خدمت کے اعمال میں انتھک مصروفیت علم کی تشنگی کو بڑھاتی اور امراللہ کی تعلیمات میں پوشیدہ باطنی معنی تلاش کرنے کی خواہش کو بھڑکاتی ہے۔یہ صلاحیت سازی پر زور دیتا ہے تعلیمی عمل کو مختلف قسم کی تزئید معلومات کوششوں سے الگ کرتا ہے جو سالوں میں اُبھری ہیں جو اپنے طور پر فائدہ مند ہیں، عام طور پر عمل کرنے کے علاوہ اس کے مطالعہ پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔یہاں، اس کے بجائے، حصولِ علم کو مطالعہ کے دوہرے مقصد کے تناظر میں اپنایا جاتا ہے تا کہ کسی کی اپنی روحانی اور فکری ترقی بھی ہو اور معاشرے کی کایا پلٹ میں بھی حصّہ لیا جاسکے۔لہذا اس طرح ایک فرد اور اجتماعی ترقی کو ایک بڑھتی ہوئی تحریک میں ضم کیا جاتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ آپ کی جستجو کو چاہیے کہ اُن صلاحیتوں کی نوعیت پر روشنی ڈالے جو خدمت کی راہ پر گامزن ہو کے ترقی پاتی ہیں یعنی کس طرح وہ نہ صرف ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں بلکہ آپس میں جڑے ہوئے بھی ہیں۔یقیناً ، ' صلاحیتوں' کا مفہوم کتاب نمبر ۲ میں شرکاء کو متعارف کرایا گیا تھا جہاں انہیں اپنی بامعنی اور مسرور کُن اور روح پرور گفتگوؤں کا آغاز کرنے اور انہیں برقرار رکھنے کی صلاحیت کو بڑھانے کی حوصلہ افزائی کی گئی تھی۔انہوں نے اُس کتاب کے مطالعہ سے اُس اصطلاح کے مطلب کا ایک وجدانی احساس حاصل کیا ہوگا اوراس کی اہمیت کے بارے میں اُن کی قدردانی جس طرح انہیں کتاب نمبر ۳ میں بچوں کے ممکنہ استاد کے طور پر بعض بنیادی تعلیمی تصورات روحانی صفات اور شامل رویوں پر غور وفکر کرتے اور مطلوبہ قابلیتیں اور مہارتوں کی مشق کرنے میں مدد دی گئی۔انہوں نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ ہر ایک سلسلہ وار کورسوں کا مطالعہ صلاحیت میں مزید اضافہ کرنے میں کیسے کردار ادا کرتا ہے،خدمت کے وسیع دائرہ کار کے مطابق جس میں مشغول ہیں۔

اب نئے ٹیوٹوں کے طور پر انہیں پہلی بار واضح طور پر ''صلاحیت'' کے فہم پر غور وفکر کرنے کا موقع ملے گا۔ یہاں انہیں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ صلاحیتوں کے فروغ کے لیے۔ جیسا کہ تعلیمی عمل میں تصور کیا جاتا ہے باہمی منسلک صفات کے ایک سیٹ میں جو کہ تصورات کی سمجھ، روحانی صفات کے حصول میں، مناسب عادات اور رویوں کی تشکیل میں اور بعض مہارت اور قابلتوں کو چمکانے میں آگے بڑھنا شامل ہے۔ صلاحیتوں کے بارے میں اس طرح سوچنا شرکاء سے اس نظریہ کو امتیازی حیثیت دینے کا مطالبہ کرتا ہے کہ روزمرہ کی زبان میں سد کو کیسے استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ یہاں استعمال کیا گیا ہے۔ کچھ کرنے کے قابل ہونے کے بارے میں اپنی روزمرہ کی گفتگو میں روٹی پکانے سے لے کر جونیئر یوتھ گروپ کے بطور اینی میٹر کے خدمت انجام دینے تک کسی بھی چیز کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ یہ نظریہ مطلوبہ فہم کو صرف مؤخر الذکر کے معاملے میں فرض کر سکتا ہے، کیونکہ ایک اینی میٹر کے طور پر کام کرنے کے قابل ہونے کے لیے مذکورہ بالا درجات میں سے ہر ایک کے لیے مجموعی صفات درکار ہوں گی۔ روحی انسٹی ٹیوٹ نے واضح طور پر کلسٹروں کی شناخت میں صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ وہ صفات جو اُن کے لیے ضروری ہیں کی بعینہ نشان دہی کرنے سے گریز کیا ہے؛ یہ جلد ہی فیصلہ کر لیا کہ ایسا کرنا نقصان دہ ہوگا۔ یہ محسوس ہوا کہ یہ کافی ہوگا کہ تعلیمی عمل کے لیے ضروری اوصاف اس طریقے سے بڑھانے کی ضرورت سے آگاہ کیا جائے کہ شرکاء کو تیزی سے اپنے سماج کی پیچیدہ خدمات انجام دینے کے قابل بنائے۔

پھر اس کا تعلق ایک اور قریبی نقطہ سے بھی ہے۔ بنیادی سلسلہ میں خدمت کی سرگرمیاں ایک ساتھ دو کام انجام دیتی ہیں: فرد کی صلاحیتوں میں بڑے پیمانے پر اضافہ کرنا، خدمت کی سرگرمیاں اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ اُن کی کوشش سماجی زندگی کے متحرک نمونوں کو وسعت اور مضبوط کرنے میں معاون ثابت ہوں گی۔ اس کے مطابق، کتاب نمبر ا کے مطالعہ کے بعد کچھ تجربہ حاصل کر کے خدمت کی راہ میں پہلا قدم، دوسروں کے ساتھ دعاؤں کا باٹنا اور اُن پر غور وفکر کرنے کو ایک طرف نہ رکھ دیا جائے۔ اور نہ ہی چند موضوعات کی کھوج لگانے کی مشق کرنے کے بعد جیسا کہ کتاب نمبر ۲ میں تجویز کیا گیا ہے، کسی کے گھر یا محلے میں ہمسایوں کے ساتھ تحکیمی موضوعات کی تلاش کی مشق کرنے کا سلسلہ جانا نہ چھوڑ دیں۔ ہر فرد اپنے پُرعزم موفق دوستوں کے بڑھتے ہوئے مرکزہ کی توانائیاں پانے کے لیے اپنے تجربات اور اپنی متعلقہ صلاحیتوں میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس طرح وہ اپنی انتہائی مصروفیت اور تجربہ میں پختگی کے ذریعہ ایک بامقصد سماج کے تانے بانے بُننے میں مدد کرتا ہے۔

کتاب نمبر ے کے ٹیوٹر کے لیے دوسری یونٹ کے دوران گفتگو کو نتیجہ خیز بنانے میں مندرجہ بالا خیالات مددگار رہوں گے۔ جبکہ متعلقہ حصّوں کا مطالعہ کرتے ہوئے کافی وقت مختص کیا جانا چاہیے، یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب وہ خدمت کی یہ سرگرمی شروع کریں گے تو شرکاء ممکنہ طور پر بار بار اُن کے پاس واپس آئیں گے۔ بلاشبہ، کورس کے تعارفی کلمات میں ہر کتاب کے لیے ٹیوٹر کے لیے چند خیالاتِ انتباذاتِ خود تعلیمی عمل کی نوعیت کے بارے بصیرت حاصل کرنے کے لیے ایک انتہائی ضروری وسیلہ ثابت ہوں گے، ایک ایسا عمل جو اس کے مستحکم انکشاف کے لیے اُن کے تعاون پر فیصلہ کُن انحصار کریں گے۔

اس سلسلے میں ٹیوٹر کے لیے لازم ہے کہ وہ پورے یونٹ کے خاکے کو ذہن میں رکھے اور اس یونٹ کے اِن مرکزی حصّوں سے قبل اور بعد کے متن کا واضح خیال رکھنا مددگار ثابت ہوگا۔ کیونکہ امتحان لینے کے لیے یونٹ کے پہلے حصّہ میں دو ضروری موضوعات پر توجہ دی گئی ہے۔ حصّے ۲ سے ۹ تک محرک کے موضوع کو دریافت کرتے ہیں اور حصّے ۱۰ سے ۱۴ تک شرکت کے موضوع پر گفتگو کرنا ہوگا۔

سابقہ حصّوں کے حوالے سے یونٹ تجویز کرتا ہے کہ آپ دیگر متعلقہ عوامل کو بھی شامل کر سکتے ہیں، بات سمجھ لینا ہی متحرک ہونے کا باعث ہے۔ جب ایک تعلیمی پروسس افہام وتفہیم کو پروان چڑھا سکتی ہے تو روحِ انسانی تو باطن میں محرک کی جڑوں کو چھونے میں کامیاب ہوسکتی ہے۔ حصّہ ۵ کتاب نمبر ایک کے پہلے یونٹ ' کے تعارف سے لیے گئے جو اقتباس پر استغراق کے ذریعے پہلے یونٹ کے مقصد 'بہائی تحریروں کی تفہیم ' کو بیان کرتا ہے۔ ایک مستعد ٹیوٹر کی افہام وتفہیم کے نظریہ پر غور وفکر کرنے میں رہنمائی کر سکتا ہے خاص طور پر اُن مقدس تحریروں کے بارے میں جو حقیقی علم کے حصول کا منبع ہیں۔ اس حصّے میں پیش کی گئی مشقیں شرکا کو تفہیم کی مختلف جہتوں کو سراہنے میں معاون ثابت ہوں گی جو کورس کو آگے بڑھنے میں مدد دیں گی اور ٹیوٹر کے لیے یہ اہم ہوگا کہ وہ دوستوں کے ایک گروپ کے ساتھ کورس کا مطالعہ کرتے وقت اُن جہتوں کو ذہن میں رکھیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جن خیالات پر بہت تنگ نظری کے گفتگو کی گئی ہو اُن پر عمل نہ کیا جائے۔ روحی انسٹی ٹیوٹ خود اس بات پر غور وفکر کرتا ہے کہ کس طرح تعلیمی پروسس تفہیم میں مدد دیتا ہے کہ کسی بھی قسم کے فارمولے کو پیش کرنے سے گریز کیا ہے۔ اس کی بجائے انسٹی ٹیوٹ نے شرکاء کو مطالعہ کرتے وقت اپنی

صلاحیت سے اسی طرح مقدس آیات میں پوشیدہ معنی کو اچھی طرح سمجھنے کی ہدایت کی ہے جس طرح وہ اپنی انفرادی اور سماجی زندگی میں بہتری لانے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے افکار و اعمال کا حتمی تجزیہ کرتے ہیں۔

جہاں تک 'شرکت ' کے سوال کا تعلق ہے یہ ایک گہری فہم ہے جو سلسلے کے تمام کورسوں میں پائی جاتی ہے۔ بہر حال، کسی بھی تعلیمی پروسس جس کا تعلق حضرت بہاء اللہ کے تصور کردہ عالمی تمدن تعمیر سازی میں صلاحیت کو بڑھانے سے ہے جس کی تعلیمات پوری انسانیت کے لیے ہیں، لازمی طور پر ایسا طریقہ اختیار کرنا ہوگا جو فطرت میں شامل ہو۔ حصّہ ۱۰ میں کورسوں میں تصور کردہ سیکھنے اور سکھانے کے حرکیات کا کیا مطلب ہے اور خاطر خواہ توجہ مخاطب نقاط پر دینی چاہیے۔ تمام کورسوں کو اس طرح بنایا گیا ہے کہ ہر فرد اس قابل ہو جائے کہ وہ اپنے سیکھنے کی ذمہ داری خود سنبھالے۔ حصّہ ۱۲ اور ۱۴ میں دی گئی خیالی گفتگوئیں جو ٹیوٹر کے لیے اس شراکتی نقطہ نظر کے چند مضمرات کو اجاگر کرتی ہے جس میں سے چند ایک کورسوں کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے سادگی کے ساتھ سراہا جانا چاہیے۔ انہیں شرکاء میں مطلوبہ شرکت کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے تکنیکوں کا سہارا لینے سے پیدا ہونے والے مکنون موروثی خطرات سے آگاہ کرنے اور مادی چیزوں پر فوقیت دینے کے بارے میں شعور بھی بیدار کرنا چاہیے۔ مشکل صرف توانائی اور وسائل کے مقدار میں نہیں جو تکنیکوں کی تلاش میں بڑھائی جا سکتی ہیں بلکہ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اُن پر انحصار اس کی اصل مقصد یعنی افہام و تفہیم میں اضافہ کے حصول میں مطالعہ کی افادیت کو کیسے کم کرتا ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ بعض سادہ تکنیک مخصوص مقاصد کے لیے مددگار ثابت ہو سکتی ہیں لیکن خوہشمند ٹیوٹروں کو یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ بالآخر اِن کورسوں کے مواد سے اِن کی واقفیت بشمول خدمت کی وہ سرگرمیاں جو اِن کورسوں سے جنم لیتے ہیں، انہیں مطلوبہ سیکھنے اور سکھانے کی حرکیات کو تخلیق کرنے میں مدد فراہم کرے گا۔

کورسوں کے مطالعہ سے متعلق شرکت کے فہم پر توجہ دینے کے بعد یونٹ قدرتی طور پر بنیادی سلسلہ کے مرکزی حصّے کے کھوج میں آگے بڑھتا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد حصّہ ۲۷ میں اِن کی ترسیل کی طرف رجوع کرنے سے قبل اِن کورسوں کے سوال کو مختصراً لیتے ہیں جو بنیادی سلسلہ سے نکلتی شاخ ہیں۔ یہاں یہ بات واضح ہو جانی چاہیے وہ یہ ہے کہ یہ کوئی صوابدیدی نظام نہیں ہے بلکہ یہ تین بنیادی عناصر پر مشتمل ہے جو کہ نصاب، اسٹڈی سرکل اور ٹیوٹر ہیں۔ یہ تعلیمی پروسس کے مرکز کے ایک اہم اصول کی عکاسی کرتا ہے، ایک ایسا اصول جو مطالعہ اور عمل پر یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے: افراد، بالآخر اپنی سکھلائی کا خود ذمہ دار ہونگے۔ خدمت کی راہ پر انہیں اپنے ذاتی حالات کے مطابق پیش قدمی کی اجازت ہونی چاہیے۔ یہ کہ نظام میں موجود لچک اس اصول کو پورا کرتی ہے کہ مستقبل کے بطور ٹیوٹر بننے سے شرکاء محروم نہ رہ جائیں۔ یہ لچک بنیادی طور پر اس نظام کے چلانے کے طریقے میں پائی جاتی ہے، مثال کے طور پر جس طرح اسٹڈی سرکل بنتے ہیں، اِن کی مٹینگ کی تعداد اور تکمیلی ترسیل کے طریقے جو مطالعہ کی شدت میں کچھ تبدیلی کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ نہ تجویز کیا جائے کہ کورسوں کی ترتیب کی بنیادی منطق کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ کبھی کبھار ایسے مخصوص حالات ہو سکتے ہیں جن میں ایک وقتی ضرورت کے جواب میں ایک یا دوسری کتاب کا مطالعہ علیحدہ سے کیا جا سکتا ہے یا مطالعہ کی ترتیب کسی ایک وقت کے لیے مرتب کی جا سکتی ہے۔ تاہم، یہ ترتیب وار سلسلہ کورسوں کے ذریعے افراد کی نقل و حرکت ہے جو صلاحیت بڑھاتی ہے۔ اس طرح اُن چیزوں کی بنیاد پر جو انہوں نے سیکھی ہیں اپنی تصورات کی سمجھ کی توسیع کرتے ہوئے وہ نہ صرف زیادہ مشکل مواد سے نمٹنے کے قابل ہو جاتے ہیں بلکہ مزید دوسری مطلوبہ خدمات انجام دینے کے قابل بھی ہو جاتے ہیں، کیونکہ ہر قدم پر وہ عملی علم اور بصیرت حاصل کرتے ہیں جو اُن کے لیے مزید ترقی کرنے کی لیے ضروری ہے۔

جہاں تک ٹیوٹر کا تعلق ہے جو کہ پوری تعلیمی نظام کی کلید ہے یونٹ کا مطالعہ ان باہم منسلک صفات پر روشنی ڈالے گا جن کی خدمت کی اس سرگرمی کے لیے مطلوب ہے جو کہ تصورات اور اصول ہیں جو نصاب کو چلاتے ہیں۔ ان کی سمجھ کو مزید دقیق کرنے اُن روحانی صفات، رویوں، مہارتوں اور صلاحیتوں جو ایک گروپ کی رہنمائی کے لیے تیار کی جاتی ہیں ۔ اس میں، شرکاء کو یاد دلایا جائے گا کہ کسی بھی صلاحیتوں کی انہیں بطور ٹیوٹر کے خدمت انجام دینے کی ضرورت ہوگی وقت کے ساتھ ساتھ وہ زیادہ سے زیادہ مؤثر انداز میں تجربے کے ذریعے ترقی کریں گی۔ ان کی حوصلہ افزائی بھی کی جائے گی کہ وہ بہت سے مواقع سے فائدہ اُٹھائیں جو انہیں کورسوں کے مواد پر باقائدگی سے غور کرنے میں ملے گا اور اس مقصد کے لیے منعقد ہونے والے غور و فکر کے جلسات میں ساتھی ٹیوٹر سے سیکھیں گے۔ اس بات کا احساس دلانے میں مدد دینے کے لیے کہ ان جلسات میں شرکت کی انہیں کیا ضرورت ہے، حصّہ ۳۲ سے ۳۵ میں کورسوں کے بنیادی سلسلہ کے چند ٹیٹروں اور انسٹی ٹیوٹ کورڈینیٹر کے درمیان ایک خیالی گفتگو پیش کی گئی ہے۔ ان کی گفتگو کا تعلق بنیادی طور پر مواد کے مطالعہ سے ہے۔ البتہ یہاں یہ سمجھنا مناسب ہوگا کہ اس طرح کے اجتماعات شرکاء کے لیے خدمت کے کاموں

کوانجام دینے میں مدد کرنے کی کوششوں سے حاصل کردہ بصیرت کو بانٹنے کا موقع فراہم کرتے ہیں یہ کورس خدمت انجام دینے والوں کی صلاحیت میں اضافہ کرتے ہیں۔

یہاں ایک اور قابل ذکر نظریہ یہ ہے کہ شرکاء کتاب کے ابتدائی صفحات ہی سے کسی نہ سی طریقے سے تعلیمی پروسس کی نوعیت کی چندایک جھلکی پاتے ہیں جو دوہرے اخلاقی مقصد کے حصول میں فرد کی روحانی اور ذہنی قوتوں کو جلا بخشتی ہیں۔ نیز چاہے یہ چھوٹے پیانے پر ہی کیوں نہ ہو خدمت کا ایک حصّہ افراد کو اخلاقی اور روحانی طور پر بااختیار بنانا واضح ہوجائے گا جب وہ یونٹ کے اختتام پر پہنچیں گے۔ نئے ٹیوٹروں کو نہیں چاہیے کہ کسی چیز کو نظرانداز کریں، درحقیقت ان کی مستقبل کی کوششوں کو جو چیز سے تقویت دیتی ہیں وہ پروسس میں حضرت بہاءاللہ کے تصور کردہ نظمِ جہانی کی طرف عوام الناس کی نقل وحرکت پیدا کرنے کی ودیعتی قوت ہے۔

کیونکہ جب افرادصف درصف ایک مشترکہ راستے پر گامزن ہوتے ہیں، ایک دوسرے کی ہمراہی میں مدد دیتے ہوئے اور لاتعداد لوگوں کو اپنی سماج کو بہتر بنانے میں اشامل کرتے ہیں، تب روحانی قوتیں مطلوبہ وسعت میں جاری ہوتی ہیں اور تحریک کی حرکیات گردش متعین کرتی ہے۔

کتاب ۷ کا تیسرا یونٹ دوسرے یونٹ کو قدرتاً ساتھی بناتی ہے۔نسبتاً مختصر ' بنیادی سطح پر فنونِ لطیفہ کی ترویج ' اُن بصیرتوں پر استوار ہوتا ہے جو شرکاء نے تعلیمی پروسس میں حاصل کی ہیں تا کہ اس عمل کو بڑھانے میں فنکارانہ سرگرمی کے کردار کا جائزہ لیا جاسکے اور اس سے معاشرتی زندگی کے نمونوں کو تقویت دی جاسکے۔ اب تک شرکاء کو ان دونوں یونٹوں کے درمیان گہرے تعلق کا بخوبی اندازہ ہوجائے گا اور وہ اس بات کو سراہیں گے خاص کر تعلیمی پروسس کے تناظر میں کہ انسٹی ٹیوٹ کی کمپین اور کیمپ جیسی اجتماعی کوششیں فنونِ لطیفہ کے استعمال کے لیے وسیع میدان فراہم کرتے ہیں۔ اِن فنون شاہپاروں کو دیکھنے سے پہلے شرکاء ہر ایک کے مطابق آثار مبارکہ کے متعدد عبارات پر غور کرتے ہیں جو فنکارانہ کوششوں کی نوعیت اور انسانی روح میں خوبصورتی کی کشش کی قوت کو بیدار کرنے کی ان کی صلاحیت پر بات کرتی ہیں۔ نچلی سطح پر فنون کو فروغ دینے کا جذبہ اس طاقتور قوت کا مظہر ہے جو آخرکار، حضرت بہاءاللہ کے ظہور کی خوبصورتی کی کشش کی ایک عکسی جس کے جلال کے سامنے خوبصورتی کا جوہر دھندلا اور مرجھا جائے گا' ۔ یہ خدا کے کلام میں ہے جو اس نے انسانیت کی تخلیقِ نو کے لیے نازل کیا، پھر ہمیں فنکارانہ اظہار کا معیار دونوں میں تلاش کرنا چاہیے، انسانی روح کو بلند کرنے اور اس ثقافت کی تخلیق میں جو امراللہ کی تعلیمات کے ذریعے تشکیل پارہی ہے۔

خدمت کی راہ میں پیشقدمی کے روحانی حرکیات

مقصد:

امراللہ اور انسانیت کی خدمت کی راہ میں پیشقدمی کرنے کے روحانی حرکیات سے مزید آگاہی حاصل کرنا اور اس راہ میں جو قوتیں کام کرتی ہیں انکے بارے میں فہم حاصل کرنا۔

حصہ 1

دوسرے لوگوں کی طرح جو بنیادی کورس ے کا مطالعہ کرر ہے ہیں غالباً اب تک آپ کو بھی روحی انسٹی ٹیوٹ کی پہلی چھ کتابوں کو دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ پروسس میں آپ کی شرکت جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں، خدمت کی راہ پر چلنا کے الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے ۔اس راستے میں جوں جوں آپ پیشقدمی کرتے جاتے ہیں، آپ روحانی طور پر ترقی کرتے جاتے اور سرگرمی کے پیچیدہ شعبوں میں مشغول ہوتے ہوئے اپنی سماج کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کی اپنی صلاحیت بڑھاتے جاتے ہیں۔ خدمت کی راہ پر چلنے کی فطری خوشی سے آگاہ ہوتے ہوئے اب آپ چاہتے ہیں کہ دوسروں کی بھی مدد کریں جو اس راستے پر گامزن ہونے کے لیے بے چین ہیں۔ اگر آپ ایسا کرنے میں زیادہ سے زیادہ مؤثر بننا چاہتے ہیں تو ضروری ہوگا کہ آپ روحانی نشوونما کی نوعیت پر زیادہ سے زیادہ غور کریں۔ اس یونٹ کے مطالعہ سے امید ہے کہ غور وفکر میں مدد مل سکے۔

حصہ 2

اس عارضی وجود کے مقام پر، ہم اپنی ان روحانی صفات کو ترقی دینے کی کوشش کرتے ہیں جو ہمارے اندر بنیادی طور پر موجود ہیں۔ ہم جس طرح یہ روحانی صفات کے حامل ہیں وہ اس سے بالکل مختلف ہے جیسے ہم مادی چیزوں کے مالک ہیں۔ جب ایک آئینہ سورج کی روشنی منعکس کرتا ہے تو اس وقت ایک طرح سے وہ سورج کے عکس کا حامل ہے۔ لیکن، درحقیقت، سورج آئینے کے اندر نہیں ہے۔ ہماری روحانی خوبیاں خدا کے عطیات ہیں۔ جب ہم اپنے دلوں کے آئینوں کو خدا کی جانب پھیرتے ہیں تو ہم یہ خوبیاں منعکس کرتے ہیں۔ لیکن یہ ملکوتی صفات اس دل سے بہت ہی کم منعکس ہوتے ہیں جو اس دنیاوی گردوغبار سے اٹے ہوئے اور پوشیدہ ہوں۔ پس یہ مناسب ہے کہ اس یونٹ میں ہم جس پہلی عبارت کا مطالعہ کریں وہ دل کے آئینے کو پاک وصاف کرنے کے بارے میں ہو۔ حضرت عبدالبہآءفرماتے ہیں:

> **''اہم ترین بات دلوں کے آئینوں کو چمکانا ہے تا کہ وہ منور اور ملکوتی روشنی کے لئے مستعد ہو جائیں۔ ایک دل چمکائے ہوئے آئینے کی صلاحیت کا حامل ہوسکتا ہے؛ دوسرا اس دنیا کے گردوغبار سے اٹا ہوا اور چھپا ہوا ہوسکتا ہے۔ اگر چہ ایک ہی سورج دونوں پر عظمت و اقتدار کے ساتھ اپنے بھرپور انداز میں چمک دمک رہا ہے اور اپنی شان وشوکت کا جلوہ دکھا رہا ہے؛ لیکن جو آئینہ گردآلود اور چھپا ہوا ہے اس میں یہ صلاحیت نہیں کہ اسے منعکس کرسکے، اگر چہ جہاں تک سورج کا تعلق ہے یہ اس پر چمک رہا ہے اور نہ تو کم ہوتا ہے اور نہ اسے محروم رکھتا ہے۔ پس، ہمارا فرض ہے کہ اپنے دلوں کے آئینوں ک کو چمکانے کی جستجو کریں تا کہ ہم اس روشنی کو منعکس کرنے والے اور ملکوتی عنایات حاصل کرنے والے بنیں جنکا مکمل اظہار ان میں ہو۔''** (1)

1۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ ہمیں اپنے دلوں کے آئینوں کو_______ چاہیئے تا کہ وہ______ اور________ کے لئے______ ہو جائیں۔

ب۔ ایک دل _______ ہوئے آئینے کی صلاحیت کا حامل ہوسکتا ہے؛ دوسرا دل اس دنیا کے________ سے______ اور ________ ہوسکتا ہے۔

ج۔ ایک ہی سورج دونوں پر یعنی صاف آئینے پر اور دنیاوی گردوغبار سے اٹے اور چھپے ہوئے آئینے پر ________ ہے۔

د۔ ایک______اور شفاف آئینے میں ہم سورج کو اپنے بھرپور انداز میں______________کے ساتھ__________

ہ۔ اور اپنی__________کا__________دکھاتا دیکھ سکتے ہیں۔

و۔ جو آئینہ__________اور______ہوا ہے اس میں یہ ______نہیں کہ اسے ______ کر سکے۔

ز۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنے دلوں کے آئینوں ک کو چمکانے کی جستجو کریں تا کہ ہم اس روشنی کو__________والے اور__________

حاصل کرنے والے بنیں جن کا مکمل________ان میں ہو۔

۲۔ فیصلہ کریں کہ آیا درج ذیل بیانات درست ہیں:

______ایک شفاف آئینہ ظاہری سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے۔

______ایک گرد آلود آئینہ ظاہری سورج کی روشنی منعکس نہیں کرتا۔

-----شمسِ حقیقت پاک دلوں پر چمکتا ہے۔

-----شمسِ حقیقت دنیاوی گرد وغبار سے اٹے ہوئے دلوں پر چمکتا ہے۔

_______پاکیزہ دل شمسِ حقیقت کی روشنی کو منعکس کرتے ہیں۔

______ دنیاوی گرد وغبار سے اٹے ہوئے دل شمسِ حقیقت کی روشنی کو منعکس کرتے ہیں۔

۳۔ فیصلہ کریں کہ درج ذیل میں سے کون کون سے ''اس دنیا کے گرد وغبار'' ہیں:

_____ دنیاوی ملکیتوں سے لگاؤ_____ ذاتی لگاؤ _____ انسانیت سے پیار _____ علم _____ لالچ

_____ عیش وعشرت سے پیار_____ حسرت وحسد _____ کبر_______

4۔ فیصلہ کریں کہ درج ذیل میں کون سی صفات ''ہمارے دلوں کے آئینوں کو چمکانے'' میں مدد کرتے ہیں:

_____ سرور _____ دوسروں کو خود پر ترجیح دینا_____ ایمان

_____ انسانیت کا پیار _____ مہربانی ____ خدا سے پیار _____ دعا ومناجات

_____ علم _____ اچھے اعمال _____ دوسروں کے ساتھ مقابلہ

_____ تخلیقی کلمات کا مطالعہ _____ دوسروں کے خامیوں کے بارے میں سوچنا۔

۵۔ اپنے دلوں کے آئینوں پر دنیاوی گرد وغبار کو جمنے نہ دینے کی خاطر ضروری ہے کہ ہم مسلسل کوشش کرتے رہیں۔ فیصلہ کریں کہ آیا درج ذیل بیانات درست ہیں:

____ صرف دعائیں ہی ہمارے دلوں کو پاک کریں گی۔

____ صرف اچھے اعمال ہی ہمارے دلوں کو پاک کریں گے۔

____ دعائیں اور اچھے اعمال ہی ہمارے دلوں کو پاک کریں گے کیونکہ ان کے ذریعہ ہی خدا کی عنایات مجذب ہوتی ہیں۔

____ صرف خدا کی عنایات کے ذریعہ ہی ہم اپنے دلوں کے آئینوں کو چمکا سکتے ہیں۔

____ اپنے دل کی پاکیزگی کو گنوادینا ممکن ہے۔

____ ہماری زندگی میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جب دلوں کے آئینوں کو مزید چمکانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

۶۔ درج ذیل سوالات کے جواب تحریر کریں:

الف۔ ایک پاکیزہ دل کا مقصد کیا ہے؟ ____________________

____

ب۔ ایک غیر پاکیزہ دل کیا حاصل کر سکتا ہے؟ ____________________

____

ج۔ اُس دل کی حالت کیا ہوگی جو شمسِ حقیقت کی جانب متوجہ نہیں ہوتا؟ ____________________

____

۷۔ اپنے گروپ میں درج ذیل سوالات پر گفتگو کریں: جو شخص خدمت کے راستے پر چل رہا ہے وہ کیسے اپنے آپ کو اس دنیا کے گرد و غبار سے کیسے بچا سکتا ہے؟

۸۔ آپ درج ذیل اقتباس کو حفظ کرنا چاہیں گے۔

''سب تعریف اور حمد وثناء خدا کے لیے ہے جس نے اپنی قدرت کی قوت سے آفرینش کو عدم وجود کی برہنگی سے نجات عطا کر کے اسے زندگی کا لباس پہنایا۔ تمام مخلوقات میں سے اس نے پاکیزہ اور گوہر کی مانند حقیقت انسان کو اپنی خصوصی عنایت کے لیے منتخب کیا اور اسے عرفان پانے اور اپنی عظمت وشان کو منعکس کرنے کی بے مثال صلاحیت عطا کی۔ اسے یہ جو دوہرا امتیاز عطا کیا گیا تھا اس نے اس کے دل کو ہر بری خواہش کی آلودگی سے صاف کر دیا اور اسے اس لباس کے قابل بنایا جو اس کے خالق نے اسے پہنانا پسند فرمایا۔ اس نے اس کی روح کو جہالت کی مصیبت و بدبختی سے نجات بخشی۔'' (2)

حصہ3

ہم میں سے ہر ایک کو خدا کو جاننے اور اُس کے اسماء وصفات کو منعکس کرنے کی صلاحیت ودی گئی ہے۔ ہمیں بے شمار دیگر صلاحیتوں سے بھی نوازا گیا ہے۔ تاہم، صلاحیت کا پیمانہ سب کے لیے یکساں نہیں ہے اور خدا ہم سے وہ نہیں چاہے گا جو ہماری استطاعت سے باہر ہے۔ ہم سے جو کچھ کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اُن صلاحیتوں کو مکمل ترقی دیں جو ہم ممکنہ طور پر رکھتے ہیں۔ حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

''۔۔۔۔۔ میں نے تم میں سے ہر ایک کو اپنی تخلیق کا مکمل نمونہ بنایا ہے تا کہ میری تخلیق کا کمال لوگوں کے سامنے پورے طور پر آشکار ہو۔ پس اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان ہمیشہ اس قابل رہا ہے اور آیندہ بھی رہے گا کہ وہ خود اللہ سبحانہ تعالیٰ کے جمال کا ادراک حاصل کر سکے کیونکہ اگر اس انسان کو ایسی صلاحیت عطا نہ ہوئی ہوتی تو پھر اس کو اپنی ناکامی کا حساب دینے کے لیے کیسے کہا جا سکتا ہے؟ ''(3)

ملکوتی صفات کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں اُس اعلیٰ روحانی مقام سے آگاہ ہونا چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر ایک کے لیے مقدر کیا ہے اور مستقل طور پر اس کی طرف بڑھنا چاہیے۔ ہمارے دلوں کو حقیقی خوبصورتی، پُر جلال کے جمال کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ یہ ہمارے خیالات اور اعمال کی رہنمائی کا کامل معیار ہے؛ ہم متوسط درجہ (mediocrity) پر راضی نہ ہو رہیں۔ آج بہت سارے لوگوں کا خیال ہے کہ کمال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مقابلہ ہمیں اس دنیا کے پھندوں میں اور بھی مضبوطی سے پھنسا دیتا ہے۔ ضروری ہے کہ ہمیں کمال کی جانب جو قوت لے جا رہی ہو وہ ہماری یہ عاجزانہ خواہش ہے کہ ہم اس مقام تک پہنچیں جو خدا نے اپنے فضل سے ہمارے لئے مقدر کیا ہے۔ کمال حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان صلاحیتوں کو بھرپور طور پر ترقی کی جانب لے جائیں جو خدا نے ہمیں بخشی ہیں۔ حضرت شوقی آفندی ہم سے فرماتے ہیں جا خدا کی قربت چاہتے ہیں:

''۔۔۔ اُن کو چاہیے کہ نہ تو اس معاشرے کے فسق وفجور پر نظر کریں جن میں وہ زندگی بسر کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے اردگرد کے لوگ جس پست اخلاقی اور آوارگی کا اظہار کرتے ہیں ان کے شواہد کو دیکھیں۔ انہیں خود کو محض تناسبی امتیاز اور کمال سے مطمئن نہیں کر لینا چاہیے۔ بلکہ انہیں اپنی نظر زیادہ بلندی کی طرف جمانی چاہیے بلکہ انہیں قلم ابہٰی سے نازل ہونے والے مشوروں اور نصیحتوں کو اپنا سب سے بڑا ہدف بنا کر اعلیٰ ترین بلندیوں پر اپنی نظر گاڑنی چاہیے۔ تب یہ معلوم ہوگا کہ منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے ابھی اور کتنے مراحل طے کرنے باقی ہیں یعنی ایک ایسی منزل جو ملکوتی اخلاقیات اور کمالات کے اظہار کے علاوہ اور کچھ نہیں۔''(4)

ا۔ اوپر دیئے گئے اقتباس کی بنیاد پر آئیں اب ہم ''صلاحیت'' کے مفہوم پر مختصراً غور کرتے ہیں۔ فیصلہ کریں کہ آیا درج ذیل بیانات درست ہیں:

_____ سب لوگوں میں خدا کو جاننے اور اس کے اسماء وصفات کو منعکس کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

_____ بعض لوگ خدا کے مظہر ظہور کا انکار اس لئے کر دیتے ہیں کہ ان میں خدا کو جاننے کی اور اس کے جمال کو سراہنے کی صلاحیت ہی موجود نہیں ہوتی۔

_____ ایک بے رحم شخص میں مہربان ہونے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔

_____ ایک فرد جس کی پرورش ایمانداری کے طرز پر نہ ہوئی ہو، ایماندار ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

_____ کسی دوسرے فرد کی صلاحیت کو جاننا ممکن ہے۔

_____ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی صلاحیت کا پتہ ہوتا ہے۔

_____ صرف خدا ہی جانتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کتنا باصلاحیت ہے۔

_____ ہم صرف ذاتی کوششوں سے اپنی صلاحیتوں کو فروغ دے سکتے ہیں۔

____ ہم خدا کے فضل سے اپنی صلاحیتوں کو فروغ دیتے ہیں جب ہم اپنے دلوں کو پاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور معاشرے کی کایا پلٹ میں اپنا حصّہ ڈالتے ہیں۔

۲۔ اب جب ہم نے ''صلاحیت'' کے مفہوم کے بارے میں سوچ بچار کر لیا ہے، روحانی ترقی کی نوعیت کے بارے میں مزید بصیرت حاصل کرنے کے لیے متعلقہ مفہوم ''کمال'' کو دریافت کرتے ہیں۔ ایسا کرنے کے لیے ہم اس اور اگلی کئی مشقوں میں درج بالا دوسرے اقتباس پر توجہ مرکوز کریں گے۔ درج ذیل کے خالی جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ حضرت شوقی آفندی ہم سے فرماتے ہیں کہ :

____ ______________________________________

____ ______________________________________

____ ______________________________________ اس طرف نہیں دیکھنا چاہیے۔

ب۔ انہیں خود کو اس بات سے مطمئن نہیں کر لینا چاہیے کہ:

____ وہ نسبتاً ______________________________________

____ وہ نسبتاً ______________________________________

ج۔ تناسبی کمال کی بجائے انہیں چاہیے کہ وہ ______________________________________

____

د۔ ____

____

____________ کے ذریعے ہمیں اعلیٰ ترین بلندیوں پر اپنی توجہ مرکوز رکھنی چاہیے۔

ہ۔ اگر ایک بار انہوں نے خدا کی نصیحتوں کو اپنا منزلِ مقصود بنا کر عمل کرنا شروع کر دیا تو دیکھیں گے کہ ____________________

____

____

۳۔ معاشرے کی خراب صورتحال اور گراوٹ سے بلند ہونے کی خاطر ضروری ہے کہ ہم اپنی ملکوتی اخلاق اور خوبیوں کو ترقی دیں۔ درج ذیل فہرست میں معاشرے کی چند صورتحال دی گئی ہیں۔ ہر صورتحال کے لئے ایک یا زیادہ اس خصوصیت کا انتخاب کریں جو سب سے زیادہ براہ راست اس کا مقابلہ کرتی نظر آتی ہیں۔

پاک دامنی، قانونِ الٰہیہ کی اطاعت، ہمہ گیر الفت، ایمانداری، انقطاع، اخلاقی صداقت، ادراک، انصاف، انکساری ،

استبداد

مادہ پرستی

لاقانونیت: ____________

اخلاقی کمزوری: ____________

بدعنوانی: ____________

تعصب: ____________

خوودسری: ____________

نفرت: ____________

فضول خواہشات کی پیروی : ____________

۴۔ چند رویئے اور خصوصیات جو ہمیں بیہودگی سے محفوظ رکھتے ہیں وہ کیا ہیں؟

____

____

____

۵۔ نیچے دیئے گئے پہلے کالم میں چند تناسبی کمال کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور دوسرے کالم میں حقیقی کمال کا، تناسبی کمال کی مثالوں کو حقیقی کمال کی مثالوں سے موزانہ کریں:

______ اتنی محنت سے پڑھنا تا کہ ہم اپنی کلاس میں دوسروں سے آگے نکل جائیں۔	الف۔ ہمیشہ تمام حالات میں صدقِ رفتار کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔
۔۔۔۔۔ اپنے مہینے بھر کا خرچ نکال کر اور کچھ رقم تفریح کے لئے الگ اکٹھی کرنے کے بعد جو رقم بچ رہے اُس میں سے کچھ بہائی فنڈ میں دینا۔	ب۔ کلاس میں ہم جو موضوعات پڑھ رہے ہیں اسے خوب طرح سمجھنے کی بھرپور کوشش کرنا۔
۔۔۔۔۔ کسی غلط کام کے کرنے سے صرف اس لیے اجتناب کریں کہ شاید پکڑے جائیں گے۔	ج۔ پوری نسل انسانی کے لئے دل میں امڈتا ہو پیار اور احترام کا ہونا۔

۔۔۔۔۔۔دوسری نسلوں اور طبقات کے لوگوں سے برداشت سے پیش آنا۔ د۔ انسانوں کی فلاح وبہبود کی ترویج کے لئے سرگرم رہنا۔

______ کسی کو نقصان نہ پہنچانا۔ ہ۔ فنڈ میں فیاضی اور ایثار کے ساتھ عطیہ دینا۔

٦۔ اپنے گروپ کے ارکان کے ساتھ درج ذیل سوالات پر گفتگو کریں:

الف۔ ہمیں ''تناسبی امتیاز یا کمال'' سے مطمئن کیوں نہیں ہونا چاہیے؟

ب۔ کمال کے بارے میں ہمارا معیار کیا ہونا چاہیے؟

ج۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کمال حاصل کرنے کا واحد راستہ مقابلہ ہے۔کلمات مکنونہ میں حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

''وہ بندہ سب سے بڑا غافل ہے جو صرف لفظوں پر جھگڑتا ہے اور اپنے بھائی پر بڑائی چاہتا ہے۔'' آپ کے خیال میں اگر مقابلہ نہ تو کمال کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟

د۔ کمال حاصل کرنے کی کوشش کرنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی صلاحیتوں کو بھرپور طور پر ترقی دینے کی جدوجہد کرے۔
کیا ہم کبھی یہ فرض کر سکتے ہیں کہ ہم ''ملکوتی اخلاق وخوبیوں کی مثال'' کے ہدف تک پہنچ چکے ہیں؟

حصہ4

انسانی دل کو پیار کرنے کے لئے خلق کیا گیا تھا۔اس کی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ یہ کسی نہ کسی چیز سے لگاؤ رکھے۔اگر ہم چاہتے ہیں کہ یہ دنیاوی چیزوں سے لگاؤ نہ رکھے اور خدا کی روشنی منعکس کرنے کے قابل ہو تو ضروری ہے کہ یہ خدا سے لگاؤ رکھتا ہو۔ پیار کے اظہار کے کئی طریقے ہیں۔ہم اپنے خاندانوں سے، اپنے دوستوں سے، اپنی سماج اور اپنے ملک سے پیار کرتے ہیں۔لیکن پیار کی یہ سب قسمیں محدود ہیں۔صرف اور صرف خدا سے پیار ہی ایک لامحدود پیار ہوتا ہے۔اس کا پیار ہمہ گیر ہوتا ہے۔ جب ہمارے دل خالص ہوں اور خدا کی پیار کو منعکس کر رہے ہوں تو ہم پوری نسل انسانی سے لامحدود اور بے غرض پیار کا اظہار کر سکتے ہیں۔اگر دوسروں کے لئے ہمارا پیار خدا کے بے پناہ پیار سے منور نہ ہو تو یہ کئی ناپسندیدہ خصوصیات اختیار کر سکتا ہے مثلاً حسد، خود خواہی اور تعصب وغیرہ۔

پیار کی ایک بہت ہی اہم خصوصیت کو سمجھنا ہم سب کے لئے ضروری ہے۔ پیار کے ساتھ ہمیشہ ایک خوف لگا ہوتا ہے۔اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ہم جن لوگوں سے پیار کرتے ہیں ان سے خوفزدہ رہتے ہیں، بلکہ ہمیں اپنے پیاروں کے بچھڑنے یا ان کے پیار کے کھو جانے کا ڈر لگا رہتا ہے۔پس خدا کے پیار کے ساتھ ضروری ہے کہ ہمارے دلوں میں خدا کا خوف بھی ہو یعنی یہ خوف کہ ہمارے غلط کام اور ہماری بُری عادتیں خدا کے پیار کو ہم تک پہنچنے سے روکیں گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہماری غلطیوں کی وجہ سے خدا ہم سے پیار کرنا چھوڑ دے گا کیونکہ اس کا پیار تو لافانی ہے اور نوع بشر پر برسنے سے ہرگز نہیں رکتا۔لیکن ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ ان رکاوٹوں کی طرح بن سکتی ہیں جو اسے ہم تک پہنچنے نہ دیں۔حضرت بہاءاللہ کلماتِ مکنونہ میں فرماتے ہیں:

''اے فرزندِ ہستی! تو مجھ سے محبت کرتا کہ میں تجھ سے محبت کر سکوں۔اگر تو مجھ سے محبت نہ کرے گا تو میری محبت تجھ تک ہرگز نہ پہنچ سکے گی۔اے بندے اسے خوب سمجھ لے۔'' (5)

روحانی خصوصیات کی ترقی کا انحصار پوری طرح سے محبت اللہ اور خشیت اللہ پر ہے۔ آثار مقدسہ کے بہت ساری عبارات ادراک کو یعنی ہماری روحانی زندگی کی ان دو لازمی قوتوں کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتی ہیں۔ حضرت عبدالبہآء فرماتے ہیں:

''چونکہ عشقِ الٰہی اور روحانی کشش انسانی دل کو صاف اور خالص بناتے ہیں اور اسے سجاتے اور بے داغ لباس تقدیس سے زیب و زینت دیتے ہیں اور ایک دفعہ جب دل اپنے رب کے ساتھ مکمل طور پر منسلک ہوجائے اور جمالِ مبارک کے ساتھ پابند ہوجائے تب فیضِ ربّانی جلوہ نما ہوگا۔

''یہ محبت جسمانی نہیں بلکہ مکمل طور پر روحانی ہوتی ہے۔ وہ نفوس جن کا باطنی وجود خدا کی محبت سے منور ہوتا ہے روشنی کی پھیلتی ہوئی کرنوں کی طرح ہوتے ہیں اور وہ تقدیس کے ستاروں کی طرح خالص اور روشن آسمان میں چمکتے ہیں۔ کیونکہ سچی محبت خدا کے ساتھ محبت ہوتی ہے اور یہ انسان کے خیالات وتصورات سے مقدس ہوتی ہے۔'' (6)

حضرت بہآءاللہ فرماتے ہیں:

''وہ شخص جو اِس دن خدا کی مدد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ اپنے مال واسباب سے آنکھیں بند کر لے اور اُس کی طرف کھول دے جو خدا کے پاس ہے۔ اپنا نفع کمانے میں لگے رہنا ترک کردے اور اس بات کا جویا ہو جو خدا کے مطیع کرنے والے کلمہ کو بلند کرے۔ وہ اپنے دل سے نفس و ہوا کے تمام خیالات وجذبات صاف کر دے کیونکہ خوفِ خدا ہی وہ واحد ہتھیار ہے جو اسے فتح دلا سکتا ہے وہ بنیادی ذریعہ ہے جس کی مدد سے وہ اپنا مقصد حاصل کر سکتا ہے۔ خوف خدا ہی وہ سپر ہے جو اس کے امر کی حفاظت کرتی ہے اور وہ ڈھال ہے جو اس کے لوگوں کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ فتح حاصل کر سکیں۔ یہ وہ علم ہے جسے کوئی جھکا نہیں سکتا، ایسی طاقت ہے جس کی کوئی برابری نہیں کر سکتا۔ اس کی مدد اور ربّ الجنود کی اجازت سے قربِ الٰہی سے فائز ہونے والے اس قابل بن جاتے ہیں کہ وہ لوگوں کے دلوں کو مغلوب کر کے فتح کر سکیں۔'' (7)

ا۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ اگر ہم خدا سے ______ نہ کرے گا تو اُس کی محبت تجھ تک ہرگز نہ ______

ب۔ عشقِ الٰہی اور روحانی کشش انسانی دل کو ______ اور ______ بناتے ہیں۔

ج۔ ایک بار جب انسانی دل پوری طرح خدا سے ____ جائے اور جمال مباک سے ____ جائے تو خدا کی ______ ظاہر کی جائے گی۔

د۔ یہ محبت ______ کی نہیں بلکہ پوری طرح سے ______ کی محبت ہے۔

ہ۔ جن لوگوں کا باطنی وجود محبت اللہ سے ______ ہے وہ ایسے ہیں کہ گویا ان سے ______ کی کرنیں پھوٹتی ہوں.

و۔ جن لوگوں کا باطنی وجود محبت اللہ سے منور ہے وہ پاک وصاف آسمان پر ______ کے ______ کی طرح ______ گے۔f f

ز۔ کیونکہ ______ اور ______ محبت تو ______ ہی ہے اور یہ لوگوں کی ______ اور ______ سے پاک وماوراٴ ہے۔

۲۔ درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں؛

الف۔ انسانی دل کو کون سی چیز پاک وصاف کرتی ہے؟______________________________

____

ب۔ خدا کے فضل کو مجذب کرنے کے لئے انسانی دل کو کیا شرط پوری کرنی ہوگی؟______________________________

____

ج۔ کیا خدا کا پیار جسمانی کیفیت ہے یا روحانی؟ ______________________________

____

د۔ جب ہماری روحیں محبت اللہ سے روشن ہوجاتی ہیں تو ہم کیا بن جاتے ہیں؟______________________________

____

ہ۔ عشق حقیقی کیا ہے؟______________________________

____

۳۔اپنے گروپ کے ممبران کے ساتھ اس سوال پر تبادلہ خیال کریں: وہ کیسے لوگ ہوتے ہیں جن کا باطن عشقِ الٰہی سے منوّر رہوتا ہے جو ایک خالص اورشفاف آسمان پر مقدس ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے اپنے اردگرد کے لوگوں کو متاثر کرتے ہیں ؟

۴ ۔ محبت کے تمام مظاہر محدود ہیں جب تک کہ خدا کی ہمہ گیر، لامحدود محبت سے منور نہ ہو۔مندرجہ ذیل الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے پیار کی مختلف قسموں کے بارے میں جملے تحریر کریں۔آپ کی مدد کے لئے چند مثالیں دی گئی ہیں:

خوشی: خدا کا پیار ہمارے دلوں میں خوشی لاتا ہے۔

آزادی: ہماری حقیقی آزادی کا منبع خدا کا پیار اور اس کے ساتھ لگاؤ ہے۔

لالچ: دنیاوی چیزوں سے پیار ہم میں لالچ پیدا کرسکتا ہے۔

حسد: اگر ہمارے دوستوں سے ہمارا پیار خدا کے پیار سے منور نہ ہو تو یہ ہمیں حسد کی طرف لے جاسکتا ہے۔

روشنی: ______________________________

غم: ______________________________

مایوسی: ______________________________

زندگی: ______________________________

جذبہ: ______________________________

خواہش: ______________________________

فضل: ______________________________

تصورات: ______________________________

حسِ ملکیت: ______________________________

خوف: ______________________________

رحمت: ______________________________

ہمدردی: ______________________________

تقدس: ______________________________

تعصب: ______________________________

انصاف: ______________________________

علم: ______________________________

حوصلہ: ______________________________

۵۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں۔

الف۔ اگر ہم آج کے دن خدا کے مددگار بننا چاہتے ہیں تو خدا کا خوف ہی وہ ______________ ہے جو ہمیں قائم بنائے گا۔

ب۔ خدا کا خوف ہی وہ ______________ ہے جس کے ذریعہ ہم اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔

ج۔ خدا کا خوف ہی وہ ______________ ہے جو امر اللہ کا دفاع کرتا ہے۔

د۔ خدا کا خوف ہی وہ ______________ ہے جو خدا کے لوگوں کو فاتح بناتا ہے۔

ہ۔ خدا کا خوف ایک ایسی ______________ ہے جسکا کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔

و۔ خدا کا خوف اس کے مقربین کی مدد کرتا ہے کہ وہ ______________ فتح کر سکیں۔

۶۔ اپنے گروپ میں درج ذیل سوالات پر گفتگو کریں:

الف۔ روحانی خصوصیات کی ترقی میں عشقِ الٰہی کیوں اہم ہے؟

ب۔ روحانی خصوصیات کی ترقی میں خشیت اللہ کیوں اہم ہے؟

ج۔ آپ درج ذیل اقتباس کو زبانی یاد کرنے کی خواہش کر سکتے ہیں۔

''عشقِ الٰہی کے سمندر میں ڈوبا ہوا سالک شدید طلب کے زیر اثر قوانین الٰہیہ پر عمل کرنے کے لیے قیام کرے گا۔'' (8)

حصہ 5

خدا کے لیے عشق وہ محرک قوت ہے جو ہمیں امراللہ کی خدمت کی راہ پر گامزن ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس راہ میں اٹھنے والا ہمارا ہر قدم ہم میں اس کے پیار اور عقیدت کو اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ اور ہر قدم کے ساتھ ہی ہمارے دل کا آئینہ اور بھی شفاف ہو جاتا ہے۔ اور ہم اپنی روحانی خوبیوں کو اور ترقی دیتے ہیں۔ جو چیز ہمارے خیالات اس راستے میں روشنی فراہم کرتی ہے ہمارے اعمال کی راہنمائی کرتی ہے، وہ خدا کا قانون ہے۔ اگر ہم اس کے قوانین کی پابندی نہیں کریں گے تو اندھیرے میں بھٹک جائیں گے۔ کتابِ اقدس میں حضرت بہآءاللہ نے ہمارے جڑوان فرائض کے بارے فرمایا ہے؛ مظہرِ ظہور الٰہی کو پہچاننا اور اُس کے احکام پر عمل کرنا:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو پہلا حکم فرض کیا ہے وہ اس کے مشرق وحی اور مطلعِ امر کا عرفان حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ وہ اس کی سلطنتِ امر اور عالم خلق میں اس کے مقام پر فائز ہے۔ جس نے یہ فرض ادا کر دیا اسے تمام خوبیاں حاصل ہو گئیں اور جو اس سے محروم رہا وہ گمراہ ہو گیا خواہ وہ تمام نیک اعمال بجا لائے۔ جو کوئی اس مقام ارفع اور افقِ اعلیٰ کو پالے تو مناسب ہے کہ وہ ہر اس حکم کی پیروی کرے جو اسے مقصودِ عالم سے ملا ہے۔ یہ دو جڑواں فرائض جدا نہیں ہو سکتے۔ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر قبول نہیں ہو سکتا۔ مطلعِ الہام نے اسی طرح حکم دیا ہے۔'' (9)

قانونِ الٰہیہ کے حوالہ سے حضرت بہاءاللہ ہم سے فرماتے ہیں:

''اے اہلِ عالم! یقین سے جان لو کہ میرے احکام میرے بندوں میری عنایت کے چراغ اور میری مخلوق کے لئے میری رحمت کی کلید ہیں۔'' (10)

اپنی الواح میں سے ایک میں آپ فرماتے ہیں:

''بلاشبہ احکامِ الٰہی سمندر کی مانند ہیں اور آدم کی اولاد مچھلیوں کی طرح۔ کاش کہ تمہیں اس کا علم ہوتا۔'' (11)

حضرت بہاءاللہ مزید فرماتے ہیں:

''اور قوموں کی نگہداشت کے لیے اس کے احکام ایک بہت بڑا قلعہ ہیں جس نے اس بات کا اقرار و اعتراف کیا اس کے لیے نور ہے اور جس نے اس سے منہ پھیر لیا اور انکار کیا اس کے لیے نار ہے۔'' (12)

''کہہ دو: خدا کی قسم! قانونِ خداوندی تمہارے لیے ایک مضبوط قلعہ ہے، اگر تم سمجھ سکو!'' (13)

کتابِ اقدس کے حوالے سے جس میں آپ کے دور کے قوانین اور احکام موجود ہیں حضرت بہاء اللہ ہمیں تاکید فرماتے ہیں:

''کہہ دو کہ اے لوگو تم اس حکم کو مضبوطی سے تھام لو اور اپنے مہربان اور فضل فرمانے والے رب کی طرف سے نازل ہونے والے احکام کا مشاہدہ کرو۔ جو تمہارے لیے دونوں جہاں میں فلاح کا باعث ہوگا اور یقیناً تمہیں اس چیز سے پاک کردے گا جو تمہیں بری لگتی ہے۔'' (14)

آپ کی تحریروں میں سے ایک میں ہم پڑھتے ہیں؛

'' خدا کے احکام اس کی وحی کے آسمانِ عظمت سے نازل ہوئے ہیں۔ سب کو پوری مستعدی سے ان پر عمل کرنا چاہیے۔ انسان کا سب سے بڑا امتیاز، اس کی حقیقی ترقی اور آخری فتح ہمیشہ انہی کی اطاعت پر منحصر رہی ہے۔ جو کوئی احکام الٰہی پر عمل کرتا ہے اسے دائمی مسرت حاصل ہوگی۔'' (15)

ا۔ اوپر دیئے گئے اقتباسات سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ:___

_____ ہمارا پہلا فرض مظہرِ ظہورِ الٰہی کی پہچان ہے۔

_____ جب ہم نے اسے پہچان لیا تو ہمارا اگلا فرض اس کی اطاعت کرنا ہے۔

_____ مظہرِ ظہورِ الٰہی کی شناخت کرنا اس کی اطاعت کرنے کے مقابلے میں زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

_____ .اس کی شریعت پر عمل کرنا مظہرِ ظہورِ الٰہی کی شناخت سے زیادہ اہم ہے۔

۔۔۔۔مظہرِ ظہورِ الٰہی کی پہچان اور اس کے قوانین کی اطاعت یکساں اہمیت کے حامل ہے۔ کوئی بھی دوسرے کے بغیر قابلِ قبول نہیں ہے۔

_____ خدا نے ہمیں قوانین اس لئے بخشے ہیں کہ وہ ہم سے پیار کرتا ہے۔

_____ خدا نے ہمیں قوانین اس لئے بخشے ہیں کہ ہم اُس سے خوف کھائیں۔

_____ ہمیں سزا کے خوف سے خدا کے قوانین کی اطاعت کرنی چاہیے۔

_____ ہمیں خدا کے قوانین کی اطاعت اس لئے کرنی چاہیے کہ ہم اس سے پیار کرتے ہیں۔

_____ ہمیں خدا کے قوانین کی اطاعت اس لئے کرنی چاہیے کہ ہم اس کی رحمتوں کو منجذب کر سکیں۔

_____ خدا صرف ان ہی سے پیار کرتا ہے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

_____ جو لوگ خدا سے پیار کرتے ہیں وہ دراصل اپنے دلوں کو اس کا پیار پانے کی خاطر کھول دیتے ہیں۔

_____ ہم خدا کے احکام کے سمندر کے باہر زندگی نہیں گزار سکتے۔

۲۔ درج بالا اقتباسات میں قانونِ الٰہیہ بیان کیے گئے ہیں جیسے:

______ خدا کی عنایت کے ______ ______ خدا کی ______ کی کلید ہیں،

______ میں تمام اہلِ عالم کو ڈوب جانا چاہیے۔اور ______ کی ______ کے لیے اس کے ______ ایک بہت بڑا قلعہ ہیں۔جس نے اس بات کا اقرار واعتراف کیا ______ جس نے اس سے منہ پھیر لیا اور انکار کیا ہے۔ہمارے لیے ایک ______

۳۔ درج ذیل میں دی گئی دو مثالوں کے بعد چند قوانین اور احکام کی فہرست بنائیں۔مندرجہ بالا عبارات کی روشنی میں ان میں سے ہر ایک ہماری زندگی میں ان کی اہمیت اور خدمت کے راستے پر ہماری کوششوں کی افادیت کے بارے میں ہماری سمجھ میں کیسے اضافہ کرتے ہیں؟

______ روزانہ صبح اور شام کو تلاوت آیات الٰہی اور ان پر غور وفکر کرنا۔

______ روزانہ نماز ادا کرنا۔

______

______

______

______

______

______

______

______

______

4۔ خدا کا مطیع بندہ ہونے سے کیا مراد ہے؟

______ خدا کے منزلہ احکامات کی حکمت پر بار بار سوال اٹھانا۔

______ بہآئی اداروں کے فیصلوں کو نظر انداز کرنا یا انکے لیے منفی سوچ رکھنا۔

______ خدا کے مطیع بندوں کی اندھی تقلید کرنا۔

______ حقیقت کی جستجو کرنا تا کہ اسے تسلیم کرکے اور اس کے مطابق زندگی بسر کریں۔

______ خدا کے راستے پر استقامت سے چلنا۔

______ اپنے خیالات اور اعمال کو تعلیماتِ الٰہیہ کے مطابق کرنا۔

______ خدا کے قانون کو خوشی سے تھامنا اور اس کے کلام کو سرفراز کرنا۔

______ خدا کے قوانین سے مستقل وفاداری کرنا خواہ حالات جیسے بھی ہوں۔

______ اپنی کمزوریوں اور غلطیوں پر کڑھتے ہی نہ رہنا بلکہ اپنا بھروسہ اور یقین خدا کی فضل وکرم پر رکھنا۔

۵۔ اگر آپ کو پہلے کبھی موقع نہ ملا ہوتو درج ذیل کتابِ اقدس کے اقتباس کو زبانی یاد کر سکتے ہیں:

''میری زبانِ قدرت نے، میرے جبروتِ عظمت سے، میری مخلوق کے لیے یہ کلمات جاری ہوئے۔ میری جمال کی محبت کی خاطر میرے احکام پر عمل کرو۔'' (16)

حصہ 6

مظہرظہورالٰہی کی عرفان ہماری آنکھیں کھولتی ہیں۔ ہم جان جاتے ہیں کہ کیا چیزیں ہمارے مقامات کو بلند کرنے میں مدد دیتی ہیں اور کون سی چیزیں ہماری پستی کا باعث بنتی ہیں۔ جوں جوں ہم اس وحی الٰہی کا مطالعہ کرتے ہیں جو مظہرظہور پر نازل ہوئی ہے ہم نسل انسانی کے لئے خدا کے مقصد سے آگاہ ہوتے ہیں۔ ہر چیز میں ہم خدا کی قدرت اور اس کی حکمت بالغہ کی نشانی دیکھتے ہیں۔ مظہرظہورالٰہی کے ذریعہ ہم جو علم حاصل کرتے ہیں اور اس کے واسطے ہم جو پیار محسوس کرتے ہیں اس سے ہمیں اعتماد حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے دل مزید مضطرب اور پریشان نہیں رہتے ہیں۔

جب ہم عاجزی کے ساتھ خدمت کے راستے پر چلتے ہیں، ایمان وایقان میں ہم پرورش پاتے ہیں۔ اور جوں جوں ہمارے ایمان میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اسی لحاظ سے خدا کی عنایات حاصل کرنے اور اپنی روحانی خصوصیات کو ترقی دینے کی ہماری صلاحیت بھی ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ ہم اپنی نگاہ شمسِ حقیت کی جانب موڑتے ہیں اور ضیاء پاتے ہیں۔ اس طرح اس راستے پر ہر عمل شعوری علم کے ساتھ کیا جاتا ہے خدا کی معرفت، اس کے ظہور اور انسانیت کے لیے اس کا مقصد۔ امراللہ سے یہی مراد ہے۔ حضرت عبدالبہاآء فرماتے ہیں:

''اگرچہ ایک راستگار شخص کے اعمال بارگاہ الٰہی میں قابل قبول ہے۔ تاہم ضروری یہ ہے کہ پہلے ''جانے'' پھر ''عمل کرے''۔ اگرچہ ایک اندھا آدمی انتہائی شاندار اور نفیس فن پارہ تخلیق کرتا ہے لیکن وہ اس کے دیکھنے سے محروم ہے۔ غور کرو کہ کس طرح اکثر جانور انسانوں کے لئے محنت کرتے ہیں؛ بوجھ اٹھاتے ہیں اور سفر میں مدد کرتے ہیں؛ تاہم وہ غافل ہیں، انہیں اس مشقت اور محنت کا کوئی صلہ نہیں ملتا۔ بادل برستا ہے، گلاب اور سنبل اگتے ہیں؛ میدان اور وادیاں، باغ اور اشجار سرسبز ہوتی ہیں اور پھولوں سے ٹپکتی ہیں؛ تاہم وہ ان تمام باتوں کے نتائج اور اثرات کو نہیں سمجھتے۔ چراغ جلتا ہے لیکن اسے اپنے وجود کا کوئی شعوری علم نہیں اور اسی وجہ سے اسے کوئی خوشی حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ بہترین اعمال اور اچھے اخلاق والی روح یقینا جس افق سے بھی روشنی کو پھوٹتے ہوئے دیکھے گی اس کی طرف بڑھے گی۔ یہی فرق ہے: ایمان کا مطلب یہ ہے کہ پہلے شعوری علم ہو اور پھر اچھے اعمال اختیار کئے جائیں۔'' (17)

حضرت بہاءاللہ نصیحت فرماتے ہیں:

''کہدو: اے لوگو، تم اپنے نفوس کو خدا کے فضل اور اس کی رحمت سے نہ روکو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہی ہے جس نے تمہاری آنکھوں کے سامنے سے اپنے علم کے خزانوں سے پردہ ہٹایا اور تمہیں ایقان کے آسمان تک پہنچایا۔ اس کے اٹل، ناقابلِ تردید اور بلند ترین امر کے ایقان تک۔'' (18)

''اے لوگو! اپنے وجود کو خلعتِ ایقان سے آراستہ کرو تاکہ تم بیہودہ خیالات وتصورات سے محفوظ رہو اور تمہارا شمار مخلص مؤمنین میں ہو کہ جن ایام میں کسی شخص کے لیے امراللہ میں ایقان کا حصول اور ثابت قدمی ناممکن ہے سوائے اُن نفوس کے جو تمام دنیاوی اشیاء ترک کرکے اس کے مقدس اور درخشاں جمال کی

طرف متوجہ ہوگئے ہیں۔" (19)

۱۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ ایک اندھا آدمی انتہائی شاندار اور نفیس فن پارہ تخلیق کرتا ہے لیکن ______

ب۔ اکثر جانور انسانوں کے لئے محنت کرتے ہیں؛ بوجھ اٹھاتے ہیں اور سفر میں مدد کرتے ہیں؛ تاہم ______

______

ج۔ بادل برستا ہے، گلاب اور سنبل اگتے ہیں؛ میدان اور وادیاں، باغ اور درخت سرسبز ہوتی ہیں اور پھولوں سے ٹپکتی ہیں؛ تاہم ______

______

د۔ چراغ جلتا ہے، تاہم ______

______

ہ۔ ایک انسان شاندار کام کرتا ہے لیکن پہلے ______

______

۲۔ درج بالا دو اقتباسات کے حوالے سے درج ذیل جملے مکمل کریں:

الف۔ ہمیں اپنے آپ کو ______ سے نہیں روکنا چاہیے۔

ب۔ خدا ہی ہے جس نے ہماری ______ پردہ ہٹایا اور ہمیں ایقان کے ______۔ اس کے ______، ______ اور بلند ترین ______ تک پہنچایا۔

ج۔ ہمیں اپنے آپ کو ______ سے آراستہ کرو تا کہ ہم ______ سے محفوظ رہیں اور ہمارا شمار ______

د۔ جن ایام میں کسی شخص کے لیے ______ اور ______ ناممکن ہے سوائے اُن نفوس کے ______ کر کے اس بے مقدس اور درخشاں جمال کی طرف ______

۳۔ نیچے دیئے گئے ہر لفظ کے لئے ایک ایسا جملہ تحریر کریں جس میں لفظ "ایمان" کا استعمال کیا گیا ہو۔ آپ کی مدد کے لئے یہاں ایک مثال دی گئی ہے:

اٹل اس کا میثاق پر ایمان ایک پہاڑ کی طرح تھا، یہ اٹل تھا۔ ______

بلا چون و چرا ______

حیاتی ______

مضبوط ______

اضافہ ______

نوآگاہ ______

حقیقی ______

ثابت قدم ______

مطمئن ______

اصلی ______

غیرمتزلزل ______

۴۔ فیصلہ کریں کہ آیا درج ذیل بیانات درست ہیں:

الف۔ ایمان کا منبع خدا کا علم اور اس کے مظہرظہور کی عرفان ہے۔

____ حضرت بہاءاللہ پر ایمان کا مطلب آپ کے احکامات کی اطاعت کرنا ہے۔

____ اگر کوئی شخص مظہرظہورالٰہی پر ایمان رکھتا ہے تو ہمیشہ اس کے احکام کی اطاعت کرے گا۔

____ ایمان کا مطلب یہ ہے کہ ہرگز سوالات نہ کئے جائیں۔

____ جب خدا کے بارے میں آدمی کا علم بڑھتا ہے تو اس کا ایمان بھی بڑھتا ہے۔

____ جب آدمی مظہرظہورالٰہی کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے لگتا ہے تو اُس کا ایمان بھی بڑھنے لگتا ہے۔

____ غیرمتزلزل ایمان رکھنا جنونی ہونے کے مترادف ہے۔

____ ایمان کوئی ایسی چیز نہیں جیسے کوئی کھودے۔

____ اگر ہمیں ایمان ہے تو ہمیں اپنی تعلیمات کی سوجھ بوجھ میں شک نہیں ہوگا۔

____ اگر ہمیں ایمان ہے تو ہمیں مظہرظہورِالٰہیہ کی تعلیمات کی سچائی پر شک نہیں کریں گے۔

____ ظہور کی حقانیت کو جاننا اور اس پر عمل کرنے سے ہچکچانا کمزوری کی نشاندہی کرتا ہے۔

____ یقین کی کیفیت تک پہنچنے کے لیے ہم فطری طور پر شک کے مراحل سے گزرتے ہیں۔

____ جیسے جیسے ہم امراللہ میں نشوونما پاتے ہیں ہم فضول خیالات اور بیکار تصورات کو ترک کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔

____ خدا کے ظہور کی ایقان کی کیفیت حاصل کرنے کے لیے ایمان کی ضرورت ہے۔

۵۔ چند ایسی چیزیں لکھیں جن کے بارے میں آپ کو یقین ہے۔ آپ کی مدد کے لیے دو مثالیں دی گئی ہیں۔

الف۔ مجھے یقین ہے کہ حضرت بہاءاللہ کا عالمی نظام قائم ہوکر رہے گا۔

ب۔ مجھے یقین ہے کہ امر اللہ اپنے راستے میں آنے والی تمام رکاوٹوں کو دور کر کے اپنے اعلیٰ مقصد کو حاصل کر لے گا۔

ج۔ ______________________________

____

د۔ ______________________________

____

ہ۔ ______________________________

____

و۔ ______________________________

____

۶۔ اپنے گروپ میں درج ذیل سوالوں پر گفتگو کریں:

الف۔ اگر آپ حضرت بہآء اللہ کی تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں لیکن کسی مشکل صورتحال میں اور کسی بہت ہی زبردست دباؤ کے تحت آپ فیصلہ کرتے ہیں کہ ایمانداری کے اصول پر عمل کرنا آپ کے مفاد میں نہیں، تو آپ کس چیز پر شک کر رہے ہیں؟

ب۔ کیا صرف علم کا حاصل کر لینا ہی ہمارے ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے کافی ہے؟ شعوری علم اور عمل ایک ساتھ ہمیں شک سے نجات دلانے اور یقین حاصل کرنے میں کس طرح مدد کرتے ہیں؟

ج۔ کیا ہم التجا و استدعا اور خدا کے فضل کے نزول کے بغیر ایمان اور یقین کو حاصل کر سکتے ہیں؟

حصہ 7

ایمان وہ سنگ بنیاد ہے جس پر ہم اپنی روحانی وجود کو کھڑا کرتے ہیں۔ ہم ظہورِ الٰہی کی سچائی پر یقین رکھتے ہیں اور اس کے قوانین اور ہدایات کے مطابق عمل کرنے سے نہیں ہچکچاتے۔ ہم خدا اور اس کے مظہرظہور کے لیے اپنے پیار میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ خدا کی مرضی پوری ہو جائے گی اور ہم اپنی مرضی کو اس کی مرضی کے سامنے جھکا دیتے ہیں۔ تاہم ہمارا علم خدا کی روحانی اور مادی مخلوقات کے بارے میں محدود ہے اور کل کیا ہونے والا ہے اس کے بارے میں ہم ہرگز نہیں جانتے۔ پس پُرامید دلوں کے ساتھ ہم ہمیشہ یہ توقع رکھتے ہیں کہ خدا کی رحمتیں ہم پر برسیں گی۔ ہم خدا کی رحمتوں پر بھروسہ رکھتے ہیں اور ہمیشہ ہم خدا کی عنایات کی امید میں رہتے ہیں۔ حضرت عبدالبہآء فرماتے ہیں:

''کبھی بھی خدا پر اعتماد مت چھوڑو۔ ہمیشہ پُرامید رہو کیونکہ خدا تعالیٰ کی عنایات انسانوں پر جاری رہنے سے کبھی بھی نہیں رُکتیں۔۔۔۔۔ انسان تمام حالات میں خدا کے الطاف کے سمندر میں مستغرق ہوتا ہے۔ اس لئے تم کسی حالت میں بھی مایوس نہ ہو بلکہ پُرامید رہو۔'' (20)

''اگر دل خدا کی عطا کردہ عنایات سے روگردانی کر جائے تو یہ خوشی کی اُمید کیسے کر سکتا ہے؟ اگر یہ خدا کی رحمت پر اُمید اور بھروسا نہیں کرتا تو اسے کہاں سکون ملے گا؟ دیکھو خدا پر ہی توکل کرو کیونکہ اس کا فیضان ابدی ہے۔ اور اس کے فیوضات پر بھروسا کرو کیونکہ وہ عظیم الشان ہیں! اس کا سورج مسلسل روشنی بخشا رہتا ہے اور اس کے رحم کے بادل ہمدردی کے پانی سے بھرے ہوئے ہیں جس سے وہ اُن لوگوں کے دلوں کو سیراب کرتا رہتا ہے جو اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کی تازگی بخش نسیم ہمیشہ اپنے پروں پر شفا اُٹھا کر پژمردہ روحوں تک پہنچاتی ہے۔'' (21)

اور ہماری امید کے منبع کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''مسرت بخش ظہور کا اعلان کر دیا گیا اور سُلگتی جھاڑیوں کی روشن آگ بھڑ اُٹھی ہے۔ بحرِ توحید کی لہروں نے ہدایت کے لشکروں کی مانند تنازعات کے ساحلوں سے ٹکرا کر اتحاد اور اتفاق کے موتیوں کو دور دور تک پھیلا دیا ہے۔ بہارِ روحانی ارضِ خاکی پر محیط ہے آسمانی پھولوں کی برکھا برسی، حیات بخش ہوائیں چلیں یہاں تک کہ قلوب امید سے لبریز ہو گئے تا کہ نوعِ بشر کے اجتماع میں اس کی وحدانیت کا حسن بے نقاب ہو جائے، اُس کے چہرے کی تابانی دنیا کے تمام خطوں کو منور کر دے۔'' (22)

۱۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ ہمیں ہمیشہ پُر امید رہنا چاہیئے، کیونکہ انسانیت پر خدا کی ______________ کبھی نہیں رکتیں۔

ب۔ ہمیں کسی حال میں نا امید نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اپنی __________ پر __________ رہنا چاہیئے۔

ج۔ ہمیں کسی بھی ________ میں __________ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اپنی امید پر جمار ہنا چاہیئے۔

د۔ خدا کے ________ بادل __________ کے پانی سے بھرے ہوئے ہیں۔

ہ۔ __________ کے پانی سے خدا ان لوگوں کے دلوں کو ________ کرتا رہتا ہے جو اس پر ________ کرتے ہیں۔

۲۔ فیصلہ کریں کہ آیا درج ذیل بیانات درست ہیں:

____ خدا پر بھروسہ یقینی امید کا منبع ہے۔

____ امید کا اصل منبع آدمی کا خود اپنی قابلیت پر یقین ہے۔

____ خدا کی رحمتِ جاریہ پر یقین سے امید پیدا ہوتی ہے۔

____ خدا کے مظہرِ ظہور کی تعلیمات پر ایمان امید کا لامحدود سرچشمہ ہے۔

____ امید کے سب سے بڑے منابع مادی ملکیتیں اور مقتدر لوگوں کے ساتھ روابط ہیں۔

____ صرف سیدھے سادے لوگ ہی پُر امید رہ سکتے ہیں۔ ایک عملی شخص ایسی کئی وجوہات رکھتا ہے

کہ وہ ہر چیز پر شک کرے۔

____ امید صرف بیوقوفوں کے دل میں پیدا ہو سکتی ہے۔

____ جب ہم خدا کی مرضی پر راضی رہتے ہیں تو ہم ہمیشہ پُرامید رہتے ہیں۔

____ جب ہمیں مکمل یقین ہوتا ہے کہ خدا کی نعمتیں ہم پر مسلسل نازل ہوتی رہیں گی تو ہم ہمیشہ پُرامید رہتے ہیں۔

۔۔۔۔ ہم کبھی امید کا دامن نہیں چھوڑیں گے اگر ہمیں یہ یقین ہے کہ حضرت بہاء اللہ کا نظمِ بدیع جہانی قائم ہو کر رہے گا۔

۳۔ پُرامید رہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم روحانی صفات کو پروان چڑھانے کے بارے میں خواہش رکھتے ہیں تو:

____ خواہ ہمیں کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرنی پڑے ہمیں یقین ہے کہ ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے

____ ہمیں اپنے آپ کو مسلسل یاد دلانے کی ضرورت ہے کہ ہم ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

____ ہمیں کوشش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۔۔۔ ہمیں صرف اپنی قابلیت پر یقین رکھنا چاہیے کیونکہ یہی وہ بنیادی چیز ہے جو ہماری کامیابی کا تعین کرے گی۔

۔۔۔۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم مخلصانہ کوشش کریں تو خدا کے فضل و کرم سے کامیاب ہو جائیں گے۔

۴۔ درج ذیل بیانات میں کون سے ایسے ہیں جو ایک پُرامید شخص نے ادا کئے ہیں؟

____ میں کوئی اچھا آدمی نہیں ہوں، مجھے خود کو تبدیل کرنے کی کوشش بیکار ہے۔

____ باوجود اس کے کہ مجھے اپنی کوتاہیوں کا علم ہے، میں ہمیشہ اپنی بھرپور کوشش کرتا ہوں۔

____ اپنی زندگی کے مشکل ترین اوقات میں، میں مددِ الٰہی کے لیے دعا کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ خدا کی مرضی کے مطابق میری مدد کی جائے گی۔

____ انسان کی ادنیٰ فطرت ہمیشہ اعلیٰ فطرت پر غالب آتی ہے اور میں وہ دن کبھی نہیں دیکھوں گا جب لوگ شرافت سے کام لیں گے۔

____ ہر انسان کی شرافت میں یقین ہے جو ہمیں خدمت کے پابند رہنے کے قابل بناتا ہے۔

۔۔۔۔ اگرچہ میرے کلاس کے چند بچے شرارت کرتے ہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر میں صبر سے ان کی مدد کروں تو وہ ترقی کریں گے۔

۔۔۔۔ منفی سماجی قوتیں اتنی مضبوط ہیں کہ نوجوانوں پر اثر انداز ہونے والی اِن کے اثر و رسوخ کے خلاف مزاحمت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

۔۔۔۔باوجوداُن قوتوں کے جو نوجوانوں میں بےحسی کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں اِن میں سے بہت سے مناسب اور مستقل پرورش کے ساتھ، اُن کے اثرورسوخ کے خلاف مزاحمت کرنا اوراپنی سماج کی خدمت میں خودکو وقف کرنا سیکھ رہے ہیں۔

۔۔۔۔ خدمت کی راہ میں ہمیں جن رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ اکثر ترقی کی سیڑھی میں تبدیل ہوسکتے ہیں۔

۔۔۔۔ ہماراسماج اس وقت ایک بحران سے گزررہا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم تمام مشکلات پر قابو پانے میں کامیاب ہوجائیں گے اور امراللہ کی ودیعتی قوتوں کو منجذب کرتے ہوئے ترقی کو جاری رکھیں گے۔

۔۔۔۔ معاشرے میں اس قدر تقسیم ہے کہ سماج کبھی بھی اتحاد حاصل نہیں کرسکتا۔

۔۔۔۔ اگرچہ بعض اوقات یہ ایک مشکل کام لگتا ہے لیکن ہم بیشتر اتحاد پیدا کرنے کے لیے روحانی اصولوں کو اپنا سکتے ہیں۔

۵۔ درج ذیل دعا زبانی یاد کریں:

وہی ہے شفقت اور کرم فرمانے والا! اے خدا، میرے خدا! تو مجھے دیکھتا ہے، تو مجھے جانتا ہے، تو ہی میرا آسرا اور میرا ٹھکانا ہے۔ تیرے سوا نہ تو مجھے کسی کی تلاش تھی اور نہ ہوگی؛ تیرے عشق کی راہ کے سوا نہ تو میں کسی اور راستے پر چلا ہوں اور نہ ہی کبھی چلوں گا؛ مایوسی کی اندھیری راتوں میں میری آنکھیں توقع اور امید سے پُر ہوکر تیرے بےانتہا فضل کی صبح کی جانب لگی رہتی ہیں اور صبح دم میری پژمردہ روح تیرے جمال اور کمال کے ذکر سے تروتازگی اور تقویت پاتی ہے۔ ہر وہ قطرہ جو تیری رحمانی نوازشوں سے موفق ہوجاتا ہے وہ بحرِ بیکراں بن جاتا ہے، اور ہر وہ ذرّہ جو تیرے انوارِ عنایت کے پرتو سے موئید ہوجاتا ہے نہایت ہی چمکتا ہوا اور روشن آفتاب بن جاتا ہے۔

اے میرے پاک یزدان و بخشندۂ مہربان! اپنے اس پُرسوز و شیدا بندے کو اپنی حفاظت میں پناہ دے اور عالمِ ہستی میں اپنی محبت پر ثابت و مستقیم رکھ۔ اوراس پرٹوٹے پرندے کو اپنی رحمت کے اُس آشیانے میں مسکن و ٹھکانہ عطا فرما جو تیرے شجرِ آسمانی پر موجود ہے۔''(23)

حصہ 8

امید کا ایک قریبی ساتھی شدید چاہت ہے۔ ایک ایسا دل جو خدا کی عنایات حاصل کرنے کی آرزو ہی نہیں رکھتا وہ دراصل زندگی سے عاری ہے۔ ایک روح جو خدا کے قریب پہنچنے کی تڑپ ہی نہیں رکھتی وہ اپنی خواہشات کے بیابان میں بھٹکنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کرسکتی۔ شدید خواہش انسانی دل کی ملکیت ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ ہماری اس شدید چاہت اور تڑپ کا مقصد ملکوتی خوبیاں، روحانی سرور، آستان مقدس میں قبولیت، اوراس کے امر مبارک کی عاجزانہ خدمت ہو۔ کیونکہ اگر خواہشاتِ نفسانی ہمارے دل کی ان خصوصیات کا رخ دنیا اوراس کی شان وشوکت کی طرف موڑ دیں تو وہ قوت جو روح کی ترقی میں مدد دیتی ہے کمزور ہوجائے گی۔ حضرت عبدالبہآء فرماتے ہیں:

''ملکوتی سخاوت کا چشمہ ابل رہا ہے لیکن ضروری ہے کہ ہم میں آبِ حیات کی پیاس ہو۔ جب تک پیاس نہ ہو یہ صحت بخش پانی سکون نہیں پہنچائے گا۔ جب تک روح بھوکی نہ ہو، ملکوتی دسترخوان کے لذیذ کھانے تقویت نہیں پہنچائیں گے۔ جب تک سوجھ بوجھ کی آنکھیں کھولی نہ جائیں سورج کی روشنی نظر نہیں آئے گی۔ جب تک مشام صاف نہیں کئے جاتے ملکوتی گلاب کے باغ کی خوشبو سونگھی نہیں جاسکتی۔ جب تک دل میں شدید خواہش نہ ہو خدا کی کرم فرمائیاں آشکار نہیں ہوں گی۔۔۔۔ اگر خوشگوار پانی کا ایک سمندر ٹھاٹیں مار رہا ہو اور ہم پیاسے نہ ہوں، تو ہم اس سے کیا

فائدہ پائیں گے؟ اگر موم بتی جل رہی ہو اور ہم آنکھ نہ رکھتے ہوں تو ہم اس سے کیا لطف اٹھائیں گے؟ اگر مدھر گیت آسمان تک بکھرے ہوئے ہوں اور ہم کان نہ رکھتے ہوں تو اس سے کیا لطف پاسکیں گے؟'' (24)

حضرت ولی عزیز امراللہ کی جانب سے لکھے گئے ایک خط میں ہم پڑھتے ہیں:

'' اپنی کمزوریوں کے بارے میں فکرمند ہونا بند کردو؛ خدا پر کامل بھروسہ رکھو؛ اپنے دل کو اس کے مشن کی خدمت اور اس کی دعوت کا اعلان کرنے کی خواہش سے تڑپنے دو؛ اور تم دیکھو گے کہ انسانی دلوں کو بدلنے والی فصاحت اور قوت کس طرح اس دوران تم تک پہنچیں گی'' (25)

۱۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ ملکوتی سخاوت کا ______ ابل رہا ہے لیکن ضروری ہے کہ ہم میں آبِ حیات کی ______ ہو۔

ب۔ ______ کا چشمہ ابل رہا ہے لیکن ضروری ہے کہ ہم میں ______ کی پیاس ہو۔

ج۔ جب تک ہماری روحیں ______ ملکوتی دسترخوان کے لذیذ کھانے ہمیں تقویت نہیں پہنچائیں گے۔

د۔ جب تک ہماری روحیں بھوکی نہ ہوں ملکوتی دسترخوان کے ______ ہمیں تقویت نہیں پہنچائیں گے۔

ہ۔ جب ہمارے دل میں ______ ہوگی تو خدا کی کرم فرمائیاں آشکار ہوں گی۔

و۔ جب ہمارے دل میں شدید خواہش ہوگی تو خدا کی ______ ______ ہوں گی۔

ز۔ ہمیں اپنی کمزوریوں کے بارے میں ______ ہونا بند کردینا چاہیئے۔

ح۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے دل کو اس کے مشن کی خدمت اور اس کی دعوت کا اعلان کرنے کی ______ سے تڑپنے دیں۔

ط۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے دل کو اس کے ______ اور اس کی دعوت کا ______ کی خواہش سے تڑپنے دیں۔

ی۔ انسانی دلوں کو بدلنے والی فصاحت اور قوت اس دوران ہم تک پہنچیں گی جب ہم ______

______

______

۲۔ اوپر دیئے گئے پہلے اقتباس کی بنیاد پر پانچ ایسے جملے لکھیں جن میں سے ہر جملے میں لفظ ''جب تک نہیں'' ضرور آتا ہو۔

الف۔ ______

______

ب۔ ______

ج۔ ______________________

____

د۔ ______________________

____

ہ۔ ______________________

____

۳۔ فیصلہ کریں کہ آیا درج ذیل بیانات درست ہیں:

____ تمام خواہشات قابل ستائش ہوتی ہیں۔

____ وہ خواہشات قابل ستائش ہوتی ہیں جوملکوتی کمالات کے حصول کے لئے ہوں۔

____ اگر ہم ملکوتی کمالات کے حصول کی خواہش نہیں کریں گےتو ہم انہیں حاصل بھی نہیں کر پائیں گے۔

____ اگر ہمارے دل میں کوئی بھی خواہش نہ ہوتی تو ہم زیادہ خوش ہوتے۔

____ ہر دل میں حقیقی خوشی لانے کی خواہش قابلِ تعریف ہے۔

____ ہمارے دل خوشی سے بھر جاتے ہیں جب ہم صرف وہی چاہتے ہیں جو خدا ہمارے لیے چاہتا ہے۔

____ خودغرضانہ خواہشات ہمیشہ اُس سے متصادم ہوتی ہیں جو خدا ہمارے لیے چاہتا ہے۔

____ جب ہم امراللہ کی تبلیغ کی آرزو سے بھرے دلوں کے ساتھ کام کرتے ہیں تو ہمیں تائیدات الہیہ موصول ہوتی ہیں۔

____ خدا کی تائیدات حاصل کرنے کے لئے لازم ہے کہ ہمارے دل میں اس کے حصول کی شدید خواہش موجود ہو۔

____ اپنی مادی حالات کو بہتر بنانے کی خواہش اس وقت ٹھیک ہے جب تک یہ خدا کی خوشنودی کی خواہش پر چھا نہ جائے۔

____ ہمیں ہر وقت ہوشیار رہنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ دنیاوی خواہشات ہماری زندگیوں پر حکمرانی کرنے لگیں۔

____ جب ہم اپنے دلوں کو خودغرضی سے پاک کرتے ہیں تو ہم خدا کے قریب ہوجاتے ہیں۔

____ تمام خواہشات کا مقصد خدا کا قرب حاصل کرنا ہے۔

4۔ درج ذیل خواہشات میں سے کون سی نا قابل قبول ہیں؟ کیوں نہیں ہیں؟

____ اپنے پیشے میں کمال حاصل کرنے کی خواہش

____ دھرتی پر امن قائم دیکھنے کی خواہش

____ امراللہ کی تبلیغ کرنے کی خواہش

____ ایک ہنستے بستے خاندان کی خواہش

____ ایمان اور ایقان میں ترقی کی خواہش

____ میثاق پر قائم رہنے کی خواہش

____ امراللہ اور انسانیت کی بے غرضانہ خدمت کی خواہش۔

____ امراللہ اور انسانیت کی خدمت کرنے کے بارے میں مشہور ہونے کی خواہش۔

____ روحانی صفات کی ترقی کی خواہش.

____ دوسروں کی خوشی کے کام کرنے کی خواہش

____ محفل روحانی کا عضو منتخب ہونے کی خواہش.

____ امراللہ کی پیشرفت دیکھنے کی خواہش۔

____ بہآئی سماج میں ذاتی وقار رکھنے کی خواہش.

____ دوسروں پر طاقت کا استعمال کرنے کی خواہش۔

____ دوسروں کی ترقی کا مشاہدہ کرنے کی خواہش۔

____ ذاتی مفادات کو فروغ دینے کی خواہش۔

____ امراللہ کے بہترین مفادات کو بےلوث طریقے سے فروغ دینے کی خواہش۔

۵۔ اپنے گروپ میں دیگر اراکین کے ساتھ درج ذیل دو بیانات پر گفتگو کریں:

الف۔ حیات بعد موت پر غور وفکر کرنا ہماری مدد کرتا ہے کہ ہم خود میں روحانیت کی پیاس پیدا کریں۔

ب۔ ہماری خواہشات میں سب سے اچھی خواہش یہ ہے کہ ہم نفس کے پردوں کو جلا دیں اور خدا کی بارگاہ میں داخل ہوں۔

حصہ 9

کمال کی راہ پر چلنے والوں کے لئے علم، ایمان، ایقان، امید اور شدید خواہش اگر چہ بہت ضروری ہیں لیکن یہ ہی کافی نہیں؛ اگر ہم نے اس راستے پر نمایاں پیش قدمی کرنی ہے اور روحانی اور فکری ترقی کرنے اور معاشرے کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالنے کے لیے اپنے دوہرے مقصد کو پورا کرنا ہے تو ہمیں عمل کرنے کی خواہش کو مضبوط کرنا ہوگا اور مسلسل کوششیں کرنا ہوں گی۔ حضرت بہآء اللہ فرماتے ہیں:

''ہرایک فرد میں پہلے سے ایک طے شدہ پیمانہ مقرر کیا گیا ہے جیسا کہ خدا کی زبردست اور محفوظ الواح میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ تاہم جو کچھ تمہارے ملکیت میں ہے وہ تمہارے ارادے کے نتیجے سے ظاہر ہو سکتے ہیں اور تمہارے اعمال اس صداقت کی گواہی دیتے ہیں۔''(26)

حضرت عبدالبہآءفرماتے ہیں:

''تم اپنے جسموں کو آرام کا خوگر نہ بناؤ، بلکہ جان لگا کر کام کرو اور تہہِ دل سے خدا کو پکارو اور التجا کرو کہ وہ تمہیں اپنی عون وعنایت عطا کرے۔ اس طرح تم اس دنیا کو جنت ابہیٰ اور اس کرہ ارض کو ملکوتِ اعلیٰ کا میدان بنا دو۔ اگر صرف تم کوشش کرو تو یہ یقینی ہے کہ یہ انوار روشن ہوں گے اور رحمت کے یہ بادل اپنی باران برسائیں گے، یہ حیات بخش ہوائیں اُڑیں اور چلیں گی اور یہ خوشبودار مشک دور دور تک پھیلے گی۔''(27)

۱۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ ہم میں جو________ پوشیدہ ہیں وہ ________ ہمارے اپنے ارادے سے ظاہر ہوسکتی ہیں۔

ب۔ ہم میں جو________ ہیں وہ صرف ہمارے اپنے________ سے________ ہوسکتی ہیں۔

ج۔ ہمیں اپنے تن کو______ کا خوگر نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ______ لگا کر______ کرنا چاہیئے، اور________ سے______ اور خدا سے______ کرنا چاہیئے کہ وہ ہماری مدد کرے اور______ بخشے۔ اس طرح ہم اس دنیا کو______ اور کرہ ارض کو______ کا میدان بنا سکتے ہیں۔

د۔ اگر ہم کوشش کریں تو یہ یقینی ہے کہ____________________________

ہ۔ اگر ہم کوشش کریں تو یہ یقینی ہے کہ____________________________

و۔ اگر ہم کوشش کریں تو یہ یقینی ہے کہ____________________________

۲۔ درج ذیل عبارات میں سے کونسے پہلے اقتباس سے مطابقت رکھتے ہیں؟

____ چونکہ ہماری صلاحیتیں خدا کی طرف سے مقرر کر دی گئی ہیں اس لیے ہم اپنی زندگی میں جو بھی انتخاب کرتے ہیں اس سے قطع نظر اُن کی ترقی ہوگی۔

____ چونکہ ہماری صلاحیتیں خدا کی طرف سے پہلے سے مقرر کر دی گئی ہیں اس لیے ہم کوشش کریں یا نہ کریں اُن کی ترقی ہوگی۔

____ خدا نے ہم میں سے ہر ایک کو کچھ خاص صلاحیتیں دی ہیں لیکن وہ صرف ہماری اپنی مرضی کے مشق سے ترقی پائیں گی۔

____ اپنی قوتِ ارادی کے ذریعے ہم میں سے ہر کوئی انسانی حدود پر قابو پانے اور مکمل کمال کے مقام کو حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

____ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ ہم روحانی طور پر کتنا ہی آگے بڑھیں ہم میں سے کوئی بھی کبھی بھی اُن صلاحیتوں کو مکمل ظاہر نہیں کر سکتا جو خدا نے ہمارے لیے پہلے سے مقرر کر رکھی ہیں۔ اس لیے ہمیں ان کو مزید ترقی دینے کے لیے مسلسل کوشش کرنی چاہیے۔

۳۔ درج ذیل سوالات میں سے ہر ایک کا جواب دیں اور اپنے جواب کی وجہ بیان کریں:

الف۔ یہ حقیقت ہے کہ خدا کو پہلے سے ہی ہماری اس صلاحیت کا علم ہے کہ ہم ملکوتی کمالات حاصل کر سکتے ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا حصول ہمارے اختیار میں نہیں بلکہ خدا کے اختیار میں ہے؟

____

ب۔ کیا ہم اپنے مرضی میں آزاد ہیں کہ چاہیں تو اپنی روحانی صلاحیتوں کو ترقی دیں یا انہیں ترقی نہ دیں؟__________

____

____

ج۔ کیا اس حقیقت سے کہ ہم اپنی مرضی میں آزاد ہیں یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ہم اپنی زندگی میں جو چیزیں یا باتیں پسند کرتے ہیں ان کے لئے خدا کے سامنے جوابدہ ہیں؟______________________________

____

____

د۔ فرض کریں ایک طالب علم امتحان کی تیاری نہیں کرتا اور امتحان میں کامیاب نہیں ہو پاتا۔ کیا وہ کہہ سکتا ہے ناکامی اس کا مقدر تھی؟

____

____

____

ہ۔ فرض کریں ایک طالب علم بڑی محنت کرتا ہے۔ توجہ اور احتیاط کے ساتھ پڑھائی کرتا ہے اور بہت ہی اعلیٰ گریڈ سے پاس ہوتا ہے کیا کہا جا سکتا تھا کہ اس کی تقدیر اچھی تھی؟

____

____

و۔ اگر متعدد اہداف میں سے کسی ہدف کو حاصل کرنے کی راہ میں آپ کو رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑے تو کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ ہدف آپ کے لئے موزوں نہیں تھا اور آپ کو اسے ترک کر دینا چاہئیے؟ اگر آپ اس کے باوجود اپنی کوشش جاری رکھتے ہیں کوئی کامیابی نہیں ہوتی تو کیا اسے ترک کر دیں گے؟ آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ آپ کو کسی ہدف کے حصول کے لئے مزید کوشش کرنا ترک کر دینا چاہیے اور کسی دوسرے کا انتخاب کرنا چاہیے؟

____

____

____

ح۔کیا یہ حقیقت ہے کہ ہمیں اپنی روحانی خوبیوں کی نشوونما کے لیے کوشش کرنی چاہیے مطلب یہ ہے کہ ہم خدا سے اس کی مدد کے لیے التجا کے بغیر ایسا کر سکتے ہیں؟ ________________________________

ط۔کیا وہ کوشش جو کوئی کسی خدمت کے راستے پر کرتا ہے دونوں طرح سے یعنی اپنی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لیے اور معاشرے کی کایا پلٹ میں اپنا حصّہ ڈالنے میں، اتنی اہم ہیں جتنی کامیابیوں کے ساتھ حاصل کی جاتی ہیں؟

۴۔ درج ذیل کے حوالے کی بنیاد پر انسانی ارادے اور کوشش اور تائیدات الٰہیہ کی مدد کی طاقت کے درمیان تعلق پر گفتگو کریں:

''۔۔۔انسان کا سکون یا حرکت خدا کی مدد پر مشروط ہے۔اگر اسے یہ مدد میسر نہ آئے تو وہ نہ نیکی کر سکتا ہے اور نہ بدی۔لیکن جب خدائے فیاض اسے وجود سے بہرہ ور فرماتا ہے تو وہ نیکی اور بدی دونوں کے قابل بن جاتا ہے۔اگر وہ مدد منقطع ہو جائے تو بالکل عاجز ہو کر رہ جاتا ہے۔اسی لیے مقدس کتابوں میں تائید و توفیق الٰہی کا ذکر ہے۔یہ کیفیت اس بحری جہاز کی مانند ہے جو ہوا یا بھاپ کی قوت سے حرکت کرتا ہے۔اگر یہ قوت حاصل نہ ہو تو جہاز بالکل حرکت نہیں کر سکتا۔تاہم پتوار کو جس سمت میں موڑا جائے تو بھاپ کی قوت بحری جہاز کو اسی سمت دھکیلتی ہے۔اگر پتوار مشرق کی طرف موڑا جائے تو بحری جہاز مشرق کی طرف حرکت کرتا ہے، اگر مغرب کی طرف موڑا جائے تو بحری جہاز مغرب کی طرف حرکت کرتا ہے حرکت خود بحری جہاز سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ ہوا یا بھاپ سے پیدا ہوتی ہے۔

''اسی طرح انسان کے تمام اعمال خدا کی مدد سے قائم ہیں مگر نیکی اور بدی کرنے کا اختیار انسان کے ہاتھ میں ہے۔'' (28)

حصہ 10

جب ہم خدمت کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں تو ہمیں اس بات کا شدت سے شعور رکھنا چاہیے کہ ملکوتی کمالات قربانی کے بغیر حاصل نہیں ہوتیں۔قربانی کا راز اُن تمام چیزوں کو ترک کرنے میں مضمر ہے کہ جن کا تعلق خود کی نفسانی عالم سے ہے تاکہ اُس کو حاصل کیا جا سکے جن کا تعلق ملکوتِ اعلیٰ سے ہے ۔حضرت عبدالبہاء آگ میں پھینکے گئے لوہے کی مثال دے کر ہمارے لئے قربانی کے راز کی تشریح فرماتے ہیں۔لوہے کا رنگ سلیٹی ہوتا ہے اور یہ سرد اور سخت ہوتا ہے۔

آگ کی خصوصیات حاصل کرنے کے لئے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی ان خصوصیات کو چھوڑ دے یعنی سُرخ، گرم اور مایع ہو جائے۔قربانی کا مطلب ان چیزوں کو چھوڑنا ہوتا ہے جو ہمیں پسند ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس سے درد پیدا ہوتا ہے۔لیکن ایک سمجھدار دل کے لئے یہ درد بڑا میٹھا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ درد حقیقی خوشی لاتا ہے۔حضرت عبدالبہآء ہم سے فرماتے ہیں:

''۔۔۔۔مجھے دیکھو، میرے نقشِ قدم پر چلو، مجھ جیسے بنو، اپنے یا اپنی زندگیوں کے بارے میں مت سوچو، خواہ تم کھا رہے ہو یا سو رہے ہو، خواہ تم آرام سے ہو، خواہ تم صحت مند ہو یا بیمار، خواہ تم دوستوں میں ہو یا دشمنوں میں، خواہ تمہیں تعریف مل رہی ہو یا الزام، تمہیں ان تمام چیزوں کی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ مجھے دیکھو اور مجھ جیسے بنو۔تمہیں اپنی ذات اور اس دنیا کے لئے مرجانا ہی ہوگا، اس طرح سے ہی تمہاری خلق جدید ہوگی اور تم ملکوتی بادشاہت میں داخل ہوگے۔شمع کو دیکھو، یہ کیسے روشنی دیتی ہے۔ یہ قطرہ قطرہ ہو کر اپنی زندگی ختم کر دیتی ہے تا کہ روشنی کا شعلہ دے سکے۔''(29)

ایک اور موقع پر آپ فرماتے ہیں:

''۔۔۔قربِ الٰہی کے لیے نفس کی قربانی، انقطاع اور سب کچھ اس کے سپرد کر دینا لازمی ہے۔قریب ہونا اس جیسا ہو جانا ہے۔''(30)

اور اگر ہم اپنی اعلیٰ امیدوں کے تمام ثمرات دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں کوشش کرنے اور ضروری قربانیاں دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

''یہ خوشی کا وقت ہے مسرت اور جوش و خروش کا دن، الحمداللہ کہ جمالِ ابہاء کے فضل سے تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔لیکن امید کے درخت کو پھل دینے اور نتائج حاصل کرنے کے لیے اعلیٰ کوشش اور ذاتی قربانی کی اور خیالات کے ارتکاز کی ضرورت ہے۔''(31)

ا۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

اگر ہم حضرت عبدالبہآء کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ ہم ______ یا اپنی __________ کے بارے میں __________، خواہ ہم ______ رہے ہوں یا __________ ہوں، خواہ ہم ______ سے ہوں، خواہ ہم ________ ہوں یا ______، خواہ ہم ______ میں ہوں یا ______ میں، خواہ ہمیں ________ مل رہی ہو یا ______، ہمیں ان تمام چیزوں کی کوئی ______ نہیں ہونی چاہیئے۔ہمیں اپنی ______ کے لئے اور اس دنیا کے لئے ________ ہی ہوگا، اس طرح سے ہی ہماری ________ ہوگی اور تم ملکوتی ________ میں ______ ہوگے۔

۲۔ درج ذیل سوالوں کے جواب لکھیں:

الف۔ شمع کو جلانے سے اس کا کیا ہوتا ہے؟ ______________________

ب۔ کیا کسی شمع کے لئے ممکن ہے کہ وہ خود کو جلائے بغیر روشنی دے سکے؟ ______________________

ج۔ اس شمع کی کیا قدر ہوگی جو کبھی جلتی ہی نہ ہو؟ ______________________

د۔ کیا کوئی بیج اپنی شکل و صورت برقرار رکھتے ہوئے اپنی صلاحیت ظاہر کر سکتا ہے؟ ______________________

ہ۔ درخت بننے کے لئے بیج کس چیز کی قربانی دیتا ہے؟______________________

و۔ اپنی روحانی خصوصیات کو ترقی دینے کی خاطر ہمیں جن چیزوں کی قربانی دینی ہو گی ان میں سے چند کیا ہیں؟______________

____

____

____

____

____

ز۔ کیا ہم قربانی دیئے بغیر خدا کا قرب حاصل کر سکتے ہیں؟______________________

ح۔ کیا قربانی کے بغیر ہم روحانی صفات کو ترقی دے سکتے ہیں؟______________________

ط۔ اگر کوئی شخص اپنی روحانی صفات کو پروان نہیں چڑھاتا تو ہماری زندگی کا کیا فائدہ ہے؟______________

____

۳۔ قربانی کا مقصد ہے:

______ ابدی زندگی حاصل کرنا

______ خدا کا قرب حاصل کرنا۔

______ اپنی مادی دولت سے جان چھڑا لینا۔

______ اپنی نفسانی خواہشات سے جان چھڑا لینا۔

______ خود کو آزمانا۔

______ روحانی صفات پروان چڑھانا۔

______ تکلیف میں رہنا۔

______ حضرت عبدالبہآء کی مثال اپنانا۔

______ لوگوں کے دلوں تک ہدایت کی روشنی پہنچانا۔

۴۔ درحقیقت قربانی کا مقام بہت عظیم ہے۔ ہمیں مطمئن رہنا چاہیئے کہ کہیں ہم اپنے چھوٹے چھوٹے کاموں کا ذکر بڑی بڑی قربانیوں کے طور پر کرنے کی عادت کی وجہ سے قربانی کے مقام کو گھٹا نہ دیں۔ آئیں ہم چند ایسے جملوں کے بارے میں سوچتے ہیں جن میں لفظ قربانی کا بے محل استعمال کیا گیا ہے مثلاً ''میں نے آج اپنی پسندیدہ ٹی وی شو کی قربانی دیدی تا کہ ضیافت میں شرکت کر سکوں''۔ کیا اس جملہ میں لفظ ''قربانی'' کا درست استعمال کیا گیا ہے؟ یہ درست ہے کہ اس عمل میں کسی چیز کو چھوڑا گیا ہے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس چیز کو چھوڑا گیا ہے وہ ہے کیا؟ کیا اس طرح ہم قربانی کے مقام کو کم نہیں کر رہے؟ آئیں ایک اور مثال لیتے ہیں: ''میں نے اپنی ہفتہ وار چھٹی کو قربان کر دیا تا کہ اپنے محلے میں تبلیغ امر اللہ کے ایک زوردار کمپین میں حصّہ

لے سکوں۔'' اس جملے سے کیا اخذ ہوتا ہے۔ کیا اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہم اُس حقیقی خوشی کو پہچانتے ہیں جو تبلیغِ امراللہ سے حاصل ہوتی ہے؟ ہم نے کس چیز کو چھوڑا ہے؟ کیا یہ خدا کے فضل اور تائیدات حاصل کرنے کی عنایت سے موازنہ کر سکتا ہے؟ چند ایسے جملے تحریر کریں جس میں اگرچہ ہم لفظ ''قربانی'' کا استعمال کرتے ہیں لیکن یہ معتبر نہیں ہیں:

الف۔ ________________________________

ب۔ ________________________________

ج۔ ________________________________

د۔ ________________________________

ہ۔ ________________________________

و ________________________________

ز ________________________________

ح۔ ________________________________

ط۔ ________________________________

ی۔ ________________________________

۵۔ اپنے گروپ میں مندرجہ ذیل بیان پر گفتگو کریں:

ہماے دین کے آغاز سے لے کر حالیہ دنوں تک ہزاروں جانوں نے حتمی قربانی دی ہے اپنی جانیں امراللہ کی راہ میں پیش کی ہیں۔ ہم میں سے اکثر کو شہید ہونے کے لئے نہیں پکارا جاتا۔ ہم سے یہ تقاضہ کیا جاتا ہے کہ ہمیں امراللہ کی خدمت کی راہ میں اِسی قربانی کے جذبہ سے متحرک ہونا چاہیے۔ قربانی خدمت سے بھرپور ایک زندگی کی معراج ہے۔

۶۔ قربانی، درد اور سرور کے باہمی تعلق پر بحث کریں۔

۷۔ درج ذیل اقتباس زبانی یاد کریں:

''۔۔۔۔ درحقیقت انسان وہ ہے جو آج کے دن اپنے آپ کو پوری نسلِ انسانی کی خدمت کے لیے وقف کر دیتا ہے۔ ذاتِ کبریا نے فرمایا: مبارک اور خوش نصیب ہے وہ انسان جو دنیا کی قوموں اور ملتوں کے بہترین مفادات کو ترقی دینے کے لیے قیام کرتا ہے۔۔'' (32)

''پس میں تم میں سے ہر ایک کو تاکید کرتا ہوں۔۔۔ کہ ہر دل میں خدا کا پیار جگانے کے لئے اپنے تمام افکار، اقوال و اعمال قربان کر دو۔'' (33)

حصہ 11

اس پورے کورس میں ہم نے خدمت کی راہ پر گامزن ہونے کی روحانی حرکیات کو دریافت کیا ہے۔ ہم نے اس دل کی کیفیت کا تجزیہ کیا ہے جو خدائی صفات منعکس کرتا ہے۔ ہم نے محبت اللہ اور خشیت اللہ اور خدا کے احکام کی اطاعت کے ناگزیر ہونے پر غور وفکر کیا ہے۔ ہم نے اس راستے پر آگے بڑھنے کے لیے ایمان، امید اور شدید چاہت کے عمل پر غور وفکر بھی کیا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کیسے اپنی فکری اور روحانی ترقی اور معاشرے کی اصلاح میں حصّہ ڈالنے کی خاطر مرضی، پختہ ارادہ اور کوشش کے ساتھ ساتھ قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو بات ہمیں یاد رکھنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ مشکلات اور بحرانوں کے لمحات کی پرواہ کئے بغیر ہم ہنسی خوشی آگے بڑھ رہے ہیں۔ خوشی انسانی روح کی ایک خصوصیت ہے نہ کہ کوئی ایسا جذبہ جو بیرونی اثرات کا نتیجہ ہو۔ فطری طور پر بعض ایسے اوقات بھی ہوتے ہیں جب ہم غم محسوس کرتے ہیں اور ایسے اوقات بھی جب ہم خوشی محسوس کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے دلوں کی بنیادی کیفیت سرور کی کیفیت ہی ہے یعنی خدا کو جاننے کی خوشی، خدا کے مظہرِ ظہور کو پہچاننے کی خوشی، خدا کی رحمت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہونے کی خوشی، اُس کی مقدس دہلیز پر خدمت کرنے کی مسرت۔

حضرت عبدالبہاء سرور کے جوہر تھے۔ آپ کے لئے ضروری ہے کہ عمر بھر آپ حضرت کے الفاظ پڑھتے رہیں، انہیں زبانی یاد کریں اور ان کے معنوں پر غور وفکر کرتے رہیں اور آپ کی زندگی کی مثالوں کی پیروی کرنے کی کوشش میں لگے رہیں۔ آپ ان کے الفاظ اور بیانات کا اس قدر شدت سے مطالعہ کریں کہ یہ آپ کی سوچ کا لازمی حصہ بن جائیں، ہر لمحہ خواہ یہ خوشی کا ہو یا غم کا، دُکھ کا ہو یا سُکھ کا، کام کا ہو یا آرام کا، آپ حضرت عبدالبہآء کے الفاظ کو اپنے ذہن میں لانے، اُن کے بارے میں سوچنے اور خوشی سے سرشار ہوسکنے کے قابل ہونا چاہیے۔ اِس روشنی میں آپ چاہیں گے کہ حضرت عبدالبہآء کی تحریروں کی درج ذیل اقتباسات پر غور کریں اور جتنی بھی آپ کی استطاعت ہو انہیں زبانی یاد کرلیں:

''تم پر لازم ہے کہ اس امر یعنی نوعِ بشر کی خدمت کرنے میں اپنی جانوں کو قربان کردو اور خود کو فدا کرتے ہوئے خوشیاں مناؤ۔'' (34)

''صرف اگر تم یہ جان سکتے کہ جو نفوس اس دنیا سے منقطع ہیں، مضبوطی سے امر اللہ کی جانب متوجہ ہیں اور حضرت بہآء اللہ کے سائے اور پناہ میں تبلیغ میں مشغول ہیں ان کا مقام کتنا بلند ہے! تب تم ایک ایسی راہ پر چلنے والے اور اس طرح کی بادشاہت کی جانب جانے والے مسافر کی ہونے کی وجہ سے کتنی خوشیاں مناتے اور کتنے روح و ریحان سے اپنے پروں کو پھیلا کر ملکوت کی جانب پرواز کرتے!'' (35)

''تم خدا کا دامن مضبوطی سے تھام لو اور اپنی تمام کوششوں کو اس کے میثاق کی ترویج پر لگا دو اور اس کے پیار کی آگ سے ہمیشہ پہلے سے زیادہ بھڑکو، تا کہ عبدالبہآء کے سینے سے خدمت کی جو سانسیں نکل رہی ہیں انہیں پانے کی خوشی میں تمہارے دل خوشی سے جھومیں۔'' (36)

''آئیں ہم اپنے سب نفسانی تفکرات کو کنارے رکھ دیں؛ آئیں ہم زمین کی سب چیزوں سے آنکھیں بند کرلیں، نہ تو اپنے دکھوں کا ذکر کریں اور نہ ہی اپنے مظالم کی شکایت کریں۔ بلکہ آئیں ہم خود اپنی ذات کو بھلا دیں اور آسمانی رحمت سے سرشار ہو کر اپنی خوشی کا اعلان کریں اور خود کو سب سے بڑھ کر پُرجلال کے حُسن میں محو کر دیں۔'' (37)

''میں ہر وقت تمہارا ذکر کرتا ہوں اور تمہیں یاد کرتا ہوں۔ میں رب سے دعا کرتا ہوں اور آنسوؤں کے ساتھ اس سے التجا کرتا ہوں کہ تم پر وہ تمام عنایات کی بارش برسائے اور تمہارے دلوں کو خوشی سے سرشار کرے اور تمہاری ارواح کو شادوخرم کرے اور اور تمہیں فراوانی کے ساتھ مسرت اور ملکوتی شادمانی عطا کرے۔۔۔'' (38)

''اس تیزی سے گزرتی ہوئی دنیا میں میری واحد خوشی خدا کے پتھریلے راستے پر چلنا اور سخت آزمائشوں اور تمام مادی دکھوں کو جھیلنا تھا۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ دنیاوی زندگی بنجر اور بیکار ثابت ہوتی اور موت اس سے بہتر ہوتی۔ شجرِ وجود کوئی ثمر نہ دیتا؛ اس خاکی وجود کی تیار کردہ کھیتی سے کوئی فصل حاصل نہ ہوتی۔ اس لئے میری یہ امید ہے کہ ایک بار پھر کوئی صورتحال میرے غم کے پیالے میں اچھال پیدا کر دے گا اور وہ پیار کا جمال، وہ نفوس کا قاتل، ایک بار پھر سے دیکھنے والوں کی نظروں کو چکا چوند کر دے گا۔ تب یہ دل مسرور ہوگا اور روح متبرک ہوگی۔''(39)

''اس طرح شمسِ حقیقت طلوع ہوا اور مشرق و مغرب پر ملکوتی روشنی نچھاور کی گئی۔ وہ جو دیکھنے والی نظر رکھتے تھے اس خوشخبری سے مسرور ہوئے اور پکار اٹھے 'اے بابرکت، ہمیں برکت ملی ہے!' اور انہوں نے تمام چیزوں کی باطنی حقیقت کو دیکھا اور اسرارِ ملکوتی سے پردہ اٹھایا۔ پھر اپنے شکوک و اوہام سے آزاد ہو کر انہوں نے حقیقت کی روشنی کو دیکھا اور عشقِ الٰہی کے جام پی کر ایسے مخمور ہوئے کہ انہوں نے دنیا اور اپنے آپ کو بالکل بھلا دیا۔ خوشی سے رقص کرتے ہوئے وہ خود اپنے ہی مقتل کی طرف لپکے اور عشق کی قربان گاہ پر انہوں اپنے سر اور دلوں کو اُچھال دیا۔'' (40)

حوالے:

۱۔ عبدالبہآءخطاب ۱۴ اپریل ۱۹۱۲ء، پروملگیشن آف یونیورسل پیس، پیرا ۴، صفحہ ۱۹

۲۔ حضرت بہاءاللہ، گلینِنگز XXXIV (۳۴)، پیرا ۱

۳۔ ایضاً، LXXV (۷۵)، پیرا ۱

۴۔ حضرت شوقی آفندی، مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء

۵۔ حضرت بہاءاللہ، کلماتِ مکنونہ،عربی نمبر ۵

۶۔ حضرت عبدالبہآءحضرتعبدالبہآءکے منتخب اقتباسات نمبر ۱۷۴۔ ۲اور ۳

۷۔ حضرت بہاءاللہ، گلینِنگز CXXVI (۱۲۴)، پیرا ۴

۸۔ حضرتعبدالبہآء لائٹ آف دی ولڈ: سلیکٹڈ ٹیبلیٹس آف 'حضرتعبدالبہآء'

۹۔ حضرت بہاءاللہ، کتابِ مستطابِ اقدس، پیرا ۱ ۔اس کے علاوہ گلینِنگز CLV (۱۵۵) پیرا ۱

۱۰۔ حضرت بہاءاللہ، کتابِ مستطابِ اقدس، پیرا ۳۔ اس کے علاوہ گلینِنگز CLV (۱۵۵) پیرا ۳

۱۱۔ حضرت بہاءاللہ، بیت العدل اعظم الٰہی کا تحریر کردہ حوالہ، کتابِ مستطابِ اقدس کا تعارف میں۔

۱۲۔ حضرت بہاءاللہ،ٹیبلٹس ریویلڈ آفٹر کتابِ اقدس، نمبر ۵۔۱۰

۱۳۔ حضرت بہاءاللہ، امپورٹینس آف ابلیگیٹری پریئر اینڈ فاسٹنگ، نمبر ۱۴، صفحہ ۱۱

۱۴۔ حضرت بہاءاللہ،ٹیبلٹس ریویلڈ آفٹر کتابِ اقدس، نمبر ۱۷۔۱۰۹، صفحہ ۳۲۱

۱۵۔ حضرت بہاءاللہ، گلینِنگز CXXXIII (۱۳۳)، پیرا ۱

۱۶۔ حضرت بہاءاللہ، کتابِ مستطابِ اقدس، پیرا ۴۔ اس کے علاوہ گلینِنگز CLV (۱۵۵)، پیرا ۴

۱۷۔ حضرت عبدالبہآءحضرتعبدالبہآء کی ایک لوح سے

۱۸۔ حضرت بہاءاللہ، گلینِنگز LII (۵۲)، پیرا ۱

۱۹۔ حضرت بہاءاللہ، ڈیز آف ریممبرنس:

۲۰۔ حضرت عبدالبہآءحضرتعبدالبہآءکے منتخب اقتباسات نمبر ۱۷۸۔۱

۲۱۔ حضرت عبدالبہآءخطاباتِ پیرس، ۲۱ نومبر ۱۹۱۱ء میں دیا گیا خطاب۔

۲۲۔ لائٹ آف دی ولڈ، نمبر ۴۔۳، صفحہ ۹

۲۳۔ حضرت عبدالبہآءبہائی پریئر سے

۲۴۔ حضرت عبدالبہآءخطاب ۱۶ جون ۱۹۱۲ء، پروملگیشن آف یونیورسل پیس، پیرا ۱، صفحہ ۲۷۳

۲۵۔ حضرت شوقی آفندی، حضرت شوقی آفندی کی جانب سے ایک فرد کے نام خط، مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۲ء، دی پاور آف ڈیوائن اسسٹنس۔

۲۶۔ حضرت بہاءاللہ، گلینِنگز، LXXVII (۷۷)، پیرا ۱

۲۷۔ حضرت عبدالبہآءحضرتعبدالبہآءکے منتخب اقتباسات نمبر ۲۰۰۔۹،

۲۸۔ حضرت عبدالبہآءمفاوضات، نمبر ۷۰۔۶اور ۷۔

۲۹۔ حضرت عبدالبہآء بہائی اسکرپچرز: نمبر ۹۶۹

۳۰۔ حضرت عبدالبہآءخطاب ۲۶ مئی ۱۹۱۲ء، پروملگیشن آف یونیورسل پیس، پیرا ۱، صفحہ ۲۰۵

۳۱۔ حضرت عبدالبہآءایک لوح سے

۳۲۔ حضرت بہاءاللہ،ٹیبلٹس ریویلڈ آفٹر کتابِ اقدس، نمبر ۱۱۔۱۲، صفحہ ۲۰۵، اس کے علاوہ گلینِنگز CXVII (۱۱۷)، پیرا ۱

انسٹی ٹیوٹ کورسوں کے ٹیوٹر کے طور پر خدمت کرنا

مقصد: کچھ تصورات کو سمجھنا اور روحانی صفات، رویوں اور ان مہارتوں کو حاصل کرنا
جو دوستوں کے ایک گروپ کو انسٹی ٹیوٹ کورس کے ذریعہ مدد کرنے کی
صلاحیتوں میں اضافہ کرتے ہیں۔

حصہ 1

روحی انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے پندرہ سال یا اس سے زیادہ کی عمر کے شرکاء کے لیے تعلیمی پراسیس میں حصّہ لینے والے کورسوں کی ایک سلسلے کا مطالعہ کرتے ہیں جس کا مقصد انہیں خدمت کی سرگرمیوں کو انجام دینے کے لیے تیار کرنا ہے۔ اِن میں سے ایک خدمت کا عمل ناگزیر ہے کیونکہ اس کے بغیر اس نقش کا پائیدار اور مضبوط ہونا بالآخر ناممکن ثابت ہوگا۔ بلاشبہ تعلیمی پراسیس کی افادیت خود اس پر منحصر ہے یعنی افراد کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لیے انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کے ٹیوٹر کے طور پر خدمات انجام دینے کی صلاحیت پیدا کرنا جس سے شرکاء کو خدمت کی راہ پر گامزن ہونے میں مدد ملتی ہے۔ کورسوں کے سلسلے میں غالباً دوستوں کے ایک گروپ کے درمیان مطالعہ کیا جاتا ہے جو کسی گاؤں یا محلہ میں اسٹڈی سرکل کے ترتیب میں با قاعدگی سے ملتے ہیں۔ البتہ بعض اوقات چند دوستوں پر مبنی گروپ بطور ایک کمپین کے صورت میں تشکیل دیئے جاتے ہیں جو کہ انتہائی گہرے مطالعہ کا حصّہ ہوتے ہیں یا اسکول کی چھٹیوں کے درمیان منعقد کیا گیا کوئی کیمپ بھی ہوسکتا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی موقع ہو گروپ کا ایک رکن ٹیوٹر کے فرائض انجام دیتا ہے۔

ایک مؤثر ٹیوٹر کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لئے کچھ ابتدائی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے جسے آگے چل کر غور وفکر کے جلسات کے دورانیوں میں نکھارا جاتا ہے۔ ان جلسات میں تجربات کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ روحانی صفات ہماری تمام صلاحیتوں کی بنیاد ہیں اور حتمی تجزیہ میں ہمارے تاثیر کی حد کا تعین کرتی ہیں۔ اس لیے اس کتاب کی پہلے یونٹ کا تعلق کورسوں کے وسیلے بتائے گئے خدمت کے راہ پر گامزن ہونے سے پیدا ہونے والی روحانی حرکیات کی نوعیت سے تھا۔ اس دوسرے یونٹ میں ہمیں لازمی طور پر اپنی پوری توجہ قابل دسترس تعلیمی تصورات پر مرکوز کرنا ہوگی جو مسلسل تجربات سے حاصل ہونے والے روحانی معیار، رویوں، مہارتوں اور صلاحیتوں کے ذریعے اپنے آپ میں پیدا کرنا ہوں گی، اگر ہم خود کو مرتب تعلیمی نصاب کے ذریعے ایک کے بعد دوسرا گروپ بنانے کا اہل ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

حصہ 2

آئیں ہم اپنی مشورت کا آغاز شوق (motivation) کے مفہوم کو سمجھنے سے کرتے ہیں۔ شوق کے بغیر شرکاء کم ہی سیکھ پائیں گے اور انکی تعداد گھٹتی چلی جائے گی۔ آپ اکثر خود سے پوچھیں گے کہ کسی گروپ میں شوق کے جڑوں کو کس طرح نمایاں کیا جائے اور اعلیٰ درجہ کے شوق کو کیسے برقرار رکھا جائے۔ آپ کو اس چیلنج کا سامنا کرنا ہوگا جب بھی آپ اپنے اور سماج کے دیگر دوستوں کو انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کے مطالعہ میں شرکت کی دعوت دیں گے اور پھر ہر بار جب یہ گروپ اکٹھے ہوگا تو آپ کو یہی چیلنج درپیش رہے گا۔

اس سوال کو حل کرنے کے ابتدائی اقدام کے طور پر، ہم ان عناصر کو دو قسموں میں تقسیم کریں گے جو لوگوں میں شوق پیدا کرتے ہیں: ایک عبوری اور دوسرا مستقل۔ پہلے قسم میں وہ عناصر آتے ہیں جو لوگوں میں ایک عارضی شوق ابھار کر انہیں عمل پر آمادہ کرتے ہیں لیکن بیشتر یہ شوق جلد ہی سرد پڑ جاتا ہے۔ دوسرے قسم میں وہ عناصر آتے ہیں جو شوق کا ایک ایسا جذبہ پیدا کرتے ہیں جس کی جڑیں انسان کے روح میں اتری ہوئی ہوتی ہیں۔ آپ کو کتاب نمبر ۲ کے تیسرے یونٹ سے الہندرا اور بیٹرس کے درمیان بھر پور گفتگو یاد ہوگی جس کی وجہ سے بیٹرس انسٹی ٹیوٹ پروسس میں داخل ہوئی۔ غور کریں کہ اگر الہندرا اس کی بجائے اپنی دوست کو درج ذیل دعوت دیتی:

"ہم نے اپنے سماج میں حال ہی میں ایک اسٹڈی سرکل شروع کیا ہے میں آپ کو بھی اس اسٹڈی سرکل میں شرکت کی دعوت دیتی ہوں۔ ہمارے گروپ میں ابھی ۱۲، افراد ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ ان سب ہی کو پسند کریں گے۔ جب ہم ساتھ ہوتے ہیں تو بڑا مزہ آتا ہے۔ یوں تو ہم ہفتے

میں دو بار چند گھنٹوں کے لئے مطالعہ کرتے ہیں لیکن ہم کچھ اور سرگرمیاں بھی کرتے ہیں، مثلاً اس ہفتے ہم ایک پکنک منائیں گے۔ آپ کو بھی اس میں شرکت کی دعوت ہے۔ اور ہم میں سے کچھ بعد میں والی بال کھیلنے کا بھی سوچ رہے ہیں۔

اس اپیل سے جس طرح کا شوق پیدا کیا جا رہا ہے اسے آپ کس قسم میں رکھیں گے؟ یقیناً اوپر دعوت کا جو انداز اپنایا گیا ہے اس میں کوئی غلطی نظر نہیں آتی۔ اس میں جن اضافی نصابی سرگرمیوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ خاص طور پر جوانوں پر مشتمل اسٹڈی گروپ کے لئے مناسب ہیں۔ یہ بات بھی قابلِ فہم ہے کہ ایسی سرگرمیاں کسی شخص کو اسٹڈی سرکل میں شرکت پر رضامند کریں گی اس میں بھی کوئی قابل اختلاف بات نہیں۔ لیکن یہاں اس بات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ اس طرح دلایا جانے والا شوق عموماً عارضی ہوتا ہے۔ یہ ایک وقت تک کام کرتا اور پھر مؤثر نہیں رہتا۔ جب آپ اس طرح شوق ابھارنے پر انحصار کریں گے تو خود کو بڑی مشکل میں پھنسا لیں گے۔ کیونکہ آپ کو مسلسل اس طرح کی تفریحی سرگرمیوں کے بارے میں سوچتے رہنا ہوگا حتیٰ کہ آپ تھک ہار کر بیٹھ جائیں گے۔ سیکھنے کے عمل میں تفریح کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ تعلیم اور تفریح ایک ہی جیسی سرگرمیاں ہیں۔

کورسوں کا مقصد شرکاء کی روحانی اور اخلاقی تقویت ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے آپ کو شوق ابھارنے کے مستقل ذرائع تلاش کرنا ہونگے۔ آپ پہلے ہی ایسے ذرائع میں سے بہت سوں سے بخوبی آگاہ ہیں اور اگر آپ انسٹی ٹیوٹ کے پراسس میں خود اپنی شرکت پر غور کریں تو آپ وہ ذرائع یاد آ سکتے ہیں۔ آپ اپنے ذہن میں لا سکتے ہیں کہ آپ کس طرح مختلف کورسوں کے مطالعہ کی طرف راغب ہوئے اور وہ کون سی بات ہے جو آپ کو خود میں ان ہی کورسوں کے لئے ٹیوٹر بننے کی صلاحیت ابھارنے کے لئے آمادہ کر رہی ہے؟

حصہ 3

آپ نے یہ سنا ہی ہوگا کہ جوش و خروش دوسروں میں بھی سرایت کر جاتا ہے۔ جس جذبے اور لگن کے ساتھ آپ اِس خدمت کی سرگرمی کو ادا کریں گے وہ کورسوں کے مطالعہ میں اپنے دوستوں میں شوق ابھارنے میں آپ کو مدد دے گا۔ جوش و خروش کو محض ایک وقتی جذبہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یا اسے ایک سادہ لمحاتی اور سطحی احساس نہیں جاننا چاہیئے۔ یہ دراصل باطنی مسرت کا فطری اظہار ہے۔ ایسی مسرت جو روح کی حقیقت ہے نہ کہ گزرے ہوئے حالات کا نتیجہ۔ اُن یونٹوں میں جو آپ پہلے مکمل کر چکے ہیں اور یہ کہ جلد ہی دلچسپی رکھنے والے افراد کے ساتھ مطالعہ کریں گے، ان میں اس مسرت کے حوالے دیئے جائینگے مثلاً دوسری کتاب کا پہلا یونٹ میں جس کا عنوان ہے ''تبلیغ کی خوشی''۔ پچھلے یونٹ کے حصہ 11 کا بھی خوشی یا مسرت سے متعلق ہے۔ اس حصے کو دوبارہ پڑھیں۔ اس میں جو تاثرات دیئے گئے ہیں وہ ایک ٹیوٹر کی حیثیت سے خدمت کرنے کے بارے میں آپ کی خواہش پر کس حد تک لاگو ہوتے ہیں؟ آپ جس گروپ کے ساتھ اس یونٹ کا مطالعہ کر رہے ہیں ان کے ساتھ مشورت کریں کہ حضرت عبدالبہآء کی حیات مبارکہ پر غور کرنا، آپ کا کلام پڑھنا اور یاد کرنا اور آپ کی لازوال محبت کو یاد رکھنا کس طرح ہمارے لئے لازوال مسرت کا سرچشمہ بن سکتا ہے۔

یہ واضح ہے کہ وہ خوشی جس سے آپ کے دل میں ایک ٹیوٹر کی حیثیت سے خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور جو اسٹڈی سرکل کے شرکاء میں شوق پیدا کرتی ہے دراصل ایک پاک دل کی خوبی ہے۔ دل کی پاکیزگی بھی ایک ایسا موضوع ہے جو کئی موقعوں پر ہماری مشورت کا حصہ رہا ہے بشمول اس کتاب کے پہلے یونٹ کے۔ چھٹی کتاب کے دوسرے یونٹ میں ہم نے تین آلودگیوں کا جائزہ لیا تھا جو ہماری تبلیغی کوششوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یعنی اپنی شناخت کی خواہش، برتری کا احساس اور خواہش۔ آئیں ہم ان کے بارے میں سوچیں کہ یہ کس طرح ٹیوٹر کی اثر پذیری کو کم کرتی ہیں۔

۱۔ کیا آپ کے خیال میں شرکاء ٹیوٹر کی نیت کی پاکیزگی کا احساس کر سکتے ہیں؟___________________________________

____

____

____

۲۔ اگر شرکاء یہ محسوس کرلیں کہ ٹیوٹر پر''احساس برتری'' حاوی ہے تو وہ کس طرح ان کے شوق پر اثر انداز ہوسکتا ہے؟_______________

____

____

____

۳۔ اگر شرکاء کے دل میں یہ خیال آجائے کہ ٹیوٹر نے خود کو سماج میں اہمیت حاصل کرنے کے لئے اسٹڈی سرکل شروع کیا ہے تو ان کے شوق پر اس کا کیا اثر ہوگا؟؟

____

____

____

____

پاکیزگی کے سوال کے بارے میں مزید سوچنے کے لئے درج ذیل فہرست کو ملاحظہ کریں۔ یہ کچھ ممکنہ دلائل بتاتی ہے جو ٹیوٹر کی حیثیت سے خدمت کرنے والے کی شخص میں ہوسکتی ہیں۔ ان میں سے کچھ بالکل نا قابل قبول ہیں لیکن ان کو صرف تضاد سمجھانے کی غرض سے شامل کیا گیا ہے۔ حرف ''ن'' سے پہلے اُن کی نشاندہی کریں جو قطعی نا قابلِ قبول ہیں۔ پھر اپنے گروپ کے دیگر ارکان کے ساتھ گفتگو کریں، ذاتی خواہشات، کامیابی اور پہچان کی خواہش، دنیاوی نمائش ونمود اور خودنمائی کو ذہن میں رکھتے ہوئے غور کریں کہ وہ کس چیز سے لاتعلقی چاہتے ہیں۔

کوئی شخص بطور ٹیوٹر اس لئے خدمت انجام سکتا/سکتی ہے کہ:

____ لوگوں کو ترقی کرتا دیکھ کر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے۔

____ وہ اپنی روحانی ترقی چاہتا/ چاہتی ہے اور اپنے گاؤں یا محلے میں سماج سازی کی سرگرمیوں میں حصّہ ڈالنا چاہتا/ چاہتی ہے۔

____ تاکہ وہ اس موقع سے ریجنل کوآرڈی نیٹر بن کر کچھ کمانا چاہتا/ چاہتی ہے۔

____ وہ اعضائے ہیئت معاونت کو متاثر کرنا چاہتا/ چاہتی ہے۔

____ وہ چاہتا/ چاہتی ہے کہ دوسرے اس کی تقلید کریں۔

____ وہ چاہتا/ چاہتی ہے کہ دوسرے اس کو پسند کریں۔

____ وہ چاہتا/ چاہتی ہے کہ دوسرے اس کا احترام کریں۔

____ وہ چاہتا/ چاہتی ہے کہ وہ کام کریں جس سے اس کو ثمر ملے۔

____ وہ سماج میں ایک لیڈر بن کر اُبھرنا چاہتا/ چاہتی ہے۔

____ وہ اپنے محبوبِ حقیقی پر فریفتہ ہے۔

____ وہ خدا کے فرامین میں محو ہے۔

____ وہ بیت العدل اعظم کے عطا کردہ عالمی منصوبوں میں شرکت کرنا چاہتا / چاہتی ہے۔

____ اس نے خدمت امر اللہ کی منقطع کرنے والی خوشبو پالی ہے۔

____ وہ اپنے سماج کے لئے خدا کی تائیدات حاصل کرنا چاہتا / چاہتی ہے۔

____ اس کے دل میں خدا کی رضا کے حصول کے سوا کوئی اور خواہش نہیں۔

حصہ4

جب آپ روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کے مطالعہ میں دوسروں کی مدد کرنے کی کوشش جاری رکھیں گے تو آپ قائل ہوتے چلے جائیں گے کہ سمجھ بذات خودسب سے بڑی شوق دلانے والی چیز ہے۔ ہر انسانی دل میں معانی جاننے کی خواہش چھپی ہوتی ہے؛اس میں تخلیق کی ظاہری و باطنی حقائق کو جاننے کی ایک فطری پیاس موجود ہوتی ہے۔ تعلیم وتربیت کا ہدف اسی پیاس کو بجھانا ہے۔ جب یہ اس میں کامیاب ہوتا ہے تو شوق ابھارنے کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ آپ حضرت عبدالبہآء کی ایک لوح کے ان لفظوں پر غور کریں جن میں آپ ایک ممتاز بہآئی کی ان کوششوں کو سراہتے ہیں جو اس نے مبلغین کو بذریعہ ''تبلیغی اجلاس'' سے امر اللہ کی تربیت کے لئے کیں تھیں۔:

''اے گروہِ الٰہی! سلطانِ قِدَم نے ہر مخلوق شئے کو اپنی کاملیت، اپنی خاص صفت اور خصوصی فضیلت میں سے ایک حصہ عطا کیا ہے تا کہ ان میں سے ہر ایک اپنی سطح پر نوع بشر کے حقیقی معلم کی برتری کا نشان بن جائے اور تا کہ ہر ایک، ایک شفاف آئینے کی مانند، شمسِ حقیقت کی رحمت اور جلال کو ظاہر کر سکے۔

''اور خدا نے اپنی تمام مخلوق میں سے انسان کو اپنا عمدہ ترین تحفہ عنایت کرنے کی خاطر منفرد کیا ہے اور اسے ملاء اعلیٰ کے فیوضات حاصل کرنے والا بنایا ہے۔ تحائف میں سب سے قیمتی تحفہ اس کی معصوم ہدایت کا حصول ہے، تا کہ نوعِ بشر کی باطنی حقیقت ایک طاق کی مانند بن جائے جہاں اس چراغ کو رکھا جائے؛ اور جب اس چراغ سے پھوٹنے والی چمکدار روشنی دل کے شفاف آئینے سے ٹکراتی ہے تو قلب کی پاکیزگی ان شعاعوں کو پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ منعکس کرتی ہے اور بڑے شان سے انسانی ذہنوں اور روح پر چمکتی ہے۔

''عظیم ترین ہدایت کے حصول کا دارومدار علم اور حکمت پر اور کلام الٰہی کے اسرار سے آگاہ ہونے پر ہے۔ لہٰذا احبائے الٰہیٰ میں سے ہر ایک کو، خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھے، چاہے وہ رجال ہوں یا عورتیں، اپنی صلاحیت کے مطابق علم کی مختلف شعبوں کے حصول اور کتب مقدسہ کے اسرار کے بارے میں اپنی سمجھ میں اضافہ کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے اور ملکوتی دلائل وشواہد کی مہارت میں پیش پیش ہونا چاہیئے۔

''جنابِ صدر الصدور نے، جو یقیناً مقدس مقاماتِ سرور میں بہت اعلیٰ مقام تک پہنچے ہیں، تبلیغی جلسہ کا افتتاح کیا۔ وہ پہلے مبارک شخص تھے جنہوں نے اس انتہائی اہم ادارے کی بنیاد رکھی۔ الحمد اللہ انہوں نے اپنی زندگی میں ایسے نفوس کی تعلیم و تربیت کی جو آج اللہ تعالیٰ کے مضبوط اور فصیح البیان وکلاء ہیں اور ایسے شاگرد ہیں جو درحقیقت آپ کی پاکیزہ اور روحانی اولاد ہیں اور آپ (صدر الصدور) کو مقدس آستانے کا قرب حاصل ہے۔ آپ کے صعود کے بعد چند نفوس مبارکہ نے آپ کے تبلیغی کاموں کو آگے بڑھانے کے لئے اقدام کئے اور جب اُنہیں (حضرت عبدالبہآء) یہ خبر ملی تو اس پر اِس قیدی کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔'' (1)

حضرت عبدالبہآء کے یہ بیانات مبارکہ ہمیں ایک اسٹڈی سرکل کے پسندیدہ حرکیات (desired dynamics) کے بارے میں قیمتی سوجھ بوجھ عطا فرماتے ہیں۔ درج بالا اقتباس کے مطابق خدا نے ہمیں جو عظیم ترین تحفہ بخشا ہے وہ دراصل اس کی ہدایت تک پہنچنا ہے۔ اور اس عظیم ترین ہدایت کے حصول کے لئے ہمیں علم وحکمت کی ضرورت ہے اور مقدس کلام میں جو راز پوشیدہ ہیں ان سے آگاہ ہونا ہے۔ پس یہ فطری بات ہے کہ فیوضات الٰہی حاصل کرنا اور مقدس کلام کے اسرار سے آگاہ ہونا بذات خود شوق کا ایک بنیادی ذریعہ ہے۔ آپ کا چیلنج اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ اسٹڈی سرکل کے شرکاء واقعی اس طرح کی ایک ولولہ انگیز تحقیق میں مصروف ہیں اور یہ شاندار تحفہ حاصل کر رہے ہیں۔

اس نکتہ کی بہتر سمجھ کے لئے اب آپ کورسوں کے سلسلہ کی پہلی کتاب کی طرف رجوع کریں کم سے کم تین ایسے حصوں کی شناخت کریں جن میں ہر ایک نے کسی روحانی موضوع کے بارے میں آپ کی سمجھ میں ایک حد تک اضافہ کیا تھا۔ ہر حصے کے مطالعے سے آپ نے جو بصیرتیں پائی ہیں ان میں سے بعض کا ذکر کریں۔

ا۔ ____________________

____

____

۲۔ ____________________

____

____

۳۔ ____________________

____

____

اسی لوح میں جو آپ کے لئے اوپر پیش کی گئی ہے حضرت عبدلبہآء ایک بڑی خوبصورت مناجات بھی پیش فرماتے ہیں۔ آپ اس کو زبانی یاد کرنا اور جب بھی بطور ٹیوٹر کی خدمت کے لیے قیام کریں تو ہر بار اسے ذہن میں لانا چاہ سکتے ہیں:

''اے خدا! تو وہی ہے جس نے لوگوں کے روشن حقائق پر علم وہدایت کی چمکدار کرنیں نچھاور کیں اوران پر اپنی تجلی نازل فرمائی۔ اس اعلیٰ ترین فیض کے لئے اس نے تمام مخلوقات میں سے انہیں چنا اور انہیں اس قابل بنایا کہ وہ تمام چیزوں پر محیط ہوں ان کے باطنی جوہر کو سمجھیں اور انہیں تاریکی

سے نکال کر ظاہری دنیا میں لا کر ان کے رازوں کو فاش کریں۔

''اے پروردگار! تو اپنے چاہنے والوں کی مدد فرما کہ وہ علوم وفنون اور ہنر حاصل کریں اور تمام مخلوقات کے قلب میں مخزون رازوں پر سے پردہ اٹھائیں۔ انہیں اُن سربستہ حقائق کو سُننے کی توفیق دے جو کُل موجودات کے قلب میں تحریر اور نقش ہیں۔ ان کو تمام مخلوقات میں ہدایت کے نشان اور ذہانت کی تیز شعاعیں بنا جو اس 'پہلی زندگی' میں اپنی روشنی پھیلائیں۔ ان کو تیری طرف رہنمائی کرنے والے قائدین، تیری راہ پر ہدایت دینے والے راہنما اور لوگوں کو تیری ملکوت کی طرف پکارنے والے منادی بنا۔

بیشک تو ہی ہے مقتدر، حفاظت کرنے والا، قدرت والا، بچانے والا، قوت والا، سب سے بڑھ کر فیاض۔'' (2)

حصہ 5

جب آپ کسی چھوٹے گروپ کے ساتھ کورسوں کا مطالعہ کر رہے ہوں گے تو آپ کو اس بات کا اندازہ لگانا ہوگا کہ آیا شرکاء نے مواد کی ایک مناسب حد تک سمجھ حاصل کر لی ہے۔ اس حوالے سے آپ کو آگاہ ہونا چاہیئے کہ عام طور پر سمجھ کوئی ایسی چیز نہیں آدمی جسے حاصل کرتا ہے اور کام ختم ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ بات درست ہے کہ بہت سے ایسے خیالات ہیں جو ایک بار ہمیشہ کے لئے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ لیکن بیشتر مسائل کی ایک گہری سمجھ ایک لمبے عرصے کے دوران ترقی پاتی ہے۔ آپ کو خود سے اکثر یہ سوال نہیں کرنا ہوگا کہ کیا شرکاء ''سمجھ چکے'' ہیں بلکہ آپ کو خود سے یہ سوال کرنا ہوگا کہ کیا انہوں نے ایک دیئے گئے مضمون کو سمجھنے میں '' پیشرفت'' کی ہے؟ کتاب نمبر ا کے ابتدائی حصّے کے مندرجہ ذیل پیراگراف، ٹیوٹر کے لیے چند خیالات جو فہم وادراک کے تصور پر توجہ مرکوز کرتے ہیں کو پڑھیں اور غور کریں۔ جیسا کہ آپ کرتے ہیں، کتاب کے پہلے یونٹ کے متعلقہ حصّوں کا حوالہ دیں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

'' انسٹی ٹیوٹ کورسوں کے ذریعے کھولی گئی خدمت کی راہوں پر چلنا حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کے بارے میں گہری تر ہوتی تفہیم کا مطالبہ کرتا ہے جو یہ مواد واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ قبولیت اور ایمان ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے جس پر وہ آزادانہ طور پر اور کسی دباؤ کے بغیر غور کر سکتا ہے۔۔۔۔

پس یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ تفہیم کے سوال سے جو اس تسلسل کے کتب کا مرکز ہے سے یہ پہلی کتاب شروع ہوتی ہے۔ آثار مقدسہ کا پڑھنا ویسا نہیں ہے جیسا ایک خواندہ شخص عموماً اپنی زندگی میں ہزاروں صفحات کی کتابیں پڑھتا ہے۔ اور یونٹ ''بہائی آثار کی تفہیم'' روزانہ مقدس تحریروں سے اقتباسات پڑھنے اور اُن کے معنی پر غور وفکر کرنے کی عادت کو فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک ایسی عادت جو شرکاء خدمت کی راہ پر اپنے سفر کا آغاز کرتے ہوئے بڑی حد تک مدد فراہم کرے گی۔ اُن کے مطالعہ میں اُن کی رہنمائی کے لیے ٹیوٹر کو تفہیم کے موضوع پر کافی سوچ بچار کرنا ہوگی۔

بہائی تحریروں میں عمیق روحانی حقائق موجود ہیں اور جب ہم ان کے لامحدود معنی کے بارے میں اپنی فہم میں پیشرفت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ ہم کبھی بھی کسی آخری حد تک نہیں پہنچ سکتے۔ عام طور پر جب ہم اس کو پہلی بار پڑھتے ہیں تو اقتباس کے فوری معنی کی ایک بنیادی فہم حاصل کرتے ہیں اور یونٹ کا پہلا حصّہ اسے نقطہ آغاز کی حیثیت سے لیتا ہے۔ لہذا اس اقتباس کو پڑھنے کے بعد کہ '' دنیا کی اصلاح پاکیزہ ومقدس اعمال اور قابلِ ستائش و شائستہ چال چلن کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔ شرکاء سے یہ سادہ سا سوال پوچھا جاتا ہے '' دنیا کی اصلاح کیسے کی جاسکتی ہے؟'' اس طرح کے سوالات اور مشقیں پہلی نظر میں بہت زیادہ سادہ نظر آتی ہیں۔ مگر سالوں کا تجربہ انسٹی ٹیوٹ کے اس انداز سے آغاز کرنے فیصلے کو درست ثابت کرتا ہے۔ ہم سب کو اس یاددہانی کی ضرورت ہے کہ ایک اقتباس کے حقائق کی تہوں کی تلاش کی جلد بازی میں واضح معنی کو دماغ سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ ادراک کے اس پہلے مرحلے پر توجہ دینا گروپ کے مشورے میں سودمند ثابت ہوتا ہے۔ یہ اتحادِ فکر کو قوی کرتا ہے، جو اس وقت آسانی سے قابلِ حصول ہو جاتا ہے جب ذاتی رائے کو حکمت

الٰہی کے ذریعے روشن ہونے کا موقع دیا جاتا ہے۔

یہاں یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ زیادہ تر اقتباسات کے فوری معنیکی فہم میں سیاق وسباق سے ہٹ کر ایک لفظ پر طویل بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔اس کے باوجود ایسا ہوسکتا ہے کہ کسی موقع پر یہ ضروری ہو کہ کوئی گروپ کسی لفظ کو لغت میں تلاش کرے ۔ تاہم اس سے زیادہ نتیجہ خیز یہ ہوسکتا ہے کہ شرکاء پورے جملے اور پیراگراف سے الفاظ کے معنی اخذ کرنا سیکھ لیں۔

فوری معنی کے دائرے سے بڑھ کر فہم کے لیے وہ مثالیں جو نظریات کا ٹھوس اظہار کرتی ہیں سودمند ہوسکتی ہیں۔اس حوالے سے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ سادہ مشقیں ہیں۔مثال کے طور پر حصّہ ۲ میں شرکاء سے اس اقتباس کی روشنی میں جو انہوں نے ابھی پڑھا ہے یہ تعین کرنے کو کہا جا رہا ہے کہ کیا یہ مخصوص صفات قابلِ ستائش ہیں۔حصّہ ۴ میں اسی طرح کی ایک مشق میں انہیں پانچ خوبیوں کے نام لینے کو کہا جاتا ہے اور پھر فیصلہ کرنے کو کہا گیا ہے کہ بہائی تعلیمات میں بیان کردہ سچائی جو ''تمام انسانی خوبیوں کی بنیاد ہے'' کی عدم موجودگی میں کیا ان میں سے کسی ایک کو بھی حاصل کرنا ممکن ہے؟

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے یہ یونٹ پیش کردہ عبارات کے کچھ مضمرات کے بارے میں سوچنے کے لیے شرکاء کو للکارتے ہوئے تفہیم میں آگے بڑھنے کا مطالبہ کرتا ہے۔حصّہ ۲ میں انہیں یہ تعین کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے کہ کیا یہ بیان ''دنیا میں اچھے لوگ اس قدر کم ہیں کہ اُن کے کام کا کوئی اثر نہیں ہوگا'' درست ہے۔یہاں محض رائے کو واضح کرنا مقصود نہیں۔ٹیوٹر کو یہاں کچھ دیر رُک کر شرکاء کے جواب کی وجہ معلوم کرنی چاہیے۔بیان لازمی طور پر غلط ہونا چاہیے کیونکہ یہ پچھلے حصّہ کا پہلے اقتباس سے متصادم ہے اور یہ وہ نتیجہ ہے جس پر گروپ کو پہنچنا چاہیے۔اس قسم کی ایک اور مشق بھی ہے کہ آیا کسی بہائی کے لیے جائز ہے کہ دوسروں کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرے۔یہ کسی شخص کے سامنے گناہوں کا اعتراف اور توبہ کی ممانعت کی تعلیمات کی طرف اشارہ ہے جو کہ پڑھے گئے کسی بھی عبارت میں واضح بیان نہیں کیا گیا۔البتہ اس اقتباس پر غور وفکر سے یہ مطلب اخذ کیا جاسکتا ہے،''قبل اس کے کہ تیرا حساب لیا جائے ہر روز اپنے نفس کا حساب کرلیا کر۔''

اب تفہیم کے تصور پر اپنے غور وفکر کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے جوابات دیں:

۱۔ کلامِ الٰہی کی عبارات کے فوری مفہوم پر توجہ مرکوز کرنا ایک گروپ میں فکر کے اتحاد کو کیسے فروغ دیتا ہے۔

۲۔ یہ کیوں ضروری ہے کہ کسی حوالے کے فوری معنی سے آگے بڑھ کر اس کے بارے میں سوچیں کہ یہ ہماری زندگیوں میں کیسے ٹھوس اظہار تلاش کرتا ہے۔

۳۔ تحریروں سے عبارات کے وسیع تر مضمرات کے بارے میں بصیرت حاصل کرنا ہمارے خیالات اور اعمال کو امر اللہ کی تعلیمات کے ساتھ ہمکنار کرنے میں کس طرح مدد کرتا ہے؟

حصہ 6

سمجھ کو پرورش دینے میں اپنی قابلیت بڑھانے کے لئے آپ کو خود میں چند خوبیوں کو مسلسل بڑھانا ہوگا مثلاً حساسیت، انقطاع، فیاضی اور ساتھ ہی اپنی وجدان کی قوتوں کا استعمال بھی کرنا ہوگا۔ آپ کو غور سے ہر ایک کی باتیں سننا ہوگا۔ اکثر ایک فرد کے پاس اپنے خیالات پیش کرنے کے لئے کافی الفاظ نہیں ہوتے لیکن فی الحقیقت وہ زیر بحث موضوع کو خوب اچھی طرح سمجھتا یا سجھتی ہے۔ آپ کو صرف لفظوں پر توجہ مرکوز نہیں رکھنی چاہیئے بلکہ ان سے آگے بڑھنا اور مطلوبہ معانی کو تلاش کرنا چاہیئے۔ ایسا کرنے کی خاطر آپ کو اپنے دوستوں پر بھروسہ کرنا ہی ہوگا اور اس بات پر یقین کرنا ہوگا کہ ان میں سے ہر ایک کی بات اہم ہے۔

افہام و تفہیم کو فروغ دینے کی قابلیت پر غور و فکر کرنے کے لیے، نیچے دیئے گئے جملوں میں سے ہر ایک کو پڑھیں اور جن کے ساتھ آپ متفق ہوں ان کی نشاندہی کریں:

_____ جب میں دوسروں کے ساتھ آثار مبارکہ سے کسی اقتباس کا مطالعہ کر رہا ہوتا ہوں تو بطور ایک ٹیوٹر میرا یہ فرض ہے کہ میں اس بات کا اطمینان کرلوں کہ انہوں نے اقتباس کو میری ہی طرح سمجھ لیا ہے۔

_____ جب میں دوسروں کے ساتھ آثار مبارکہ سے کسی اقتباس کا مطالعہ کر رہا ہوتا ہوں تو مجھے ان کی سمجھ کا احترام کرنا چاہیئے تاہم مجھے اپنے خیالات پر قائم رہنا چاہیئے کیوں کہ وہ درست ہیں۔ آخر ٹیوٹر میں ہوں اور دوسروں کے مقابلے میں میری سمجھ زیادہ واضح ہے۔

_____ جب میں دوسروں کے ساتھ آثار مبارکہ سے کسی اقتباس کا مطالعہ کر رہا ہوتا ہوں تو اپنی باہمی مشورت سے بہت کچھ سیکھتا ہوں چاہے میں پہلے ہی سے بہت کچھ کیوں نہ جانتا ہوں۔

_____ جب میں دوسروں کے ساتھ آثار مبارکہ سے کسی اقتباس کا مطالعہ کر رہا ہوتا ہوں تو مجھے اپنے خیالات بہت انکساری اور صاف گوئی سے

پیش کرنا چاہئیں۔

_____ جب میں ایک ٹیوٹر کی حیثیت سے خدمت کرتا ہوں تو اگرچہ مجھے کبھی بھی یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ مواد کے حوالے سے میری سمجھ مکمل ہے، لیکن اس بات کا اطمینان کر لینا لازمی ہے کہ وہ آثار مبارکہ کے اقتباس کے اصل مفہوم سے ہٹ کر کچھ اور نہ سمجھیں۔

_____ جب میں کسی اسٹڈی گروپ کے ٹیوٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہا ہوں تو مجھے اپنے خیالات اور تجاویز کا اظہار ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔

_____ ہمارے اسٹڈی سرکل میں مشورت کا مقصد یہ ہے کہ میں مواد کے درست معنی سکھاؤں۔

_____ ہمارے اسٹڈی سرکل میں مذاکرہ کا مقصد یہ ہے کہ ہر کسی کے ذہن میں جو بات آئے وہ اس کا اظہار کر دے کیونکہ ذاتی رائے کا اظہار ہمارے لئے بہت قیمتی ہے۔

_____ اسٹڈی سرکل میں گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو اس بات کی گہرائی سے سمجھنے میں مدد کریں کہ کیا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔

_____ میرے خود اپنے خیالات سے انقطاع کا مطلب یہ ہے کہ میں شرکاء کو خوب باتیں کرنے دوں خواہ مجھے نظر آ رہا ہو کہ ان کی گفتگو کسی نتیجہ تک نہیں پہنچ رہی ہے۔

_____ اگر وہ واقعی اپنے خیالات سے منقطع ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اسٹڈی سرکل کے ارکان ہر کسی کی ہر بات قبول کر لیں۔

_____ ذاتی خیالات سے منقطع ہونا مواد کو زیادہ غور اور انکساری سے سمجھنے کے قابل بناتا ہے۔

_____ جب میں ٹیوٹر کے طور پر خدمت انجام دیتا ہوں تو مجھے حقیقی افہام و تفہیم کے باب کو مفتوح ہونے کی خدا سے مخلصانہ دعا کرنی چاہیے۔

حصہ 7

علم اور سمجھ کی پیاس کے بہت قریب ہی ایک اور طاقتور روحانی قوت بھی ہے: خوبصورتی کی کشش۔ حضرت بہآء اللہ کے آثار مبارکہ سے لئے گئے درجِ ذیل اقتباس پر غور کریں:

"اے بلبلانَ فانی، میری سنو! گلزارِ باقی میں ایک ایسا پھول کھلا ہے جس کے سامنے تمام پھول کانٹوں کی طرح ہیں اور جس کی خوبصورتی کے سامنے جوہرِ جمال بھی شرماتا ہے۔ اس لیے اُٹھ کھڑے ہو اور نہایت جوش وخروش سے اور پورے ذوق وشوق سے اپنی تمام رضا و رغبت اور اپنے وجود کی کل توانائیوں کے ساتھ کوشش کرو کہ اس باغ وصال میں داخل ہو سکو اور کبھی نہ مُرجھانے والے پھول کی خوشبو پا سکو، اس کی تقدیس کی میٹھی خوشبو دار ہوا میں سانس لو اور اس کے ملکوتی عطر سے حصّہ پاؤ۔ جو کوئی اس نصیحت پر عمل کرے گا وہ اپنی زنجیروں کو توڑ ڈالے گا اور جنونِ عشق کا مزا چکھے گا، اپنے دل کی مراد پالے گا اور اپنی جان محبوب کے ہاتھوں میں پیش کرے گا۔ اپنے قفس کو توڑ کر روح کے پرندے کی مانند اپنے مقدس دائمی آشیانے کی طرف پرواز کر جائے گا۔۔۔۔۔

"شمع باقی بے حجاب فروزاں ہے۔ مشاہدہ کرو کہ اس نے تمام فانی حُجبات کو جلا کر رکھ کر دیا ہے۔ اے اس روشنی کے عاشق پروانو! کسی خطرے کی

پرواہ نہ کرواوراس کے جلاڈالنے والے شعلہ پراپنی جان قربان کردو۔اے اس کے پیاسو!تم ہردنیاوی محبت کواُتار کر پھینک دواوراپنے محبوب سے بغل گیر ہونے کے لیے لپکو۔اوراس جوش وخروش سے جس کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کرسکتی تم جلدی سے اس کے پاس پہنچو۔وہ پھول جوابھی تک لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ تھا تمہاری آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہوگیا ہے۔وہ بے ستر وحجاب آ گیا ہے۔اِس کی ندا سب پاکیزہ اور مقدس نفوس کو پکار رہی ہے کہ آؤاوراس کا وصال حاصل کرو۔مبارک ہے وہ جس نے اپنا رُخ اس کی طرف کیا۔مبارک ہے وہ جس نے اس کے رُخِ تاباں سے ضیا پائی اوراس کی قربت حاصل کی۔''(3)

آپ کو دلی طور پر اطمینان ہونا چاہیے کہ آپ جن کے ساتھ کورسوں کا مطالعہ کررہے ہیں وہ خوبصورتی کی فطری کشش میں گھرے ہوئے ہیں۔اگر ان کو انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کے مطالعے کے دوران وحی الٰہی کی رفعت کا مشاہدہ کرنے اور وحی کے الفاظ کے حسن کی قدر کرنے میں مدد کی جائے، تو جو خوشی وہ ہر نشست میں محسوس کریں گے وہ خود وہ ان کے لئے شوق کا قوی ترین ذریعہ ہوگی۔اس نکتہ پر غور کرتے ہوئے کتاب نمبر ا سے نظر ڈالنا مفید پائیں گے جن کا مطالعہ آپ پہلے ہی کرچکے ہیں۔اوران میں سے تین یا چار ایسے حصوں کو منتخب کریں جنہوں نے جمالِ محبوب کی جھلکیاں دیکھنے میں آپ کی مدد کی تھی۔ہر حصہ کے بارے میں چند جملے لکھیں کہ اس نے کس طرح آپ کو متاثر کیا تھا:

1۔ ______________________________

____

____

2۔ ______________________________

____

____

3۔ ______________________________

____

____

4۔ ______________________________

____

____

حصہ 8

مواد میں آثار مقدسہ سے جن بہت سارے عبارات کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں موجود کلام الٰہی کے گہرے معانی اوران کی خوبصورتی شرکاء کے لئے کشش کا ایک بہت قوی ذریعہ ہوگی۔لیکن شرکاء ٹیوٹر کی مدد سے اسٹڈی سرکل میں جو ماحول پیدا کریں گے وہ بھی بہت اہم ہے۔پرمحبت ماحول میں ساتھ کام کرنے والے لوگوں کے گروپ میں کشش کی ایک قوت جنم لیتی ہے۔لہٰذا آپ کو اسٹڈی سرکل کے ماحول کے بارے میں مسلسل آگاہ رہنا ہوگا اوراس بات کو

یقینی بنانا ہوگا کہ یہ ماحول شرکاء کی روحانی بالیدگی کا باعث ہوگی۔

ایک اہم عنصر وہ عام ماحول ہوگا جس میں گروپ ملتا ہے۔ بدقسمتی سے آج کی دنیا میں ظاہری حسن کو اکثر دولت سے منسلک کر دیا جاتا ہے۔ ضرورت اس ماحول کی نہیں جو کثیر رقم خرچ کر کے آراستہ کیا گیا ہو۔ عالمِ فطرت میں، ترتیب میں، سلیقہ اور صفائی میں ایک حسن ہے۔ آپ چاہیں گے کہ جس ماحول میں آپ کا گروپ مطالعہ کرتا ہے وہ ہر فرد کے ذوقِ حسن و کمال کی تسکین کرے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ گروپ کسی درخت کے نیچے بیٹھتا ہے یا بہت قیمتی سجاوٹ والے کسی کمرے میں، ایک سادہ سی جھونپڑی میں اکٹھے ہوتا ہے یا انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے مہیا کی گئی کسی سہولت میں۔

اسٹڈی سرکل کے ماحول پر اثر ڈالنے والا ایک اور عنصر خود آپ کا اپنا رویہ بھی ہے۔ حسنِ رویہ ہو تو اس میں قوتِ کشش ہوتی ہے۔ مہربانی، شرافت اور دوسروں کے احترام میں ایک حسن ہے۔ اس نکتہ پر مزید توجہ دینے کے لئے آپ ان مختلف مواقع کا تصور کریں جب کبھی آپ کی جمالیاتی حس کو ٹھیس پہنچی ہو۔ دکھ تو اس بات کا ہے کہ کام کی جگہوں پر، تفریحی مقامات پر، دوستوں کی محافل میں، گھر کے افراد کے اجتماع میں یہاں تک کہ تعلیمی اداروں میں بھی ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح کے رویوں کی چند مثالیں یہ ہیں:

ایک دوسرے پر چیختے ہوئے لوگ۔
سخت زبان استعمال کرتے ہوئے لوگ۔
دوسروں کے سامنے کوئی کسی کو شرمسار کرے۔
لوگ دوسروں کو اس طرح گھور رہے ہوں یا ان سے ایسا برتاؤ کر رہے ہوں جیسے گویا وہ کوئی جنسی دلفریبی ہوں۔
شراب کے نشے میں دھت مستی کرتے ہوئے لوگ۔

یہ تصور محال ہے کہ جن برے رویوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کسی کا بھی مظاہرہ اسٹڈی سرکل کے شرکاء میں کیا جائے۔ لیکن ایک ٹیوٹر کو ان لطیف اخلاقی پیرایوں سے خبردار رہنا ہوگا جو الفت و مہربانی کے ماحول کو بگاڑتے ہیں۔ نیچے چند مشکل حالات کی مثالیں دی گئیں ہیں۔ ہر ایک میں آپ کو ایک نامناسب حالت کا سامنا ہوگا جسے آپ کو درست کرنا ہے:

الف۔ شرکاء میں سے ایک سر جھکائے بے خیالی میں اپنی کتاب پر تصویریں بنا رہا ہے۔ ایک نامناسب طریقہ تو یہ ہوگا کہ آپ اس سے کہیں ''آپ غیر دلچسپی دیکھا کر دوسروں کو بھی سست کر رہے ہیں''، لیکن آپ یوں کہیں گے: ____________________

____

____

ب۔ شرکاء میں سے ایک اتنی دھیمی آواز میں بات کرتا ہے کہ دوسروں کے لئے اس کا سننا محال ہے آپ کا نامناسب انداز یہ ہوگا ''کیا آپ بلند آواز میں بات نہیں کر سکتے؟'' آپ یوں کہیں گے: ____________________

____

____

ج۔ شرکاء میں سے ایک واضح طور پر کسی سوال کا غلط جواب دیتا ہے۔ ایک نامناسب ردِ عمل یہ ہوگا '' کیا کوئی اس سوال کا درست جواب دے سکتا

ہے؟''لیکن آپ یوں کہیں گے:

د۔ شرکاء میں سے دو آپس میں سرگوشیاں کرتے ہوئے ہنس رہے ہیں۔ایک نامناسب انداز آپ کا یہ سوال کرنا ہوگا:''کیا آپ وہی لطیفہ ہم سب کو سنانا پسند کریں گے؟'' آپ یوں کہیں گے:

ہ۔ شرکاء میں سے ایک کوئی ایسا سوال کرتا ہے جو گروپ کے زیرِ مطالعہ موضوع سے ہٹ کر ہے۔آپ کا ایک نامناسب ردِعمل یہ ہوگا کہ کہیں:''اس سوال کا اس موضوع سے کوئی تعلق نہیں جس کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں''۔البتہ آپ کا جواب یوں ہوگا:

و۔ شرکاء میں سے دو کسی مشق کے دوران اپنی رائے کے بارے میں الجھ پڑتے ہیں اور ہر ایک خود کو درست کہتا ہے۔آپ کا نامناسب رویہ یہ کہنا ہوگا کہ''خاموش ہو جائیں! آپ دونوں ہی غلط ہیں'' جبکہ آپ کہیں گے:

ز۔ شرکاء میں سے ایک کوئی ایسا جواب دیتا ہے جو پڑھے گئے اقتباس سے ہٹ کر ہے۔ایک نامناسب ردعمل یہ ہوگا کہ کہیں''جو اقتباس آپ نے پڑھا ہے کیا وہ آپ کی سمجھ میں نہیں آیا؟'' جبکہ آپ یوں کہیں گے:

ح۔ شرکاء میں سے ایک موضوع سے ہٹ کر بات کر رہا ہے۔غیر مناسب رویہ یہ ہوگا''مہربانی کر کے موضوع پر رہیں'' جبکہ آپ یوں کہیں گے:

تجویز یہ دی جاتی ہے کہ آپ مندرجہ ذیل اقتباس یاد کریں۔یہ اقتباس حضرت شوقی آفندی کی کتاب قرن بدیع کے ایک بڑے پیرے سے لیا گیا ہے جس میں آپ نے کتاب مستطاب اقدس کی بنیادی خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔جب آپ ایسا کریں گے تو اس بات پر غور کریں کہ اس اقتباس کی روشنی میں بیان کردہ نصیحتوں پر عمل کرنا مطالعہ کے دائرے میں مناسب ماحول پیدا کرنے کے لیے کتنا ناگزیر ہیں:

''ان احکام و فرائض کے علاوہ حضرت بہاءاللہ اپنے پیروؤں کو نصیحت فرماتے کہ تمام اہل مذاہب کے ساتھ بلاتفریق و تمیز نہایت خوشی و مسرت سے

مل جل کر رہیں، انہیں تنبیہ فرماتے ہیں کہ تعصّبات، بغاوت، تکبر، تنازعات، لڑائی اور جھگڑے سے بچیں، اُن پر لطافت وطہارت، کامل صداقت، عصمت وعفت، امانت ودیانت، مہمان نوازی، آداب واخلاق، مہر ووفا، صبر واصطبار، عدل وانصاف اور رواداری کولازم قرار دیتے ہیں، انہیں نصیحت فرماتے ہیں کہ وہ ایک ہاتھ کی انگلیوں اور ایک بدن کے اعضا کی مانند بنیں ،انہیں دعوت دیتے ہیں کہ وہ امراللہ کی خدمت اور تبلیغ کے لیے قیام کریں اور انہیں یقینی تائیدات کا وعدہ فرماتے ہیں۔'' (4)

حصہ 9

اس یونٹ کے پہلے آٹھ حصوں میں ہماری جستجو شوق کے موضوع کے گرد گھومتی ہے۔ یقیناً اس مختصر سی گفتگو میں ہم اس اہم موضوع کے ساتھ انصاف نہیں کر پائے۔ ہاں اتنا ضرور ہوا ہے کہ ہم صرف چند محرکات کے ذرائع پر غور کر سکتے تھے اور اس امید کے ساتھ کہ جیسے جیسے تجربہ بڑھے گا آپ بتدریج اُن رازوں کو دریافت کریں گے جو ان لوگوں میں اعلیٰ درجے کا جوش وخروش برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہیں جن کے ساتھ آپ کورسوں کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اب تک حاصل کی گئی بصیرت کو مستحکم کرنے کے لیے کچھ وقت نکال کر پچھلے حصّوں کا جائزہ لیں اور پھر درج ذیل الفاظ اور فقرے استعمال کرتے ہوئے شوق کے بارے میں ایک پیراگراف لکھیں: عبوری، مستقل، سرور، دل کی پاکیزگی، فہم، پیش قدمی، کلامِ الٰہی ، ماحول، جڑیں، علم کی تشنگی، خدا کی لازوال ہدایت کا حصول، حسنِ جمال کی کشش۔

اگلا موضوع جس پر ہمیں گفتگو کرنی چاہیے وہ شرکت ہے جو قدرتی طور پر پچھلے موضوع کی پیروی کرتا ہے کیونکہ صرف اس صورت میں جب کورسوں کا مطالعہ کرنے والے سرگرمی سے مشغول ہوں گے تو وہ ایک اعلیٰ سطح کا شوق برقرار رکھیں گے۔

اکثر کہا جاتا ہے کہ روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورس شراکتی ہیں۔ اس حوالے سے آپ نے اس طرح کے کلمات یقیناً سنے ہوں گے جیسے ''شراکتی طریقہ''۔ ''طریقہ''، ''انداز'' اور ''ٹیکنیک''، ''طریقہ کار'' عام طور پر مختلف شعبوں میں استعمال کیے جانے والے الفاظ ہیں، تعلیم کے تناظر میں ایسے الفاظ کی اہمیت کی تعریف حاصل کرنا ضروری ہے۔ یہاں جس بات پر زور دیا جانا چاہیے وہ یہ ہے کہ شرکت کے بارے میں روحی انسٹی ٹیوٹ کی بنیادی فکرمندی طریقہ یا ٹیکنیک کی سطح پر نہیں۔ ہم چاہتے یہ ہیں کہ سیکھنے کی ذمہ داری شاگرد خود اپنے ہاتھوں لے لے۔ ایسا اس وقت بھی ہوسکتا ہے جب طریقِ تدریس ''شراکتی'' نہ ہو۔ ایک مثال اس نکتہ کو واضح کردے گی۔

فرض کریں کہ آپ ایک کانفرنس میں ایک پروفیسر کے پیش کردہ موضوع جس میں آپ کی دلچسپی ہے میں شرکت کرتے ہیں۔ مقرر ایک بہت طویل تقریر کرتا ہے اور سامعین کی تعداد بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے جلسے کے اختتام پر مقرر صرف چند سوالات کا ہی جواب دے سکتا تھا اور یہ ممکن نہ تھا کہ ہر کسی کی شرکت مکمل بحث میں ممکن ہوسکے۔ ظاہراً یہ اس موقع پر جو طریقہ اپنایا گیا تھا وہ شراکتی نہیں تھا۔ تاہم اس موضوع سے اپنی دلچسپی کی وجہ کو پورے لیکچر کے دوران آپ بھرپور طور پر سیکھنے میں مشغول رہے کیونکہ آپ اپنی موجودہ ادراک کو زیادہ وسیع کرنے کے مشتاق ہیں۔ آپ سنتے ہیں، پروفیسر کی زبان سے ادا ہونے والے ہر نظریہ پر غور کرتے ہیں، تقریر کی روشنی میں سوالات ترتیب دیتے اور معتبر ذرائع سے رجوع کر کے ان کے جوابات تلاش کرتے ہیں۔

اب آپ دنیا بھر کے ان ہزارہا طالب علموں کو تصور میں لائیں جو کلاسوں میں بیزار بیٹھے، جمائیاں لیتے ہوئے، اپنے اساتذہ کے لیکچر سن رہے ہیں۔ یہ وہ تصویر نہیں جو ہر اسکول میں نظر آتی ہے لیکن ایسے کلاسوں کی اتنی اچھی خاصی تعداد ہے کہ آپ کی نظر سے ایک دو تو ضرور گزرے ہوں گے۔ ان دو صورتحالتوں میں کیا فرق ہے جبکہ دونوں میں تدریس کا ایک ہی طریقہ استعمال کیا گیا ہے؟

فرق دراصل شرکاء کی شرکت کی سطح میں ہے۔ پہلی صورت میں آپ سیکھنے کے ایک سرگرم ایجنٹ ہیں۔ پروفیسر تقریر کرتا ہے، لیکن اپنی تعلیم کے کرتا دھرتا آپ خود ہیں۔ آپ نے اپنے سیکھنے کی ذمہ داری اٹھالی ہے اور اس لحاظ سے آپ تعلیم کی سرگرمی میں بھرپور شرکت کر رہے ہیں۔ دوسری صورت میں معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ طلباء غیر فعال ہیں۔ استاد فعال ہوتے ہوئے بھی شرکاء سے شراکت حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔

دونوں تعلیمی صورتحالوں میں یہ مختصر موازنہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اس بیان سے ہماری مراد کیا ہے کہ روحی انسٹی ٹیوٹ کا انداز شراکتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کورسوں کے ٹیوٹر کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے وقت آپ شرکاء کو مدد دیں گے کہ وہ اپنی تعلیم کی ملکیت (ownership) سنبھال لیں۔ اس ساعتوں کے دوران جب آپ باہم مطالعہ کر رہے ہوں تو ان کے ذہنوں کو پیش کردہ مواد کی کھوج میں پوری طرح مشغول رکھنا ہے اور ہر شریک کو اپنے سیکھنے کی اس ذمہ داری کا گہرا احساس ہونا چاہیئے۔

ایک کانفرنس میں خود اپنی موجودگی کی مثال کے برعکس یہ بات بعید از قیاس ہے کہ شرکاء کے سامنے صرف لیکچر دے کر آپ اسٹیڈی سرکل میں شرکت کی مطلوبہ سطح حاصل کر پائیں۔ روحی انسٹی ٹیوٹ کی کتابیں آپ کو ایسے طریقے مہیا کریں گی جو آپ کے لئے اس کے اشتراکی انداز پر عمل پیرا ہونا ممکن بنائیں گی۔

اس قبل کہ ہم اس موضوع پر گفتگو جاری رکھیں ہم آپ سے کہتے ہیں چند باتوں کوتصور میں لائیں اور اسٹڈی سرکل کے تناظر میں ان پرسوچیں۔اگرچہ درج ذیل میں سے کوئی بھی سیکھنے سکھانے کی حرکیات کی مکمل تصور نہیں کرتا جو یہاں مطلوب ہے وہ آپ کو قیمتی بصیرت فراہم کریں گے۔ان میں سے کچھ تصورات جو بالکل ہی نامناسب ہیں ان کو حذف کریں اور ایسا کرنے کی وجہ بتائیں۔باقی بچ جانے والے تصورات میں سے ہر ایک کے بارے میں وضاحت پیش کریں کہ وہ کیوں فائدہ مند ہے

الف۔ ایک آگ جسے آپ ایندھن مہیا کررہے ہیں: ______

______

ب۔ خالی گلاسیں جنہیں آپ بھر رہے ہیں: ______

______

ج۔ کسی بینک کے سیونگ اکاؤنٹ جن میں آپ رقم جمع کروا رہے ہیں: ______

______

د۔ کچھ شمعیں جو آپ روشن کررہے ہیں: ______

______

ہ۔ دوستیاں جنہیں آپ پروان چڑھا رہے ہیں: ______

______

و۔ ایک ٹیم جس کے ساتھ آپ کچھ تعمیری کام کررہے ہیں: ______

______

ز۔ ایک عظیم عمارت کی بنیاد جسے آپ رکھ رہے ہیں: ______

______

ح۔ وہ کان جس کے قیمتی جواہرات کو آپ چمکا رہے ہیں: ______

______

ط۔ فٹ بال کا ایک کھیل جس کی ایمپائرنگ آپ کررہے ہیں ______

______

ی۔ کوئی مقابلہ جس کے جج آپ ہیں: ______________________________

____

ک۔ پودے جنہیں آپ سینچ رہے ہیں: ______________________________

____

حصہ 11

اشتراکی عمل کے بارے میں ہم نے جو کچھ کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ روحی انسٹی ٹیوٹ کی ذریعے پروان چڑھنے والے تعلیمی عمل میں مصروف ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنے سیکھنے میں خود ہی ایک فعال کردار ادا کرے۔ ہم نے یہ بھی اشارہ کیا تھا کہ اس کی کتابیں آپ کو ایسے ذرائع فراہم کریں گی جو آپ بطور ٹیوٹر اس کے شراکتی نقطہ نظر پر عمل کرنا ممکن بنائیں گی۔ ہمیں اپنی توجہ کتابوں کے مطالعہ کی طرف رجوع کرنی چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ ٹیوٹر کس طرح سیکھنے سکھانے کی حرکیات کو فروغ دیتا ہے۔

پہلے یہ آپ کے لیے یہ واضح ہونا چاہیے کہ ٹیوٹر اور دیگر شرکاء کے درمیان تعلق استاد اور طالب علم کا نہیں ہوتا۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ غیر متعلق اور غیر فعال، گفتگو کی سہل کاری کرنے والا ہو۔ ہر وقت ٹیوٹر کو توجہ دینے والا اور مشاہدہ کرنے والا ہونا چاہیے۔ اِس کے خیالات کو ہر وقت اس بات پر مرکوز ہونا چاہیے کہ جو کچھ مطالعہ کیا جا رہا ہے کس طرح شرکاء میں سے ہر ایک کو اس بات کی مکمل تفہیم حاصل کرنے میں مدد کی جائے۔

کسی گروپ کے ساتھ کسی بھی یونٹ کا مطالعہ شروع کرنے میں ٹیوٹر اپنے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے شروع کرے گا، اکثر اُن اہم تصورات کو اجاگر کرتا ہے جن کا وہ احاطہ کرتا ہے۔ اس کے بعد شرکاء ہر حصّے کو پڑھیں گے اور اس پر بات چیت کریں گے، انفرادی یا ایک گروپ کے طور پر اس کے ساتھ والی مشق کریں گے۔ بلاشبہ مشقیں افہام و تفہیم کو پروان چڑھانے اور شرکاء کو سرگرمی سے سیکھنے کے عمل میں مصروف کرکے مدد فراہم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اگرچہ کچھ مشقیں ٹیوٹر کی تھوڑی سی مدد کے ساتھ کی جاسکتی ہیں لیکن ایسے موقع بھی ہوں گے جب اسے کسی نظریہ کے بارے میں سمجھ کو گہرا کرنے میں شرکاء کی مدد کے لیے تبصرے پیش کرنے کی بھی ضرورت ہوگی۔ کتاب نمبر ا کے حصّہ ٹیوٹر کے لیے چند خیالات سے درج ذیل انتخاب، اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ مشقوں سے کس طرح نمٹا جائے:

"اس یونٹ کی مشقیں کسی بھی طرح زیرِ نظر اقتباسات کے معنی کی تمام حدود کا احاطہ کرنے کی کوشش نہیں کرتیں۔ ایک سوال جس پر ہر ٹیوٹر کو غور کرنا چاہیے کہ کسی بھی مشق میں کتنی دیر گفتگو کرنا چاہیے۔ یہاں یہ بات ضروری ہے کہ متعدد متعلقہ مگر ثانوی تصورات کو متعارف کر کے کی جانے والی طولانی غور و خوض مواد تاثیر کو کم کر دیتا ہے۔ ہر گروپ کو ترقی کی ایک مناسب رفتار قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ شرکاء کو واضح احساس ہونا چاہیے کہ وہ اپنے امکانات کے مطابق باقاعدہ ترقی کر رہے ہیں۔ بہر حال ٹیوٹر کو ہوشیار رہنا چاہیے کہ مشقوں کو سوچے سمجھے اور تجزیہ کیے بغیر حصّوں کو سرسری طور پر پڑھ کر اور جلدی جلدی ختم نہ کر دیا جائے۔ جو گروپ اس طرح محض جوابات کو پُر کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں کبھی بھی دیرپا نتائج حاصل نہ کر سکے۔"

اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ مواد کا مقصد حاصل ہو جائے ایک ٹیوٹر کو کسی گروپ کے ساتھ ہر حصّہ کے مطالعہ کے دوران کِن دو رجحانات سے گریز کرنا چاہیے؟

اب آپ کے لیے جو چیز کارآمد ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ کتاب نمبر ا کی تینوں یونٹوں میں سے چند حصے منتخب کریں اور مشقوں کو ملاحظہ کریں۔فیصلہ کریں کس مشق میں بات چیت کا امکان ہے جس کے لیے بطور ٹیوٹر آپ سے کچھ رہنمائی درکار ہوسکتی ہے۔انہیں نیچے تحریر کریں۔

حصہ 12

زیرِ گفتگو مسائل میں سے چند کو واضح کرنے کے لیے آئیں ایک خیالی گفتگو پر نظر ڈالتے ہیں جو کتاب نمبر ۷ کے مطالعہ کرنے میں آپ کی مدد کرنے والے ٹیوٹر اور شرکاء میں سے ایک کے درمیان ایک وقفے کے دوران ہو رہی ہے۔

___ شریک: میں شراکتی عمل کے تصور کو ایک نئے انداز میں سمجھنا شروع کر رہا ہوں۔ پہلے پہل میں نے سوچا کہ روحی انسٹی ٹیوٹ کا مطالعہ سادا سا ہے کہ اسٹڈی سرکل کے شرکاء آثار مقدسہ سے عبارات پڑھتے جائیں گے کچھ سوالات کے جواب دیئے جائیں اور ہر ایک اپنے باری اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔

___ ٹیوٹر: میں نے بھی ماضی میں اسی طرح کا ایک ضرورت سے بڑھ کر سادہ بیان سنا ہے۔ بدقسمتی سے اس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے شرکت ایک طرح کا کوئی فارمولا ہے۔

___ شریک: لیکن انسٹی ٹیوٹ پروسس میں داخل ہونے کے بعد جلد ہی آدمی کو خود اندازہ ہوجاتا ہے کہ پہلے پہل اس نے اس انداز کے بارے میں جو کچھ سوچا تھا یہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

___ ٹیوٹر: البتہ سچ تو یہ ہے کہ ہم جس مواد کا مطالعہ کرتے ہیں اس کا بڑا انحصار بہآئی نص پر ہے اور یہ آثار مقدسہ سے عبارات کو پڑھنے اور سمجھنے پر بہت زیادہ تاکید کرتا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ سوالات اور مشقوں کو حل کرنے کے لئے شرکاء کا آپس میں متعلقہ نظریات پر بات چیت کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

___ شریک: لیکن بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ گفتگو کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے کیونکہ متن سے وابسطہ رہنے میں ہمیں چاہیئے کہ بس ہر کسی سے کہیں کہ وہ سوالات کے جواب دیں اور جلد از جلد آگے بڑھتے جائیں۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ اگر انہیں ورک شیٹ کی طرح سمجھا جائے تو اِن مشقوں کا مقصد حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اگر چہ کئی کے جوابات سطحی طور پر ظاہر ہوسکتے ہیں اِن کا مقصد ہر شریک کی طرف سے کسی نہ کسی سطح کی سوچ اور فکر کو ظاہر کرنا ہے۔

___ ٹیوٹر: آپ بالکل درست فرما رہے ہیں اسی لیے ٹیوٹر کو خاص طور پر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ اسے اس بات کا کچھ احساس ہونا چاہیے کہ دیئے گئے یونٹ کے ہر حصّہ سے گزر کر کیا حاصل کیا جاتا ہے اور مناسب وقت پر شرکاء کے درمیان گفتگو کر کے تصورات اور پیش کیے گئے نظریات کے اطلاق اور مضمرات پر مزید غور کرنے میں اُن کی مدد کریں۔ کچھ خیالات مختصر مشورت کے قابل ہوسکتے ہیں اور دیگر کے قدرے تفصیلاً۔

___ شریک: چند موقعوں پر کورس کا مطالعہ کرتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ بعض مشقوں کو ایک حد تک سختی کے ساتھ برتا گیا تھا۔ مثال کے طور پر مشقوں میں ہاں یا نہیں کی نشاندہی کرنے پر اصرار کیا گیا تھا جو ہم سے بیانات کی فہرست میں سے درست کا انتخاب کرنے کو کہتے ہیں۔

___ ٹیوٹر: جب کبھی اس طرح کی مشق کا جواب اتنا سیدھا نہیں ہوتا تو ایسا قصداً کیا جاتا ہے تا کہ شرکاء آثار مقدسہ کی روشنی میں پیچیدہ مسائل پر گفتگو اور غور وفکر کے ذریعے اس کے بارے میں بصیرت حاصل کریں۔ ایک بار پھر ایک ٹیوٹر کو مزید جستجو کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

___ شریک: میرا اندازہ ہے کہ ایک نئے ٹیوٹر کے طور پر میں شروع میں ڈرپوک ہوسکتا ہوں، اس بات سے ڈر کہ گفتگو کسی جگہ پر ہوسکتی ہے اور میں شاید اس کی صحیح رہنمائی نہ کرسکوں یا شرکاء کے جواب نہ دے سکوں۔

___ ٹیوٹر: ایسا محسوس کرنا بالکل فطری ہے مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تجربے کے ساتھ آپ شرکاء کو منظم طریقے سے مشورت میں شامل کرنے میں مدد کرنا سیکھیں گے۔ وہ دیکھیں گے کہ بے ترتیب خیالات کے محض اظہار سے سمجھ میں اضافہ نہیں ہوتا۔ آپ نہایت نرمی کے ساتھ گفتگو کو مرکوز رکھیں۔ لوگوں کے لیے یہ درست ہے کہ وہ جو چاہیں کہیں اگر چہ ان کی شراکت بعض اوقات مشورت سے بہت متعلقہ نہیں ہوتی، تاہم، اگر آپ یہ دیکھتے ہیں کہ گروپ زیادہ وقت سے مکمل طور پر موضوع سے ہٹ رہا ہے تو آپ کو مواد کے مطالعہ پر واپس لانے میں دوستوں کی مدد کرنی ہوگی۔ یہ درحقیقت زیادہ مشکل نہ ہوگا کیونکہ گروپ کے ساتھ آپ کا رشتہ شائستگی اور مہربانی پر ہوگا۔

___ شریک: لیکن یہ ہر وقت آسان نہیں ہوگا۔ جس اسٹیڈی سرکل میں میں نے شرکت کی بعض اوقات وہاں ایسے افراد ہوتے جو بات کرتے رہنے سے

رکتے ہی نہیں۔ پھر کچھ ایسے تھے جنہوں نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

___ ٹیوٹر: یقیناً، مسئلہ درحقیقت کسی فرد کی گفتگو میں شرکت کی طوالت یا اختصار کا نہیں ہے مگر آیا ظاہر کردہ خیالات گروپ کی اجتماعی سمجھ میں اضافہ کرتے ہیں۔ آپ کو ضرورت ہے کہ اس نکتے کو اپنے ذہن میں واضح رکھیں۔ قطع نظر اس کے یہ رکھنا سب سے زیادہ اہم ہے کہ کبھی بھی کسی زیادہ بات کرنے والے یا خاموش رہنے والے کو شرمندہ نہ کیا جائے۔ آپ کو اس بات کا یقینی بنانا ہوگا کہ آپ اُن لوگوں سے مایوس نہیں ہیں جو گروپ کا زیادہ وقت لگاتے ہیں۔ وہ اکثر سمجھتے ہیں کہ وہ گفتگو کو آگے بڑھا رہے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ انہیں احساس ہی نہ رہے کہ وہ کب موضوع سے دور جا رہے ہیں۔ بلاشبہ کسی کسی وقت وہ اپنے خیالات سے بہت زیادہ منسلک رہے ہوں۔ صورتِ حال جو بھی ہو اگر آپ نے گروپ کے ارکان کے ساتھ محبت اور دوستی کا رشتہ قائم کرلیا ہے تو آپ کو دوبارہ ان کی رہنمائی کرنے اور باتونی کی دل آزاری کے بغیر دوسروں کو گفتگو میں شامل کرنے کے طریقے تلاش کرلیں گے۔

___ شریک: اور خاموش رہنے والے؟

___ ٹیوٹر: درحقیقت یہ ایک دلچسپ ترین موضوع ہے۔ دیکھیں، بعض اوقات ہم بات کرنے کو ضرورت سے بڑھ کر اہمیت دینے لگتے ہیں۔ اور اگر کوئی خاموش ہو تو ہم مضطرب ہوجاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہم سوچتے ہیں کہ خاموش طبع یا شرمیلے لوگ بہت ذہین نہیں ہوتے یا وہ توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ باتیں کرنا شرکت کی کوئی لازمی علامت نہیں۔ اگر آپ گروپ کا مشاہدہ کریں جو کہ ایک چھوٹا سا گروپ ہی تو ہوتا ہے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کون سیکھنے میں مصروف ہے، کون سُن رہا ہے، سوچ رہا ہے، اور لگن سے مشقوں کو حل کر رہا ہے۔ گروپ کے شرمیلے ارکان بھی بتدریج اعتماد حاصل کرلیں گے اور بات چیت میں شریک ہوجائیں گے لیکن اس عمل کو فطری طور پر انجام پانے دیں۔

مندرجہ بالا گفتگو کو ذہن میں رکھتے ہوئے کچھ اپنے خیالات نیچے دی گئی جگہ میں تحریر کریں کہ ایک ٹیوٹر کے لیے سیکھنے اور سیکھانے کے عمل میں مکمل طور پر مشغول رہنے کا کیا مطلب ہے۔

مذاکرہ کو ایک مستحکم رفتار سے جاری رکھنے کا چیلنج کوئی آسان چیلنج نہیں اور جوں جوں آپ کا عملی تجربہ بڑھتا جائے گا آپ اپنی صلاحیت کو مضبوط کریں گے۔ نیچے کچھ صورت حال کا ذکر کیا گیا ہے اور دو طرح کے رویئے تجویز کئے گئے ہیں۔ دونوں ہی مختلف مواقع پر مناسب ہو سکتے ہیں۔ آپ ان مواقع کو وضاحت سے بیان کریں جب دونوں میں ہر ایک زیادہ مؤثر ثابت ہوگا۔ کیا آپ کسی اور جواب کے بارے میں سوچ سکتے ہیں جو حالات کے مناسب ہو؟

ا۔ آپ شرکاء میں سے کسی ایک شریک سے سوال پر چند خیالات پیش کرنے کو کہتے ہیں لیکن وہ جواب دینے میں بہت وقت لے رہا یا لے رہی ہے۔

الف۔ آپ خاموشی سے اُس وقت تک انتظار کریں گے جب وہ جواب دینے لگے: ______________________

____

____

ب۔ آپ یہ کہتے ہوئے کہ آپ کے اس بارے میں کیا خیالات ہیں یہ سوال شرکاء میں سے کسی اور کی طرف راجع کر دیں گے: __________

____

____

____

ج۔ ______________________

____

____

____

۲۔ شرکاء میں سے ایک ہمیشہ سوال کا جواب دینے میں پہل کر دیتا ہے اور دوسروں کے لئے بولنا مشکل کر دیتا ہے:

الف۔ آپ گروپ کے افراد میں سے بعض افراد کا نام لیکر انہیں سوال کا جواب دینے کے لئے کہتے ہیں: ______________________

____

____

ب۔ کسی موقع پر جب آپ گروپ سے باہر ہوتے ہیں اور شریک کے ساتھ دوستانہ ماحول میں گفتگو کر رہے ہوں تو آپ پوچھتے ہیں کہ اس نے مطالعہ کے دوران دوسروں کی شرکت کو سن کر کیا بصیرت حاصل کی:

ج۔

۳۔ شرکاء میں سے ایک نے کافی دیر سے بات چیت میں کوئی حصہ نہیں لیا:

الف۔ جب آپ کو محسوس ہو کہ وہ کچھ کہہ سکتا ہے آپ اس سے براہ راست کوئی سوال پوچھ لیتے ہیں: ______________

ب۔ آپ شریک کو اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں تا کہ وہ جب تک چاہے خاموش رہے: ______________

ج۔

4۔ مشقوں میں سے ایک کو انجام دینے میں شرکاء کے دو ایک افراد بہت سے مختلف خیالات پیش کرتے ہیں اور گفتگو موضوع سے ہٹ جاتی ہے:

الف۔ آپ شرکاء کو مشق کا مقصد یاد دلا کر زیرِ گفتگو موضوع پر واپس آنے میں مدد کرتے ہیں۔ ______________

ب۔ آپ شرکاء میں سے کسی ایسے فرد کو کہتے ہیں جو مشق کے مقصد کی واضح سمجھ رکھتا ہے اور گروپ کو زیرِ گفتگو موضوع پر واپس لانے کے لیے آپ اس سے براہ راست سوال پوچھتے ہیں: ______________

ج۔

حصہ 14

پچھلے حصّوں میں ہونے والی گفتگو سے آپ کو یہ دیکھنے میں مدد ملے گی کہ روحی انسٹی ٹیوٹ کی کتابوں کا ایک گروپ کے ساتھ مطالعہ کرنے کا ٹیوٹر کے لیے کوئی فارمولہ نہیں ہے۔ درحقیقت، ٹیوٹر کو کورسوں کے مطالعے کو آسان اقدامات کی ایک سلسلے تک محدود کرنے کی تحریض کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ یہ اتنا آسان نہیں ہے جب ہمیں مسلسل تکنیکی ترکیبیں پیش کی جاتی ہیں جو ہمیں درپیش تقریباً ہر قسم کے چیلنج کے حل کا وعدہ کرتی ہیں بشمول جن کا تعلق تعلیم سے ہے۔ ہمیں خاص طور پر محتاط رہنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ سیکھنے سیکھانے کے تجربے کو بہتر بنانے کے لیے اپنے جوش میں ہم نادانستہ طور پر تکنیکوں اور طریقہ کار کو متعارف کرا دیں جو شرکاء کی مواد کے ساتھ بامعنی مشغول ہونے کی کوششوں میں رکاوٹ بنیں۔

ایک بنیادی سادگی اس تعلیمی پروسس کی خصوصیت ہے جو روحی انسٹی ٹیوٹ کورسوں کے ذریعے فروغ پاتا ہے۔ کسی بھی ترتیب میں اس کے مواد کا مطالعہ کیا جاتا ہے اسے رفاقت اور خوشی کے جذبے کے تحت کیا جانا چاہیے۔ حتمی تجزیہ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ رسومات، طریقہ کار اور تکنیک نہیں کہ جس میں سیکھنے پر زور دیا جاتا ہے بلکہ علم کو حاصل کرنے اور خدمت کرنے کی ترغیب ملے گی۔

درج بالا کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ کچھ ایسی تکنیکیں نہیں ہیں جو سیکھنے کے عمل کو آسان بنا سکیں۔ لیکن "تکنیک" عمل پر حاوی نہیں ہو سکتی۔ نہ ہی اسے سمجھنے کی سنجیدہ کوشش کو معمولی بنانے یا مقدس کلام جو کہ تعلیمی پروسس میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے، کے وقار کو مجروع کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ نیچے ایک خیالی بات چیت ہے جو کتاب نمبر ے کے ٹیوٹر کا اور شرکاء کے ایک گروپ کے درمیان ہو رہی ہے جنہوں نے ابھی ہی پچھلے حصوں کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ گفتگو آپ کے لئے ممکنہ غلطیوں کی شناخت کرنے اور ان سے بچنا سیکھنے میں مدد دے سکتی ہے۔

___ شریک نمبر ا: یہ جاننا بہت مددگار ہے کہ روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کے مطالعہ کرنے کے اقدامات کے لیے یہاں کوئی رسم یا کوئی مقررہ ترتیب نہیں۔ ان کا مطالعہ جس طرح کبھی کبھی کیا جاتا ہے اس میں میں نے دیکھا کہ انسٹی ٹیوٹ کے "طریقہ کار" کا حصّہ سمجھا، لیکن اب مجھے احساس ہوا کہ ایسا نہیں ہے۔

___ شریک نمبر ۲: جیسے کبھی کبھی زبانی یاد کرانے کے لیے کیا کیا جاتا ہے۔ بچوں کی کلاسوں کے اساتذہ ایک سادہ تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے ایک دعا یا اقتباس حفظ کرنے میں نوجوانوں کی مدد کرتے ہیں جس میں بچے کسی اقتباس کے پہلے جملے یا فقرے کو اس وقت تک دہراتے ہیں جب تک وہ اسے زبانی یاد نہ کر لے اور پھر اس کے بعد والے فقرے کو شامل کرتے جاتے اور اس طرح وہ پورا اقتباس یاد کر لیتے ہیں۔ یہ ایک سادہ لیکن مؤثر تکنیک ہے اور یہاں تک کہ ایک بالغ ہونے کے ناطے میں اکثر تعلیمات کے طویل اقتباسات کو یاد کرنے کے لیے استعمال کرتا ہوں۔ لیکن پھر میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ ایسی تکنیکوں کی تلاش میں بہت زیادہ توانائی صرف کی جا سکتی ہے جو شرکاء کو "تفریح" کے دوران اقتباسات کو یاد رکھنے میں مدد فراہم کریں۔

___ شریک نمبر ۳: مثال کے طور پر میں نے دیکھا کہ بعض اوقات ایک ٹیوٹر بورڈ پر مکمل اقتباس لکھتا ہے اور کسی شریک سے اسے بلند آواز سے پڑھنے کو کہتا ہے۔ پھر ٹیوٹر ایک یا زیادہ الفاظ مٹاتا ہے اور دوسرا شریک حذف شدہ لفظ کو یاد کر کے اسے پڑھتا ہے۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک بہت کم الفاظ باقی رہ جاتے ہیں۔ یاد رکھنے کا یہ طریقہ غیر ضروری طور پر نکالا جا سکتا ہے۔

___ شریک نمبر ۴: مجھے یاد ہے کہ جب میں کتاب ایک کا مطالعہ کر رہا تھا تو ہم سب کو ہر اقتباس کے لیے ایک خاکہ بنانے کی ہدایت کی گئی تھی۔ سچ پوچھیں تو کہ مجھے تو اصل مقصد سمجھ نہیں آیا اور کچھ لوگوں کو یہ فعالیت پسند نہیں آئی کیونکہ اس نے مواد پر توجہ دینے اور تسلسل تصورات کو پیروی کرنے میں مشکل پیدا کیا تھا۔ ہم مواد کے ذریعے تیزی سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ کچھ زیادہ ماہ نہیں گزرے میں نے سیکھا کہ یہ کورسوں کے مطالعہ کا طریقہ کار کا حصّہ نہیں ہے۔

___ شریک ۲: میں دیکھ سکتا ہوں کہ "تکنیک" کا سوال ہمیشہ سیدھا نہیں ہوتا ہے اور بطور ٹیوٹر ہمیں یہ اعتماد ہونا چاہیے کہ شرکاء کو سمجھنے کی سنجیدہ کوشش سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ان حصّوں میں جس پر ہم نے گفتگو کی اس سے یہ بات اہم معلوم ہوتی ہے کہ ہمیں شرکاء کو تعلیمی پروسس میں مشغول کرنے کی خواہش میں اُن فعالیتوں پر واپس نہیں جانا چاہیے جو رسمیت اختیار کر سکتی ہیں اور آخر میں کورسوں کی کارکردگی کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔

☆ ٹیوٹر: آپ سب ایک اہم نتیجے پر پہنچے ہیں۔ اگرچہ یہ فطری بات ہے کہ کچھ ٹیوٹر کورسوں کے مطالعہ میں سرگرمیاں شامل کر سکتے ہیں، جب ہم انہیں" روحی طریقہ کار " کے عناصر کے طور پر حوالہ دیتے ہیں تو یہ ایسے عمل میں سختی کو متعارف کرواتا ہے جو بصورت دیگر سادہ، خوشگوار اور ضروریات کی تنوع کے لیے حساس ہوتا ہے۔ آپ بلاشبہ سمجھ سکتے ہیں کہ روحی انسٹی ٹیوٹ کسی سلسلہ کے کام کے کرنے اور نہ کرنے کا اجراء نہیں کر سکتا کیونکہ یہ خود ہی سختی کا سبب بنے گا۔ بہت کچھ ٹیوٹر کے فیصلے پر چھوڑا جاتا ہے کہ کونسی بات فہم میں اضافہ کرتی ہے، جبکہ تکنیک کو اس مواد کے جوہر کو چھپا دینے یا عمل کی سادگی کو دھندلا دینے کی اجازت نہ دیں۔

حصہ 15

اب تک آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ ٹیوٹر کو گفتگو میں رہنمائی کرنے کی صلاحیت کے علاوہ انہیں زیر مطالعہ مواد کے بارے میں خوب جانکاری کی ضرورت ہے اگر وہ شرکاء کو ان کی سمجھ میں آگے بڑھنے اور انہیں اپنے علم کے مالک بننے میں مدد دینا چاہتے ہیں۔ البتہ آپ نے خود ٹیوٹر کی مدد سے روحی انسٹی ٹیوٹ کی پہلے چھ کتابیں مکمل کی ہیں اور ان کے ترکیبات کی کئی عملی تجربے حاصل کیے ہیں جو کہ اپنے گاؤں یا محلہ میں انفرادیوں کے بڑھتے ہوئے مرکزہ کا حصّہ ہوتے ہیں جو اس کی بہتری کے لیے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ تاہم، اب، بطور ایک مؤثر ٹیوٹر کے آپ کو مزید آگے بڑھنے اور کچھ مرکزی تصورات اور بنیادی اصولوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے جنہوں نے کورسوں کے مواد کی تشکیل میں مدد کی ہے۔ شروع کرنے کے لیے کتاب نمبر ا کے ٹیوٹر کے لیے فراہم کردہ تعارفی کلمات سے درج ذیل حصّہ پڑھیں۔

"ابتدا سے ہی ہر ایک شریک پر واضح ہونا چاہیے کہ روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورسز انسانیت کی خدمت کا راستہ نقش کرتے ہیں جس پر ہم میں سے ہر ایک مدد کرتے ہوئے اور دوسروں کی مدد پاتے ہوئے اپنی رفتار سے چلتے ہیں۔ اس راستے پر چلنے کا مطلب دوہرے اخلاقی مقصد کا حصول ہے: خود اپنی روحانی اور ذہنی نشوونما پر دھیان اور معاشرے کی کایا پلٹ میں شرکت کرنا ہے۔ اس راہ میں پیشرفت کے لیے مشروط ہے کہ متعدد صلاحیتوں کی نشوونما کی جائے جن کے لیے سمجھ اور علم، روحانی خوبیوں اور قابلِ ستائش رویوں کے ساتھ ساتھ قابلیتوں اور مہارتوں کی بڑی تعداد کی ضرورت ہے۔ علم کے جن ذرائع پر انسٹی ٹیوٹ کی کتابوں کو تیار کیا گیا ان میں امرِ بہائی کی تعلیمات ہیں اور ساتھ ہی دنیا بھر کے بہائی سماج کے تجربات کا مجموعہ ہے جو مادی اور روحانی تمدن کو آگے بڑھانے کے لیے حاصل کی جا رہی ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ کو جو چیز تحریک بخشتی ہے وہ حضرت بہاءاللہ کا عطا کردہ ایک فرد اور تمدن کا تصور ہے جو ہم تعمیر کر سکتے ہیں۔"

اس کتاب کے ابتداء ہی میں آپ کو اس راستے کی روحانی نوعیت کا جائزہ لینے کا موقع ملا تھا جس پر آپ کچھ عرصے سے چل رہے ہیں۔ اس کے

ساتھ دوہرے اخلاقی مقصد کے حصول نے آپ کے قدموں کو مضبوط کیا اور خدمت کے لیے آپ کے عزم کو قوت دی۔ آپ نے خود دیکھا کہ جیسے جیسے انسان اس راہ میں ترقی کرتا ہے اسی طرح خدمت کی صلاحیت بڑھتی ہے اور انفرادی اور اجتماعی کایا پلٹ کی حرکیات کے بارے میں بہت سی انمول بصیرتیں حاصل کی ہیں۔

یہاں یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ ایسے کورسوں کو ڈیزائن کرنے کی کوشش کرتے ہوئے جو افراد میں مطلوبہ صلاحیت پیدا کریں، روحی انسٹی ٹیوٹ کے پاس ابتدائی طور پر بہت سے انتخاب تھے۔ یہ، مثال کے طور پر بہائی تزئید معلوماتی پروگراموں کا عام طریقہ اختیار کرسکتا ہے یعنی طالب علم کو امراللہ کے بارے میں مناسب معلومات کے ساتھ پیش کرنا: اس کے اصول، اس کی روحانی اور سماجی تعلیمات، اس کی تاریخ، اس کے قوانین اور اس کی انتظامیہ۔ تب یہ توقع کی جائے گی کہ یہ علم اپنے آپ میں، افراد کو قیام ہونے اور امراللہ کی خدمت کرنے کی ترغیب دے گا۔ جو کچھ شامل کرنا ہوگا وہ مخصوص مہارتوں میں کچھ تربیت ہوگی جو مسلسل حوصلہ افزائی سے تقویت پاتی ہے۔

اس طرح کے متعدد متبادلات کا جائزہ لینے کے بعد انسٹی ٹیوٹ نے فیصلہ کیا کہ وہ ایک ایسا تعلیمی طریقہ اختیار کرے گا جس میں مطالعہ اور عمل کو شامل کیا جائے۔ یہ یقین ہوگیا کہ علم اور عمل کے انضمام سے امراللہ اور انسانیت کی خدمت کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ خاص طور پر کوئی بھی نقطہ نظر جو بہائی الواح و آثار میں تصور کردہ انفرادی اور اجتماعی کایا پلٹ کو متاثر کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہو، افہام و تفہیم کو فروغ دینے میں عمل کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ محض مطالعہ خدمت کے میدان سے باہر علم کا حصول ناکافی ہوگا۔

فطری طور پر آثارِ مقدسہ کی عبارات کے مطالعہ پر پُرزور تاکید کی ضرورت ہوگی۔ لیکن بہائی تعلیمات کو اپنی زندگی اور اپنے گاؤں یا محلہ کی زندگی پر لاگو کرنے پر یکساں زور دیا جانا چاہیے۔ شرکاء کو چاہیے کہ تعلیمی پروسس کو نہ صرف حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے بلکہ امراللہ کی تعلیمات اور اصولوں کو لاگو کرنے کے بہائی تجربے سے جوڑنے کی ضرورت ہوگی۔ مزید یہ کہ اس بات کو یقینی بنانے کی ضرورت ہوگی کہ شرکاء اس تجربے کی مزید افادیت اور اس کی تشہیر میں اپنا حصّہ ڈالیں۔

بلآخر روحی انسٹی ٹیوٹ نے ایک تعلیمی فلسفہ اختیار کیا جو بیک وقت علم اور عادات، مہارتوں اور صلاحیتوں، رویوں اور روحانی صفات کو بتدریج اُن لوگوں کے ذریعے جو اپنی توانائیاں اپنے سماج کی ترقی کے لیے وقف کرنا چاہتے ہیں حاصل کر لیے جائیں گے۔ "قابلیت" کا تصور، جس نے اِن مطلوبات کو یکجا کیا، اس طرح اُبھرنا شروع ہوا۔ امراللہ اور انسانیت کی خدمت کے لیے لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لیے، روحی انسٹی ٹیوٹ نے اپنے کورسوں کو "خدمت کے راستہ" کے حوالے سے ایک سلسلہ میں منظم کرنے کا فیصلہ کیا۔ انسٹی ٹیوٹ نے محسوس کیا کہ اس طرح یہ شرکاء کو انفرادی اور اجتماعی کایا پلٹ کے راستے کے بارے میں سیکھنے میں مدد دے سکتا ہے جب وہ خدمت کی مخصوص سرگرمیاں انجام دے کر اس راستے پر چلتے ہیں۔

خدمت کے راستوں کو اس طرح ترتیب دینا ہوگا کہ شرکاء اس کے ساتھ منظم طریقے سے آگے بڑھ سکیں جیسے جیسے وہ اپنی صلاحیت کو بڑھاتے ہیں۔ اس طرح خدمت کی سرگرمیوں کو پیچیدگی کے لحاظ سے بڑھتے ہوئے ایک دوسرے پر استوار کرنا ہوگا۔ اور جہاں کہیں بھی افراد اپنے آپ کو خدمت کی راہ پر گامزن پاتے ہیں وہ اپنی کوششوں میں دوسروں کا بھی ساتھ دیتے ہیں ان کی ترقی میں مدد کرتے ہیں۔ یہ واضح ہوگیا کہ یہ صلاحیت سازی کے عمل میں موروثی تھا۔ زیادہ تجربہ رکھنے والے نئے سیکھنے والوں کی مدد کرتے ہیں کیونکہ وہ خدمت کے راستے پر چلنے اور سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں، وقت کے ساتھ وہ بھی دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔

آپ کے لیے اس مقام پر کچھ لمحہ ٹھہرنا اور اپنے گروپ کے ساتھ نیچے فہرست شدہ افکار پر بات چیت کرنا مفید ہو سکتا ہے۔ پھر ہر ایک کے بارے میں کچھ خیالات لکھیں۔ وقت کے ساتھ آپ دیکھیں گے کہ آپ کے ان افکار کی سمجھ کیسے بدلتی ہے۔

الف۔ حضرت بہاءاللہ کے ظہور کا علم اور اس کا انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اس کے اطلاق کو جو اہمیت کورس دیتے ہیں: ________

____

____

____

ب۔ عمل کا کردار، مطالعہ کے ساتھ مل کر، افہام وتفہیم کو فروغ دیتے ہیں: ________

____

____

____

ج۔ خدمت کے راستے پر صلاحیتوں کی ترقی: ________

____

____

____

د۔ کورسوں کے ذریعے پیش کردہ خدمت کے راستے جو انفرادی اور اجتماعی کایا پلٹ کا پرورشی عمل ہے________:

____

____

____

____

____

____

____

حصہ 16

درج بالا کی گئی گفتگو کو تعلیمی نقطہ نظر اور اس کے بنیادی تصورات نے کیسے روحی انسٹی ٹیوٹ کی تشکیل کی، پر مزید دریافت کرنے کے لیے، ہم کورس کی پہلی چھ کتابوں کے ذریعے بنائے گئے خدمت کے راستے کو دیکھیں گے جس سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ ایسا کرنے کے لیے، آئیں اب ہم اس فقرہ پر غور کریں ''میں خدمت کی راہ پر چلتا ہوں''۔ اس جملے میں ''میں'' کی حقیقی شناخت کیا ہے؟ راہ کی نوعیت کیا ہے، اور راہ پر چلنے کا مطلب کیا ہے؟

کتاب نمبر ایک ان سوالوں میں سے پہلے کو مخاطب کرتی ہے۔ اس میں اپنی حقیقی شناخت کے تین پہلوؤں کو دریافت کیا گیا ہے: ''میرے وجود کی حقیقت میری روح ہے جو اس دنیا سے عبور کر اس لئے گزرتی ہے کہ اسے خدا کی جانب ایک ابدی اور پر جلال سفر کے لئے جن خصوصیات کی ضرورت ہے انہیں حاصل کرے۔ میرے سب سے زیادہ پسندیدہ لمحات وہ ہوتے ہیں جو میں خدا سے راز و نیاز میں گزارتا ہوں کیونکہ دعا و مناجات ہی وہ روزانہ کی غذا ہے جس کی میری روح کو اپنے اعلیٰ مقصد کے حصول کے قابل ہونے کے لئے ضرورت ہے۔ میری بنیادی مصروفیت حضرت بہاء اللہ کے ظاہر کردہ کلام کا مطالعہ کرنا، اس دور کے لیے خدا کی تعلیمات کے بارے میں اپنی سمجھ میں اضافہ کرنا اور خود اپنی روزمرّہ زندگی نیز سماج کی زندگی پر ان کا اطلاق سیکھنا ہے۔'' ان باتوں کے بارے میں آگاہی پیدا کرنا ہی دراصل اپنی حقیقی شناخت کے مرکزی عناصر اور کتاب نمبر ایک ''روح کی زندگی پر غور و فکر'' کا مقصد ہے۔

کتاب نمبر ایک کے یونٹ نمبر ا ''بہائی مقدس تحریروں کو سمجھنا'' آثار مبارکہ سے ایک جملے پر مبنی بیان پر منحصر ہے۔ جیسا کہ حصّہ ۵ میں پہلے ہی نشاندہی کی گئی کہ ہر بیان کے فوری معنی اور کسی کی زندگی پر اس کے بلاواسطہ ماخوذات کے ساتھ ساتھ کچھ وسیع تر مضمرات پر زور دیا گیا ہے۔ نیز اس بات پر بھی اصرار کیا گیا ہے کہ گفتگو کو ایک حد تک ''سادہ'' رکھا جائے۔ سادگی سے مراد یہ ہرگز نہیں کہ بات میں کوئی گہرائی نہ ہو، نہ ہی یہ تجویز کرتا ہے کہ پیچیدہ مضامین کو چند سادہ خیالات تک محدود رکھا جائے۔ اس کی قدر جاننے کے لئے تعلیمی مواد کے درج ذیل چار مدارج اور طلبا پر ان کے بعض اثرات کو بیان کرنے کی کوشش کریں:

الف۔ سادہ اور سطحی

ب۔ سادہ اور گہرا

ج۔ پیچیدہ اور سطحی

د۔ پیچیدہ اور گہرا

کیوں؟ ہم پوچھ سکتے ہیں کہ کتاب نمبر ا میں آثار مبارکہ کے مطالعہ کا یہ سیدھا سادہ طریقہ خدمت کی راہ پر چلنے والوں کے لیے آخر اتنا مددگار کیوں ہے؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہوسکتا ہے وہ الواح وآثار سے جو کچھ پڑھتے ہیں اس پر مرکوز غور وفکر کی قدر کے بارے میں باشعور ہوجاتے ہیں۔ انہیں یہ نظر آتا ہے کہ جیسے جیسے وہ آثار مقدسہ میں سے عبارات کو ہر روز پڑھنے اور غور وفکر کرنے کی عادت اپناتے ہیں تعلیمات مقدسہ ان کے خیالات اور اعمال کو تشکیل دیتے ہیں۔

درجِ ذیل بیانات کے دو سیٹ دیئے گئے ہیں۔ پہلے سیٹ کے بیانات ایسے خواہشکو بیان کرتے ہیں جو اگرچہ ناپسندیدہ ہیں لیکن غیر معمولی نہیں ہیں۔ جبکہ دوسرے سیٹ میں وہ مطلوبہ اہداف ہیں جنہیں حاصل کرنا ہے۔ خدمت کی راہ پر چلتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک اِن اہداف کی جانب بڑھ رہا ہے۔ دائیں سمت والے سیٹ کے ہر بیان سے ایک تیر کا نشان کھینچ کر اسے بائیں جانب والے سیٹ کے ایک ایسے بیان کی طرف لے جائیں جس مطلوبہ ہدف کی جانب ہم نے جانا ہے یعنی تیر کا رخ کو دائیں جانب والے سیٹ سے مطلوبہ ہدف کی جانب ہماری حرکت کو نمایاں کرے۔

دنیا کے بارے میں ہمارے نظریات عبوری خیالات کے ذریعہ تشکیل پاتے ہیں۔	فیصلے امراللہ کی تعلیمات کی روشنی میں لئے جاتے ہیں۔
ہمیں اچھا اور برا، صحیح اور غلط کے درمیان فرق کرنا مشکل ہے۔ ہر چیز نسبتی معلوم ہوتی ہے۔	انفرادی ضروریات اور خواہشات ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہیں جو اجتماعی بہبود کے لیے سازگار ہیں۔
آزادی کا ہمارا قیاس ہمیں ہر اُس چیز سے ہوشیار کرتا ہے جو ہمارے کہنے اور کرنے پر پابندی لگائے۔	ایمان کا معیار الفاظ اور اعمال کی قدر کی مسلسل ناپنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
مکمل طور پر وقتی جذبات کے تحت ہمارے فیصلے کئے جاتے ہیں۔	ایک مناسب فریم ورک حضرت بہاءاللہ کے ظہور سے متاثر ہوکر بنایا جاتا ہے جس کے اندر دنیا کو دیکھا جاتا ہے۔
ایسے پیغامات کا مقابلہ کرنا مشکل ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ ہم اپنی خواہش کی پیروی کریں چاہے نتائج کچھ بھی ہو۔	یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ حقیقی آزادی اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے سپرد کر کے حاصل کی جاتی ہے۔
ہمارے اپنے مفاد کو پوری فلاح وبہبودی پر فوقیت حاصل ہے۔	کسی کے خواہشات میں مشغول ہونے کے نتائج کی آگاہی جیسا کہ اُن طریقوں سے کام کرنا جو انسان کے وقار کے مطابق ہو۔

کتاب نمبر ا کے دوسرے یونٹ کا مقصد دعا کی اہمیت کو پرورش دینا اور سمجھنا، افراد کو باقاعدگی سے دعائیں پڑھنے کی عادت اپنانے میں مدد فراہم کرنا ہے۔ خدمت کی راہ پر چلتے وقت، آپ نے بیشک اپنی زندگی میں اس عادت کو قوی کیا ہوگا اور اپنے گاؤں یا محلے کے رہائشیوں کے ساتھ دعاؤں کے باٹنے کے مواقع استعمال کیے ہونگے اور اپنے سماج کے فداکارانہ کردار کو مضبوط کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی ہوگی۔ اس مرحلے پر آپ کے لیے موزوں ہوگا کہ آپ درج ذیل کتاب نمبر ا کے حصّہ "ٹیوٹر کے لیے چند خیالات کے " سے بیان پڑھیں اور ان خیالات کے ساتھ جو یہ ذہن میں اُبھارتے ہیں، اس یونٹ کا جائزہ لیں۔

"اس کتاب کے دوسرے یونٹ کا تعلق ہے پہلے کی طرح روحانی زندگی کی ضروری عادت سے ہے یعنی باقاعدگی سے دعا و مناجات کرنا۔ اس کے ابتدائی حصّہ میں "خدمت کی راہ" کے تصور کو واضح کیا گیا اور یہ تجویز دی جاتی ہے اس راہ پر چلنے کے لیے ہمیں ایک دوہرے مقصد سے بھرپور ہونا چاہیے۔ شرکاء اقتباسات کے ایک ابتدائی سیٹ کی جانچ کرتے ہیں جو اس نقصد کی نوعیت کے بارے میں بصیرت پیش کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جو آئندہ کورسوں میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

اس موضوع کے پس منظر میں یہ یونٹ دعا مناجات کی اہمیت کی کھوج کرتا ہے۔ اس میں طرز وہی اپنایا گیا ہے جس میں اس سے پہلے کے کئی پیراگرافبیان کیے گئے تھے۔ سوالات اور مشقیں اس طرح تیار کی گئی ہیں تاکہ زیر مطالعہ تحریروں سے اقتباسات کے معنی کی تفہیم کو بڑھا سکیں۔ جیسے جیسے گروپ یونٹ سے گزرتا ہے ٹیوٹر کو ماضی کی تفاسیر اور طریقہ کار سے جڑ پکڑے ہوئے تصورات کا تجزیہ کرتے ہوئے شکوک وشبہات کو دور کرنے کی ضرورت پڑسکتی ہے۔ کچھ روایات میں رسم ورواج اور وضع نے بتدریج باطنی کیفیت کی اہمیت کو سایہ فگن کردیا ہے اور بہت سارے لوگ دعا و مناجات کی اہمیت کو نظرانداز کرتے ہیں جو کہ انسانی روح کے لئے جسم کی پرورش کرنے والی غذا کی اہمیت سے کم تر اہم نہیں۔

سب سے بڑھ کر پھر یہ یونٹ شرکاء میں "خدا سے ہم کلام ہونے" اور اس کا قرب حاصل کرنے کی گہری خواہش بیدار کرتا ہے۔ پیش کردہ نظریات میں حالتِ دعا میں داخل ہونا، ایسا کرتے ہوئے قلوب اور ذہنوں کی کیفیت اور حالات جو ہمارے اردگرد کے ماحول میں شرکاء سے دعا اور عقیدت کے لیے ایک اجتماع کی میزبانی پر غور کرنے کو کہا جاتا ہے۔"

ا۔ یونٹ کے پہلے دوحصّے دعا مناجات، ذاتی ترقی اور معاشرے کی اصلاح میں حصّہ ڈالنے کی کوششوں کے درمیان کیا تعلق قائم کرتے ہیں؟

۲۔ یونٹ شرکاء کو دعا مناجات کی نوعیت کو سمجھنے میں کن تصورات کی مدد کرتا ہے؟

۳۔ آپ کے معاشرے میں دعا مناجات کے بارے میں کون سی غلط فہمیاں ہیں جنہیں یونٹ کے مطالعہ سے دور کرنے میں مدد ملتی ہے؟

۴۔ حضرت عبدالبہاء کا فرمان ہے کہ 'انسان کو دعا کی حالت میں زندگی بسر کرنا چاہیے'۔ اس یونٹ میں اُن عبارات کی شناخت کریں جن کے بارے میں آپ محسوس کرتے ہیں کہ اس حالت کو حاصل کرنے کے لیے شرکاء کی کوششوں میں آپ سب سے زیادہ بڑھ کر حصّہ ڈال سکتے ہیں۔

۵۔ امید ہے کہ یونٹ کے مکمل ہونے کے بعد شرکاء اپنے سماج کے فداکارانہ کردار کو بڑھانے کے لیے بھرپور کوشش کریں گے۔ مثال کے طور پر گھر گھر جا کر گھرانوں کے افراد کے ساتھ دعاؤں کا بانٹنا، اپنے گاؤں یا محلے میں دعائیہ جلسات کی حمایت کرنے اور آخر کار خود بھی ایک جلسے کی میزبانی کرنا۔ اس طرح، یونٹ میں شرکاء فوری طور پر جان جاتے ہیں کہ وہ حاصل کردہ علم کو نہ صرف اپنی بلکہ سماجی زندگی پر لاگو کریں۔ یہ، چھوٹے چھوٹے اقدامات کے ایک سلسلے کے ذریعے جو بعد میں بڑے اقدام کے لیے بنیاد فراہم کرے گا۔ تعلیمی پروسس کے آغاز میں شرکاء کی مدد کرنے کی اہمیت کے بارے میں سوچنے کے لیے، اس بات پر غور کریں کہ آپ کے گاؤں یا محلہ میں کیا ہو رہا ہے۔

الف۔ کسی کے ساتھ دعا کو بانٹنا، جو کہ بظاہر سادہ نظر آتا ہے، شرکاء کے لیے ہمیشہ آسان نہیں ہوتا۔ آپ کے گاؤں یا محلہ میں دوستوں اور گھرانوں کے ساتھ دعاؤں کا بانٹنے، جوانوں اور بالغوں کے ساتھ، اُن کے معنوں پر غور کرنے سے کیا سیکھا جا رہا ہے؟

ب۔ یہ بظاہر آسان قدم، جیسا کہ ایک سماج میں زیادہ سے زیادہ افراد کے ذریعے لیا جاتا ہے، ایسی جگہوں کی تخلیق کا باعث بنتا ہے جہاں بڑھتی ہوئی تعداد عبادت اور مسرور کُن روح پور گفتگوئیں کے لیے جمع ہوتے ہیں۔

ج۔ آپ کے گاؤں یا محلے میں کتاب نمبر ایک کے شرکاء کی، افراد اور گھرانوں کے ساتھ دعاؤں کے بانٹنے میں مدد کی کیسے کوششیں ہو رہی ہیں؟

د۔ آپ اپنے سماج کی عقیدت مندانہ کردار کو کیسے بیان کریں گے؟

حصہ

حصہ 18

اب ہم اپنی توجہ کتاب نمبر ا کے تیسرے یونٹ کی طرف کریں گے۔ "ٹیوٹر کے لیے چند خیالات" کے نیچے دیئے گئے ہر ایک انتخاب کو پڑھیں اور ان مشقوں کو انجام دیں۔

"اس کتاب کے تیسرے یونٹ "زندگی اور موت" کا مطالعہ سے یہ امید کی جاتی ہے کہ خدمت کے راستے پر چلنے کے عزم اور اس کے مزید گہرے معنی کے ساتھ وقف کرنے کو تقویت دے گا۔ زندگی کے مکمل سیاق و سباق میں خدمت کو اس دنیا میں بہتر طور پر سمجھا جاتا ہے جو ہماری زمینی وجود سے آگے بڑھتا ہے اور ہمیشہ جاری رہتا ہے جس طرح ہماری روحیں خدا کی دنیاوں میں ترقی کرتی رہتی ہیں۔ تعلیم کے ایک عمل میں تکنیکی تربیت کے برخلاف شرکاء کو چاہیے کہ جو وہ کر رہے ہیں اس کے معنی اور اہمیت کے بارے میں شعور کو بڑھاتے رہیں۔ اگر صرف اسی طرح شعور

بڑھتا ہے، تجربہ بتاتا ہے کہ وہ خود کو اپنی سیکھلائی کے ذمہ دار "کارکن" کے طور پر دیکھیں گے۔"

۱۔ یہ آگاہی کہ روح کی زندگی اس جسمانی ارض سے آگے جاری رہتی ہے خدمت کے راستے پر چلنے کے ہمارے عزم کو مضبوط کرتی ہے اور جو کچھ کرتے ہیں گہرے معنی کے ساتھ اس کی تائید کرتی ہے۔ مندرجہ ذیل بیانات کو پڑھیں جو اس خیال کو وسعت دیتے ہیں اور پھر کچھ اور لکھیں۔

___ یہ علم کہ زندگی اس دنیا کی تبدیلیوں اور امکانات پر مشتمل نہیں ہے ہمیں اپنی خدمت کی راہ کی کوششوں میں باوجود دشواریوں کے ثابت قدم رہنے میں مدد دیتا ہے۔

___ یہ یاد رکھنا کہ زمین پر زندگی خدا کی طرف ہمارے ابدی سفر کا ایک مرحلہ ہے، ہمیں اُن روحانی صفات پر توجہ مرکوز رکھنے میں مدد دیتا ہے جو ہمیں اس کے قریب کرتی ہیں اور عالم انسان کو اس کی منزلِ مقصود کی طرف آگے بڑھنے کے لیے خود کو وقف کر دیتی ہیں۔

یونٹ کے ہر حصّے کا آغاز بہائی تحریروں سے لیے گئے ایک سے تین اقتباسات سے ہوتا ہے جس کے بعد مشقیں ہیں۔ اس یونٹ کے اقتباسات کی زبان پچھلے دو کے بنسبت زیادہ توجہ طلب ہیں۔ بلاشبہ گروپ کو مشکل الفاظ پر غور وخوض کی ضرورت نہیں۔ ٹیوٹر یہ یقینی بنانا چاہے گا کہ تمام شرکاء نے ہر حصّہ کے مرکزی خیال کو سمجھ لیا ہے جو کہ مشقیں واضح کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

موضوع کی نوعیت کے مدِ نظر ٹھوس مثالوں پر مشتمل مشقیں تعداد میں کم اور وقفوں سے موجود ہیں۔ زیادہ تر مشقیں نظریاتی سطح پر کام کرتی ہیں۔ غور طلب یہ ہے کہ مشقوں سے پیدا ہونے والے کچھ سوالات کا فوری یا بہت واضح جواب نہیں دیا جا سکتا۔ وہ اس موضوع کے بارے میں شعور اجاگر کرنے کے لیے متعارف کروائے گئے ہیں۔ اگر شرکاء اس طرح کے سوالات کے بارے میں صرف سوچتے ہی ہیں تو سیکھنے کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

۲۔ یونٹ کے حصّوں کا دوبارہ جائزہ لیں۔ دی گئی جگہ میں اُن چند مرکزی خیالات کو لکھیں جو وہ متعارف کراتے ہیں۔

۳۔ یونٹ میں چند مشقوں کی نشاندہی کریں جو ایسے سوالات اُٹھاتے جن کے واضح جوابات فراہم نہیں کرتے۔ دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

حصّہ ۲ کی پہلی مشق: "انسانی روح کب وجود میں آتی ہے؟"

حصّہ ۵ کی تیسری مشق: " کیا آپ جسمانی آلات کے بغیر روح کے اثر اور عمل کی مثالیں دے سکتے ہیں؟"

مندرجہ بالا قسم کے سوالات پر طویل بحث سے گریز کیوں ضروری ہے جو صرف آ گاہی کے لیے پیش کیے جاتے ہیں؟

" پہلے کئی حصّے روح اور جسم کے درمیان تعلق پر مرکوز ہیں جو ایک ساتھ اس سرزمین پر انسانی وجود کو تشکیل دیتے ہیں۔ ان حصّوں میں پیش کردہ مرکزی خیال یہ ہے کہ روح جسمانی وجود نہیں ہے۔ جسم کے ساتھ اس کا تعلق آئینے میں ظاہر ہونے والی روشنی کی طرح ہے۔ نہ ہی اس کی سطح پر جمی دھول اور نہ ہی آئینے

کی حتمی تباہی خود روشنی کی چمک دمک کو متاثر کرسکتی ہے۔موت صرف حالت کی تبدیلی ہے جب جسم اور روح کے درمیان تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔اس کے بعد روح ابد تک اپنے خالق کی طرف ترقی کرتی رہتی ہے۔

اس کے بعد یونٹ زندگی کے مقصد---- خدا کو جاننا اور اُس کا قُرب حاصل کرنا---- کے سوال کی طرف آتا ہے۔ یہاں گفتگو دو وسیع موضوعات کے گرد گھومتی ہے۔ پہلا اس دنیا میں ہماری زندگی کا مقصد اور موت کے بعد روح کا سفر ہے۔روح خدا کی ایک نشانی ہے اور یہ اس کے تمام اسماء وصفات کو ظاہر کرسکتی ہے۔البتہ انسان کے اندر صلاحیت چھپی ہوئی ہوتی ہیں اور انہیں مظہرِ ظہور الٰہی جو ایسی مقدس ہستیاں ہیں جو وقتاً فوقتاً انسانیت کی رہنمائی کے لیے آتی ہیں کی مدد سے ہی ترقی دی جاسکتی ہے۔وہ جو روحانی تعلیم فراہم کرتے ہیں اس کے ذریعے ہمارے اندر چھُپے ہوئے خزانوں کا انکشاف کیا جاسکتا ہے۔

جہاں تک موت کے بعد روح کے سفر کا تعلق ہے شرکاء کے غور کرنے کے لیے خیالات کا سلسلہ مرتب کیا گیا ہے۔ یہ کہ جو خدا کے وفادار ہیں حقیقی خوشیاں حاصل کریں گے۔ یہ کہ ہم میں سے کوئی بھی کبھی بھی اپنے انجام کو نہیں جان سکتا لہٰذا ہمیں ایک دوسرے کو درگزر کردینا اور خود کو دوسروں سے برتر محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ یہ کہ جس طرح اس دنیا میں اگلی دنیا میں بھی روح مسلسل ترقی کرتی رہے گی اور ہم نے جو روحانی استعداد یہاں حاصل کی ہیں وہ وہاں مدد کریں گی۔ یہ کہ ہم اپنے پیاروں کو اگلی دنیا میں پہچان لیں گے، اپنی زندگیوں کو اُس دنیا میں یاد رکھیں گے اور پاک اور مقدس ارواح کی صحبت کا لطف اُٹھائیں گے۔"

۴۔ مندرجہ بالا تین پیراگراف ان اہم خیالات کا خاکہ پیش کرتے ہیں جو آپ نے پہلے ہی یونٹ کے جائزے میں نوٹ کیے ہیں۔ یہ خیالات روحانی حقائق کی نمائندگی کرتے ہیں اور ٹیوٹر کو چاہیے کہ یہ بات یقینی بنائے کی شرکاء غیر ضروری اندازے لگا کر اپنی سوچ میں الجھ نہ جائیں۔ اِس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے درج ذیل سیٹ کو دیکھیں۔ ہر ایک کے لیے فیصلہ کریں کہ اگر شرکاء زیرِ گفتگو مفہوم کے بارے میں وضاحت حاصل کرنی چاہیں تو ٹیوٹر کو کیا کرنا چاہیے۔اپنے انتخاب کی محض نشاندہی سے مطمئن نہ ہورہیں، جو کہ ظاہر ہے کہ ہوسکتا ہے، لیکن اپنے استدلال کے بارے میں کچھ خیالات لکھیں۔

___ گفتگو میں مرنے کے بعد کی زندگی کے بارے میں کچھ اور خیالات لائیں جو ثقافت میں موجود ہیں جو اکثر قیاس آرائیوں کے موضوع ہوتے ہیں۔

___ موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں دیگر خیالات سے دور رہیں جو ثقافت میں موجود ہیں جو اکثر قیاس آرائیوں کا موضوع ہوتے ہیں۔

___ ایک شریک کے ایسے سوال کو مسترد کرنا جو جس کا تعلق ایک مغالطہ سے ہے جیسے تناسخ۔

___ طویل بحث سے بچتے ہوئے ایک شریک کے ایسے سوال کی وضاحت کرنا جو کہ ایک مغالطہ سے متعلق ہے، جیسے کہ تناسخ۔

___ بہت سے متعلقہ مضامین، قانونی اور طبی دونوں میں تلاش کر کے اُس وقت کے بارے میں ایک سوال کا جواب دینا جو روح کی زندگی کے آغاز کی نشاندہی کرتا ہے۔

___ شرکاء کو صرف تعلیمات سے متعلقہ اقتباس کی طرف رجوع کرانا اُس وقت کے بارے میں سوال کے جواب جو روح کی زندگی کے آغاز کی نشاندہی کرتا ہے۔

آخر میں، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، یونٹ کا آخری حصّہ شرکاء کو دوسرے یونٹ میں متعارف کرائے گئے دوہرے اخلاقی مقصد کے مفہوم کی یاد دلاتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ وہ اُن بصیرت کی روشنی میں جو انہوں نے روح کی ترقی میں حاصل کی اس مقصد کے دو پہلوؤں میں شرکت کی اہمیت پر غور کریں۔ اُن کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنی گفتگو میں درج ذیل موضوعات کو شامل کریں:

۱۔ روحانی صفات کو ترقی دینا۔

۲۔ احکامِ الٰہی کی اطاعت کرنا۔

۳۔ نوعِ انسانی کی فلاح و بہبود میں حصّہ ڈالنا۔

۴۔ خدمت کی راہ پر بڑھتے رہنا۔

ایک ٹیوٹر کے لیے یہ یقینی بنانا کیوں ضروری ہے کہ شرکاء مذکورہ موضوعات پر بھرپور گفتگو کریں۔

حصہ 19

ہم نے مشاہدہ کرلیا ہے کہ پہلی کتاب ہمیں کس طرح اس جملے میں ''میں خدمت کی راہ پر چلتا ہوں'' میں لفظ ''میں'' کی اہمیت پر فکرو تدبر کرنے کی ہمیں کیسے دعوت دیتی ہے۔ اگر چہ یہ بڑی حد تک شناخت کے مسئلے سے نمٹتا ہے، لیکن اسے، جیسا کہ ہم نے گفتگو کی ہے، ان لوگوں کی طرف سے کچھ سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے جو اس کا مطالعہ کریں۔ خاص طور پر، اُن کے سماج میں گھر کے افراد کے ساتھ دعا و مناجات کا بانٹنا۔ کتاب نمبر ۲، خدمت میں قیام، کا مقصد اس راستے پر اگلے چند قدم اُٹھانے میں ان کی مدد کرنا اور ان کی خدمت کرنے کی صلاحیت کو مزید ترقی دینا ہے۔

کتاب نمبر ۲ کے تعارفی کلمات "ٹیوٹر کے چند خیالات"، اُن صلاحیتوں پر اور اس کے تینوں یونٹ میں سے ہر ایک کے مقاصد پر بات کرتے ہیں جن پر یہ توجہ دینا چاہتا ہے۔ اگر چہ آپ کورس کے ذریعے کسی گروپ کی رہنمائی کرنے کی تیاری کے لیے اس تعارف کا بغور مطالعہ کرنا چاہیں گے لیکن یہاں ہمارے مقاصد کے لیے آپ کو مندرجہ ذیل پیرا گراف پڑھنے کی ترغیب دی جاتی ہے جو کتاب کے مجموعی مقصد اور اس کی ساخت کو بیان کرتا ہے:

" روحی انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے پیش کردہ کورسوں کے بنیادی سلسلے کی یہ دوسری کتاب ان صلاحیتوں سے متعلق ہے جو ہمیں بامعنی اور روح پرور گفتگو میں اعانت کرنے کے قابل بناتی ہیں۔ خدمت کا وہ مخصوص عمل جس پر یہ کتاب مرکوز ہے اسے تیسرے یونٹ میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک ایسی دنیا میں جہاں طاقتور قوتیں سماجی بندھنوں کو توڑ رہی ہیں، دوستوں اور پڑوسیوں کے گھروں میں ملاقاتوں کا عمل جن میں معاشرتی زندگی کے مرکزی موضوعات کی کھوج لگائی جاتی ہے اگر ثقافت کی نمایاں خصوصیت بن جائے تو بڑھتی ہوئی تنہائی کے باعث پیدا ہوئی کچھ بیماریوں کا علاج ہوسکتا ہے۔ یونٹ تجویز کرتا ہے کہ اس طرح سے بننے والے رفاقت کے بندھن متحرک اور ہم آہنگ سماج کی تعمیر کے عمل کو تقویت بخشتے ہیں۔

کسی محلہ یا گاؤں میں گھریلو ملاقاتوں کا ایک پائیدار پروگرام ایک حد تک تنظیم کا مطالبہ کرتا ہے جس میں مخلص اور ذمہ دار دوستوں کے ایک مرکزہ کی شمولیت ہوتی ہے جسے مطلوبہ انتظامی اداروں اور ایجنسیوں کی حمایت حاصل ہوتی ہے۔ کتاب کے مطالعہ میں کسی گروپ کی رہنمائی کرتے ہوئے ٹیوٹر کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ شرکاء کو تیار کیا جا رہا ہے کہ وہ اس طرح کی جاری کاوشوں میں شامل ہوں۔ ان کے مطالعہ کے عملی جزو کے طور پر ان کے لیے جن ملاقاتوں کا اہتمام کیا جائے گا انہیں کئی سالوں تک اس کوشش میں حصّہ لینے کے عزم کا باعث بننا چاہیے۔ یہی عزم خدمت کی زندگی کا ایک اہم پہلو ہے۔

روحانی اور سماجی اہمیت کے موضوعات کی کھوج کے واضح مقصد کے لیے گھریلو ملاقاتوں کا عمل واضح طور پر کسی سماج کی ثقافت کو مالا مال کرتا ہے۔ اس حوالے سے اتنی ہی اہم وہ کئی غیر رسمی گفتگوئیں ہیں جو گھر، سکول، کام کی جگہ اور مارکیٹ میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ صلاحیت بھی خاص توجہ کی مستحق ہے کہ روحانی اصولوں کو روزمرہ کی گفتگو میں وقتاً فوقتاً متعارف کروایا جائے۔ دوسرے یونٹ میں اس صلاحیت کی ترقی پر توجہ مرکوز کی گئی ہے اور اس طرح تیسرے یونٹ میں کئے جانے والے مطالعہ کی لازمی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ دوستوں اور ہمسائیوں کے ساتھ ہماری مسرور کُن اور روح پرور ہوں تو ہمیں ان کے ساتھ اپنے روابط کو پُر مسرت بنانے کے قابل ہونا چاہیے۔ پہلے یونٹ "تبلیغ کی خوشی" میں اسی موضوع کو مخاطب کیا گیا ہے۔ روحی انسٹی ٹیوٹ کی تجویز کردہ خدمت کی تمام سرگرمیوں میں دراصل دوسروں کے ساتھ ملکوتی حکمت کے وہ موتی بانٹنا ہے جو ہم حضرت بہاءاللہ کے ظہور کے سمندر سے دریافت کرتے ہیں۔ پہلے یونٹ کے مطالعہ کا مقصد اس حقیقت کی آ گاہی کو اُجاگر کرنا ہے کہ یہ عمل بذاتِ خود خوشی کا باعث ہے۔ کئی حصّوں میں شرکاء کو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کلام اِلٰہی پر اور اسے دوسروں کے ساتھ شئیر کرنے کی عظیم برکات کے بارے میں تفکّر کریں۔ یونٹ تجویز کرتا ہے کہ اس عمل سے خوشی پیدا ہوتی ہے وہ خدمت کی راہ پر چلتے ہوئے ہمارے قدم کو تیز کر دیتی ہے۔"

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ دوسرے یونٹ "مسرور کُن اور روح پرور گفتگوئیں" کا تعلق کچھ علم، ہنر اور عادات سے ہے جو مختلف سماجی مقامات پر بامعنی گفتگو میں شامل ہونے کے لیے ضروری ہیں۔ شرکاء سے حضرت عبدالبہاء کے مختصر متعدد بیانات پر مبنی امراللہ کے مختلف اصول کے مطالعہ کے لیے کہا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے وہ آپ کی وضاحتوں کو حاصل کرنا سیکھتے ہیں اور اس طرح وہ حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات کی اہمیت اور مضمرات کو بہتر طور پر سمجھنے اور انہیں دوسروں کے ساتھ بانٹنے کی کوششوں میں حوصلہ افزائی پاتے ہیں۔ درج ذیل سرگرمیاں کس طرح شرکاء میں بامعنی، مسرور کُن اور روحُ پرور گفتگو کو شروع کرنے اور برقرار رکھنے کی صلاحیت کو تقویت دیتی ہیں۔

الف۔ ہر ایک بیان میں نظریات کی ترتیب کی نشاندہی کرنا اور پھر گروپ میں باری باری سے انہیں ایک دوسرے کو سناتے رہنا جب تک وہ آسانی سے ان کے اظہار نہ سیکھ لیں۔

____

____

____

____

____

____

____

ب۔ اپنے دوستوں، خاندان کے افراد اور جاننے والوں کے ساتھ بات چیت کے دوران اُن موضوعات کی نشاندہی کرنا جو اُن کے ذہن میں آتے ہیں، ایسے موضوعات کو بیانات پیش کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

____

____

____

ج۔ کتاب کے مطالعہ کے دوران ایک یا ایک سے زیادہ بیانات کا چننا اوراُن میں موجودنظریات پر چند دوستوں یا گھرانوں کے افراد کے ساتھ گفتگو کی کوشش کرنا۔

اب آپ اس گروپ کوجس کے ساتھ آپ مطالعہ کررہے ہیں اُن چندروحانی اصول جن سے آپ کتاب نمبر ۲ میں متعارف ہو چکے ہیں جنہیں آپ فطری انداز میں گفتگو میں شامل کرنے کے قابل تھےانہیں پیش کرنا چاہیں گے۔

جہاں تک تیسرے یونٹ کاتعلق ہے یہ کتاب نمبر ۲ میں بیان کردہ خدمت کےعمل پرتوجہ مرکوز کرتا ہےیعنی سماج کی زندگی کے لیے اہم موضوعات پر گفتگو کرنے کے لیے دوستوں اور پڑوسیوں سے ملاقاتیں کرنا۔تین قسم کی گفتگو کے مواد کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔آپ کتاب کے مطالعہ سے جانتے ہیں کہ اس یونٹ کا زیادہ حصّہ پہلی قسم کودیا گیا ہے۔یہ موضوعات کے ایک سلسلے کی وضاحت کرتا ہے جوکہ گھریلو ملاقاتوں کے ایک منظم پروگرام کے حصّہ کےطور پر گھر کے افراد کےساتھ بات چیت کی جاسکتی ہےجس کا بنیادی مقصد امراللہ کے بارے میں ان کےعلم کو گہرا کرنے میں مدد کرنا ہے۔دوسری قسم کی گفتگو کا مواد دنیا بھر میں بچوں اورنوجوانوں کے والدین کے ساتھ باقاعدہ ملاقاتیں،جوان کی روحانی تعلیم کے لیےکلاسوں اوران کے روحانی بااختیار بنانے کے پروگرام کوجواب دیتا ہےیعنی یہ ایک عمل ہے جواب سماج سازی کی کوششوں کا لازمی حصّہ بن چکا ہے۔آخر میں یہ یونٹ چندنظریات کا خاکہ پیش کرتا ہےجنہیں جوانوں کے ساتھ گفتگو میں شامل کیا جاسکتا ہے تاکہ ان کے خدمت کے راستے تلاش کرنے کی خواہش کو پورا کیا جاسکے۔ایسی گفتگو جوانوں کوانسٹی ٹیوٹ کورسوں میں شامل ہونے کی طرف لےجاتی ہیں تاکہ مطلوبہ صلاحیتیں پیدا کی جاسکیں۔اپنے گروپ کے دیگرارکان کے ساتھ درج ذیل سوالات پرتبادلہ خیال کریں۔

الف۔ کتاب نمبر ۲ کا مطالعہ کرنے والوں میں سے بہت سے جب وہ کتاب نمبر ۳اور ۵ کا مطالعہ کرتے ہیں تو بچوں اورنوجوانوں کے لیے تعلیمی پروگراموں کےنقطہ نظراور بنیادی تصورات کے بارے میں اپنی سمجھ کومزید گہرا کریں گےاوران میں سے کچھ ان مخصوص خدمات کوانجام دینے کا انتخاب کریں گے۔کتاب نمبر ۲ کے مطالعہ کے آغاز سے ہی ان پروگراموں کی اہمیت کے بارے میں آگاہ ہونا ہےاوراس میں تجویز کردہ طریقے کے مطابق اساتذہ اوراینی میٹر کی معیت میں والدین کے ساتھ گفتگو کرنا،شرکاء کے قدم خدمت کے راستے پر کیسے تیز کرتے ہیں؟

ب۔ الہیندرا اور بیٹرس دو جوان جو اپنے سماج کی خدمت کرنے کے خواہشمند ہیں، کے درمیان ہونے والی گفتگو کے مواد کو سیکھنا، خدمت کی راہ پر گامزن ہونے میں کیسے مددگار ثابت ہوتا ہے؟

ج۔ گھریلو ملاقاتیں کرنا اور ان کے ساتھ بامعنی اور مسرور کُن اور روح پرور گفتگو میں مشغول ہونے کی مشق کسی محلے یا گاؤں کی ثقافت کا حصّہ بن جاتی ہے تو سماج کی روحانی اور معاشرتی ساخت مضبوط ہو جاتی ہے۔ گھروں کے افراد کے ساتھ اہم روحانی موضوعات کو باٹنے کا طریقہ سیکھنا جو کہ تیسرے یونٹ میں متعارف کروائے گئے موضوعات سے شروع کرتے ہوئے کیا جاتا ہے، خدمت کے راستے پر چلنے والوں کی سماج سازی کے عمل میں حصّہ ڈالنے کی صلاحیت کو کیسے بڑھاتا ہے؟

جب روحی انسٹی ٹیوٹ نے پہلی بار اس مواد کو پیش کرنا شروع کیا جو اب تیسرا یونٹ ہے تو اس نے محسوس کیا کہ ایسے احباب کم ہی ہیں جو ثابت قدمی کے ساتھ دوستوں کے گھروں پر جاتے ہیں جبکہ دوسرے جلد ہی جانا چھوڑ دیتے ہیں۔ فرق اس حقیقت میں نظر آتا ہے کہ جو ثابت قدم رہے انہوں نے تبلیغی عمل کی خوشی کو پالیا ہے۔ اور وہ فوری نتیجے کے منتظر نہیں ہوتے۔ دوسری کتاب کا پہلا یونٹ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ یہ درج ذیل خیالات کے سلسلے کی پیروی کرتا ہے۔ ان خیالات کو پڑھیں اور ان پر کسی اسٹڈی سرکل کے ٹیوٹر کی حیثیت سے کی جانے والی اپنی کوششوں کے بارے میں غور کریں۔ پھر ایک پیراگراف میں اپنے خیالات کا اظہار کریں کہ کس طرح خدمت کی یہ سرگرمی آپ کے لئے ایک متواتر خوشی کا سرچشمہ ہوگی۔

* حضرت بہاءاللہ پر نازل ہونے والی وحی (کلام الہیٰ) کو ایک سمندر سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جس کی گہرائی میں ملکوتی ہدایت کے موتی بکھرے ہوئے ہیں۔ جب ہم حضرت بہاءاللہ کے ظہور میں موجود حکمت کے موتیوں کو دریافت کرتے ہیں اور انہیں دوسروں کے ساتھ بانٹتے ہیں تو ہمارے دل خوشی سے بھر جاتے ہیں۔

* ہمیں حضرت بہاءاللہ کے وحی کے سمندر کے فوائد اتنے ہی ملتے ہیں جتنی ہم محنت کرتے ہیں۔

* حضرت بہاءاللہ کی وحی کا سمندر حیرت انگیز طور پر ہمارے بہت قریب ہے۔ اگر ہم چاہیں تو پلک جھپکتے ہی ان کے کناروں تک پہنچ سکتے ہیں۔

* حضرت بہاء اللہ کے عرفان کا فیض حاصل کرنے کے بعد، ہم آپ کے ظہور کے سمندر سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور اس کی ملکوتی ہدایت کے موتیوں کو فراخ دلی اور بے لوثی سے دوسروں کے ساتھ بانٹتے ہیں۔

* جب ہم خدمت کے راستے پر آگے بڑھتے ہیں تو خدا کا کلام ایک مسلسل تشویق کا ذریعہ ہے۔ہم کلامِ الٰہی دوسروں کے ساتھ بانٹتے ہیں کیونکہ یہ انسانی دل پر ایک خاص طاقت اور اثر رکھتا ہے۔

* ہم اپنی روزمرہ زندگی میں وہ سرگرمیاں جو دوسروں کو حضرت بہاء اللہ کے ظہور کے سمندر میں چھپے ہوئے موتیوں کو دریافت کرنے میں مدد دینے سے متعلق ہوتی ہیں، خاص برکات سے نوازی جاتی ہیں۔

* خدمت سے حاصل ہونے والی خوشی خود عمل میں مضمر ہے۔اگر ہم نتائج سے بہت زیادہ وابستہ ہو جائیں یا تعریف یا تنقید سے متاثر ہوں تو ہم خوشی کھو دیتے ہیں۔خوشی سے بھرپور خدمت کے لئے انقطاع ضروری ہے۔

* ہمیں کوشش کرنے اور قربانیاں دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔البتہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ قربانی کا مطلب یہ ہے کہ ہم اعلیٰ چیزوں کے لئے ادنیٰ چیزوں کو ترک کر دیں۔جب ہم ایسا کرتے ہیں، ہم روحانی خوشی حاصل کرتے ہیں اور روحانی ترقی کو بڑھاتے ہیں۔

* ہمیں خدمت کے راستے پر ہر کام کے لیے مطلوبہ کوشش کی شدت اور معیار دونوں پر توجہ دینی چاہیے۔

* مثبت نظری اور شکر گزاری دو رویے ہیں جو خدمت کی راہ میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

اب درج بالا دریافتوں کی روشنی میں، کتاب نمبر ۲ کے تعارفی کلمات سے درج ذیل اقتباس پڑھیں:

" یہ یادرکھنا چاہیے کہ کتابوں کے اس سلسلے میں بیان کردہ خدمت کے اعمال اگرچہ سماج کی بڑھوتری اور ترقی کے لیے مرکزی ہیں، البتہ سب سے بڑھ کر یہ ایک ایسے پراسس کے عناصر ہیں جو مطالعہ اور عمل کے ذریعہ انفرادی صلاحیت کو بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر ٹیوٹر کو سمجھنا چاہیے کہ یہ اعمال ایک دوسرے پر تعمیر ہوتے ہیں اور ہر کتاب میں پیچیدگی کے لحاظ سے بڑھتے جاتے ہیں۔ خدمت کے ہر عمل کو مؤثر طریقے سے انجام دینا سیکھنا آگے آنے والے اعمال کی مطلوبہ صلاحیت کے لیے اشد ضروری ہے۔ ایک جاری گفتگو کو برقرار رکھنا جو کسی گھر میں متعدد ملاقاتوں کے دوران کی جائے جیسا کہ اس کتاب میں تجویز کیا گیا ہے، اُس سرگرمی سے واضح طور پر زیادہ توجہ طلب ہے جو کتاب نمبر ا میں تشویق کی گئی ہے یعنی ایک باقاعدہ دعائیہ جلسے کی میزبانی، خواہ اپنے گھر پر ہو یا چند دیگر دوستوں کی شراکت سے ہو۔ اور یہ آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے کہ آنے والے مزید پیچیدہ اقدامات کو کرنے کے لیے یہ لازمی ہوگا کہ شرکاء یہاں مخاطب کی گئی صلاحیتوں کو اپنے اندر ترقی دیں۔"

اپنے گروپ میں اس بات پر گفتگو کریں کہ کتاب نمبر ۲ میں مخاطب صلاحیتیں جو ہمیں بامعنی اور مسرور کُن وروح پرور گفتگو میں حصّہ لینے کے قابل بناتی ہیں وہ کتاب نمبر ا کے مطالعے اور اس سے پیدا ہونے والی سرگرمیوں، خاص طور پر دوسروں کے ساتھ دعا کا بانٹنے کے عمل سے شرکاء کو حاصل ہونے والے علم اور صلاحیتوں پر کیسے تعمیر ہوتی ہیں؟

حصہ 20

خدمت کی اگلی سرگرمی جسے انسٹی ٹیوٹ نے متعارف کروایا ہے وہ بچوں کی روحانی تعلیم وتربیت ہے۔ تیسری کتاب ''بچوں کی کلاسیں--- گریڈ 1 پڑھانا'' ان لوگوں کے لئے علم، مہارت اور ضروری رویوں پر مرکوز ہیں جو اس شعبے میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔

یقیناً، بہت سے لوگ جو اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں، خدمت کی راہ پر مضبوطی سے گامزن ہوتے ہوئے بھی، ایسی کلاسوں کو پڑھانے کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ پھر بھی، بچوں کی روحانی تعلیم کے بارے میں فکر سب میں مشترک ہے۔ خاندان کے افراد کے طور پر، سماج کے ارکان کے طور پر اور امر اللہ کے اداروں اور ایجنسیوں کے ارکان کے طور پر، ہم سب کو اس انتہائی اہم ذمہ داری پر توجہ دینی ہوگی۔ لہٰذا، اپنے بنیادی مقصد کے علاوہ کتاب نمبر ۳ ایسی اجتماعی آگاہی کو مضبوط کرنے کی امید رکھتی ہے۔ اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، "ٹیوٹر کے لیے چند خیالات" کے حصّے سے درج ذیل اقتباس کو پڑھیں اور اپنے گروپ کے دیگر اراکین کے ساتھ گفتگو کریں:

"شرکاء کتاب ۲ کے دوسرے یونٹ کے مطالعہ سے حضرت عبدالبہاء کے اس بیان سے پہلے ہی آشنا ہیں کہ تعلیم وتربیت کی تین اقسام ہیں: مادی، انسانی اور روحانی۔ یہاں انہیں آخری قسم کی تعلیم وتربیت کے بارے میں اپنی سمجھ بڑھانے کا موقع دیا جائے گا جس کی مدد سے فرد کی روحانی فطرت یعنی اُس کی اعلیٰ فطرت ترقی پاتی ہے۔ جو بات آغاز ہی میں واضح ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ دینِ بہائی میں بچوں کی روحانی تعلیم وتربیت کا تصور کٹر عقائد کے نفاذ سے بنیادی طور پر مختلف ہے جنہیں بعض اوقات دینی درس وتدریس سے منسلک کیا جاتا ہے۔ اس کی بجائے اس کا مقصد علم کے لیے پیار، سیکھنے کے لیے کشادہ دلی اور حقیقت کی کھوج لگانے کی مستقل آرزو کو پروان چڑھانا ہے۔

یہ تسلیم کرنا بھی اسی قدر ضروری ہے کہ کم سِنوں کی تعلیم وتربیت میں دینی اصولوں کو پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا کیونکہ ایسا کرنا اُن کو آفاقی اور روحانی اصولوں تک رسائی سے دور رکھنا ہوگا یعنی ان اصولوں سے جنہیں ان کے خیالات اور اعمال کی رہنمائی کرنا ہے۔ اس دعویٰ کی حمایت کرنے والے کہ کم سنوں کو بالفرض آزادانہ انداز میں معاشرے کے ساتھ اپنے تعاملات سے اپنے معیارات اور انسان اور کائنات کا منظم تصور حاصل کرنے کے لیے چھوڑ دینا ہی بہتر ہے اس بات کو پہچان نہیں پاتے کہ سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی قوتیں کس قدر جارحانہ انداز میں ایسے اعتقادات اور روّیوں کو فروغ دیتی ہیں جو ان کے اپنے مفادات کی تکمیل کرتی ہیں۔ لیکن اگر ایسا نہ بھی ہوتا تو یہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں کہ آنے والی نسلیں ایسی تعلیم وتربیت کے بغیر ایک بہتر دنیا تخلیق کر سکیں گی جو فرد کی روحانی فطرت کو پروان چڑھاتی ہو۔ آفاقی معلم کی رہنمائی سے محروم انسانیت افراتفری، ناانصافی اور مصائب سے زیادہ کچھ پیدا نہیں کر سکتی۔"

مندرجہ بالا اقتباس اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ بچوں کی روحانی تعلیم، جیسا کہ امر اللہ میں سمجھا گیا ہے، کا راسخ الاعتقاد مذہبی ہدایات سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن یہ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ اس طرح کی تعلیم وتربیت ملکوتی حقائق اور روحانی اصولوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ حضرت بہاء اللہ اس دور کے لیے عالمگیر معلم ہیں۔

الف۔ راسخ الاعتقادی ہدایات کی چند کیا خصوصیات کیا ہیں ۔۔۔ ایسی خصوصیات جو صرف مذہبی دائرے تک محدود نہیں ہیں؟

ب۔ آپ ایسے شخص کو کیسے جواب دیں گے جو کہتا ہے کہ کلامِ الٰہی کو زبانی یاد کرنا راسخ الاعتقادی ہے ؟

ج۔ جب بچوں کو ظہورِ ملکوتی میں موجودہ روحانی حقائق اور اصولوں تک رسائی سے محروم کر دیا جاتا ہے تو وہ دنیا کی مختلف اقوام کی ثقافتوں میں داخل ہونے والے بے لگام مادیت پرستی کے اقدار کو آسانی سے اپنا سکتے ہیں۔ ان اقدار میں سے کچھ کیا ہیں؟

د۔ جن اقدار کا آپ نے اوپر ذکر کیا ہے وہ انسان کی روحانی فطرت کی نشوونما کو کیسے نقصان پہنچاتی ہیں؟

آپ کتاب نمبر ۳ کے دو یونٹوں کے اپنے مطالعہ سے جانتے ہیں کہ روحی انسٹی ٹیوٹ کا بچوں کی روحانی تعلیم و تربیت کا پروگرام نوجوانوں کی قابلِ ستائش کردار اور درست رویے کی ترقی میں مدد دینے سے متعلق ہے۔ ایک قابلِ تعریف کردار کو ممتاز کرنے والے رویے اور عادات، یقیناً، صرف اس صورت میں جڑ پکڑیں گے اگر وہ روحانی صفات کے مظاہر ہوں اور گریڈ ا کے اسباق پانچ اور چھ سال کے بچوں میں ایسی خصوصیات کو پروان چڑھانے پر مرکوز ہیں۔ نیچے "ٹیوٹر کے لیے چند خیالات" سے اس خیال پر گفتگو کی گئی ہے جو کتاب کے پہلے یونٹ میں لیا گیا ہے۔

" یہ یونٹ تجویز کرتا ہے کہ ہر فرد کو عطا کیے گئے جواہرات میں وہ بھی شامل ہیں جو ''روحانی صفات'' کہلاتی ہیں جنہیں مستقل ڈھانچوں کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے جن پر ایک نیک اور راست باز کردار تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ کہ روحانی صفات ''فضائل'' کا ایک منفرد زمرہ تشکیل دیتی ہیں ایک لازمی خیال

ہے جسے تمام شرکاءکو اچھی طرح سمجھنا چاہیے۔فضائل ایک عام اصطلاح ہے جو ہر قسم کے قابل تعریف وصف کے لیے استعمال ہوتی ہے جن میں عادات اور روّیوں کے ساتھ ساتھ ہنر اور صلاحیتیں بھی شامل ہیں ۔حصہ ۶ اور ۷ میں اس بیان کے چند مضمرات پر غور کیا جاتا ہے۔ٹیوٹر اس بات کو یقینی بنانا چاہیں گے کہ گروپ کے ممبران زیرِ بحث موضوعات کو اپنے کتاب ا کے تیسرے یونٹ کے مطالعے سے نسبت دینے کے قابل ہوں جہاں انہوں نے اس بات پر غور وفکر کیا تھا کہ کیسے روحانی صفات کو جو انسانی روح کی قوت ہیں اس دنیا میں نشوونما دینا ضروری ہے تاکہ خدا کی جانب ہمارے ابدی سفر میں ہماری مدد و معاونت ہو سکے۔خدا کی محبت اور خدا کی معرفت روحانی صفات کی پرورش کے لیے ناگزیر ہیں۔شرکاء کے لیے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ان دونوں حصوں میں دیئے گئے تصورات کس طرح گریڈ ا کے اسباق کو مثلاً فضائل پر کسی کورس سے جدا کرتے ہیں جس میں وقت کی پابندی اور سچائی کو ایک ہی قسم کے اوصاف سمجھا جاتا ہے۔اور جب معلمین اس امتیاز کی قدردانی کر پاتے ہیں تو وہ نیک کردار کی نشوونما کو محض روّیے میں ترمیم کے لحاظ سے دیکھنے کے رجحان سے گریز کریں گے۔"

اوپر یہ تجویز کیا گیا ہے کہ نوجوانوں کی کردار سازی میں مدد کرنے کے لیے اساتذہ کو روحانی صفات یعنی انسانی روح کے لازمی اوصاف اور عمومی "خوبیوں " کے درمیان فرق کو سمجھنا چاہیے، خوبیوں ایک ایسا لفظ ہے جو تمام قابلِ تعریف خصوصیات ،بشمول عادات، مہارتیں اور رویوں کو ظاہر کرتا ہے ۔درج ذیل بیانات اس بات پر مزید روشنی ڈالتے ہیں کہ گریڈ ا کے طلبا کو سبق دیتے وقت اس فرق کو ذہن میں رکھنا کیوں ضروری ہے۔کیا آپ مزید چند بیانات شامل کر سکتے ہیں؟ آپ کو حصّہ ۶ اور ۷ میں پیش کردہ خیالات کو پڑھنا اور اُن پر غور کرنا مددگار ثابت ہوگا۔

___ روحانی صفات کی نشوونما میں بچوں کی رہنمائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنے دل ودماغ کو خدا کی طرف مرکوز کریں جو اِن صفات کو جاری کرنے کا اَن تھک سرچشمہ ہے۔

___ قابلِ تعریف رویے اور مزاج چاہے جتنے بھی معاشرتی اصولوں سے تقویت پائیں، عارضی اور محدود ہوتے ہیں جب تک کہ وہ روحانی صفات پر تعمیر نہ ہوں۔

___ بچوں میں روحانی صفات شفقت، محبت اور سخاوت کی نشوونما ان میں مناسب رویے اور عادات جیسے ہمدردی، دیکھ بھال اور بانٹنے کے جذبات پیدا کرے گی

___ ثقافتی اور معاشرتی اصولوں کے مطابق برتاؤ کرنا سیکھنا بذاتِ خود روحانی صفات کی نشوونما کا باعث نہیں بنے گا۔

___ روحانی صفات کو ظاہر کرنے کی تحریک اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش سے آنی چاہیے نہ کہ دوسروں کی رضامندی حاصل کرنے کی خواہش سے۔

___ مصلحت یعنی کہ اپنے مفاد کے مقاصد کو کسی بھی طریقہ سے حاصل کرنا جو کہ بظاہر قابلِ تعریف رویہ ظاہر کرنے میں ایک مضبوط عنصر ہوسکتا ہے،لیکن روحانی صفات ظاہر کرنے میں اس کا کوئی کردار نہیں۔

اب کچھ وقت نکال کر کتاب نمبر ۳ کے پہلے یونٹ کے حصّے ۱ سے ۱۷ تک کا جائزہ لیں جو بہائی تعلیمات میں پائے جانے والے کچھ تعلیمی اصولوں کی کھوج لگاتے ہیں۔ پھر نیچے دی گئی جگہ میں ان حصّوں میں بیان کیے گئے اہم تصورات کی فہرست بنائیں یعنی ایسے تصورات جنہیں بچوں کی روحانی ترقی سے وابسطہ افراد، خاص طور پر گریڈ ۱ کے اساتذہ کو سمجھنا چاہیے۔

جیسا کہ آپ نے مشاہدہ کیا ہے کہ یونٹ میں دریافت کیے گئے اہم تصورات میں سے ایک نظم وضبط ہے۔ "ٹیوٹر کے لیے چند خیالات " سے ذیل کا اقتباس اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اس تصور کو ایک تعلیمی پروسس میں کس طرح دیکھا جانا چاہیے جس کا تعلق روحانی صفات کو فروغ دینے سے ہے، اس کے برعکس جو دیگر طریقوں سے رویے کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

" مندرجہ بالا تصورات اور نظریات پر گفتگو شرکاء کو اس شعور کی جانب لے جائے گی کہ بالآخر روحانی تعلیم وتربیت کے عمل کے ذریعے بچوں کو روحانی صفات کے حصول کو خود ایک انعام اور غیر مناسب کردار کے حامل ہونے کو سب سے بڑی سزا سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ یہ سب شرکاء کو اس قابل بنائے گا کہ کم سنوں میں روّیے کی تبدیلی کو ایک درست نقطہ نظر سے دیکھ سکیں یعنی ایک مرکزی مقصد کے طور پر نہیں بلکہ کردار کی شائستگی میں مدد کے طور پر۔ اس کے مطابق وہ بچوں کے ساتھ اپنے تعاملات میں مطلوبہ طرزِ عمل کی حوصلہ افزائی کرنے اور روّیے کے غیر مہذب نمونوں کی حوصلہ شکنی کے لیے مناسب طریقے تلاش کریں گے اور ان میں سے کچھ کا حصہ ۱۳ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس حصے میں مختصراً بیان کیے گئے دیگر تصورات آزادی اور نظم وضبط سے متعلق ہیں۔ ظاہر ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت میں سخت سزا کی کوئی جگہ نہیں ہے لیکن انہیں اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کی مکمل آزادی دینا ان کی روحانی نشوونما کے لیے اتنا ہی نقصان دہ ہے۔"

ذیل میں چند بیانات ہیں۔ فیصلہ کریں کہ کون سے بیان یونٹ میں پیش کردہ نظم وضبط کے مفہوم کے مطابق ہیں۔

___ نظم وضبط میں سختی برتنی چاہئے۔

___ پائیدار نظم وضبط وہ ہے جو انسان کے اپنے وجود سے اجاگر ہو۔

___ حقیقی آزادی کا انحصار اپنے نفسانی نظم وضبط پر ہے

___ جب نظم وضبط لاگو کیا جاتا ہے تو اس سے تخلیق رک جاتی ہے۔

___ نظم وضبط تعمیری اقدامات کو نفس پروری سے محفوظ رکھتا ہے۔

___ اگر استاد اپنے شاگردوں میں خدا کی محبت اجاگر کردے تو پھر کسی نظم وضبط اور قانون کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

___ نظم وضبط کے بغیر روحانی صفات میں اضافہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

___ بچوں کو آزاد ہونا چاہیئے تا کہ وہ خود چیزوں کے حقائق معلوم کرسکیں نظم وضبط، انکشافات اور حقیقی فہم کے حصول میں رکاوٹ ہی بن سکتا ہے۔

___ بچے نظم وضبط میں پروان چڑھتے ہیں، وہ ایک منظم اور باقاعدہ ماحول میں زیادہ مؤثر طریقے سے سیکھتے ہیں۔

___ لوگ ایک سیکھنے والے کی منکسرانہ رَوِش کو اپنا کر ہی علم ودانش حاصل کرسکتے ہیں۔ اس منکسرانہ روش سے جو نظم وضبط پیدا ہوتا ہے وہ ناکامی کے خوف سے نجات دلا کر کسی کام کے آغاز کے لئے تعمیری مشقوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔

___ نظم وضبط کی مشقوں سے کسی قسم کی نفسیاتی یا جسمانی تشدد یا بدسلوکی مراد نہیں لی جانی چاہئے۔ کیونکہ تشدد بنیادی طور پر انسانی روح کی

نیک فطرت کے منافی اور انسانی ترقی کی راہ میں نقصان دہ ہے

اب تھوڑا وقت نکال کر اپنے گروپ کے ساتھ دیئے گے اس سوال پر تبادلہ خیال کریں: اسٹڈی سرکل میں نظم وضبط کا مفہوم کس طرح لاگو ہوتا ہے جبکہ شرکاء بچے نہیں بلکہ جوان اور بالغ ہیں؟

جہاں تک دوسرے یونٹ کا تعلق ہے دوحصوں پر مشتمل ہے: اس گریڈ کے لیے چوبیس اسباق اور ابتدائی حصّے جو اساتذہ کو اسباق کے مواد سے اچھی طرح واقف کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں، جن میں سے ہر ایک کسی ایک خاص روحانی صفت کی ترقی کے اردگرد ترتیب دیا گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ نوجوانوں میں روحانی صفات پیدا کرنے کے لیے اسباق انہیں کلامِ الٰہی کے ساتھ فوری رابطے میں رکھتے ہیں اور انہیں حضرت عبدالبہاء کی کہانیوں سے متاثر کرتے ہیں، جو اعلیٰ ترین انسانی مثالی مجسمہ ہیں۔ دعا، اقتباسات کی یاداشت اور کہانیاں ان اسباق کے بنیادی عناصر ہیں اور دوسرے یونٹ کے ابتدائی حصّے چار اسباق کو ایک وقت میں لیتے ہیں اور شرکاء کو ان کے بنیادی عناصر کے جائزے کے ذریعے رہنمائی کرتے ہیں۔ آپ ان حصّوں کا جائزہ لینا چاہیں گے اور پھر ایک یا دو جملے لکھ سکتے ہیں کہ یہ عناصر بچوں کی روحانی تعلیم وتربیت میں کیا کردار ادا کرتے ہیں۔

دعائیں: ______________________________

____

____

اقتباسات کو زبانی یاد کرنا: ______________________________

____

____

کہانیاں: ______________________________

____

____

کیا اب آپ ان اسباق کے دیگر عناصر میں سے ہر ایک کے کردار کے بارے میں کچھ الفاظ کہہ سکتے ہیں ؟

گیت: ______________________________

____

____

تعاون والے کھیل: ______________________________

خاکوں میں رنگ بھرنا: ______

دوسرا یونٹ شرکاء کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ اسباق کے مختلف عناصر کو مواد کے مطالعہ کے حصّے کے طور پر پیش کرنے کی مشق کریں، جس میں، ممکنہ طور پر، تین یا چار بچوں کے ساتھ ان کو عملی طور پر کرنا شامل ہے۔ کچھ گروپ یونٹ میں اس طرح آگے بڑھ سکتے ہیں، بچوں کی کلاس کے ساتھ تجربہ حاصل کرنے سے پہلے ایک وقت میں چار اسباق کا مطالعہ کرنا۔ شرکاء کے لیے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ چار اسباق کے ایک سیٹ کا مطالعہ کریں اور پھر فوراً کچھ تجربہ حاصل کریں۔ یا تو کسی دوسرے استاد کی مدد کر کے یا خود کلاس شروع کر کے۔ اس بات پر تبادلہ خیال کریں کہ ایک ٹیوٹر کو اپنے گاؤں یا محلہ میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے بارے میں کس قسم کا علم ہونا چاہیے تا کہ وہ اس طرح کے ایسا لچکدار اور جوابی نقطہ نظر کو اپنانے کے قابل ہو۔

حصہ 21

خدمت کے کاموں کی گہری سوجھ بوجھ حاصل کرنے کے بعد جو پہلی تین کتابوں کے مطالعے سے اُبھرتی ہے، آیئے اب انسٹی ٹیوٹ کے بنیادی سلسلے کی اگلی کتاب پر نظر ڈالتے ہیں جو ہمیں ایک بار پھر بہائی شناخت کے سوال میں اس جملے ''میں خدمت کی راہ پر گامزن ہوں'' میں لفظ ''میں'' کی طرف لے جاتی ہے۔ ہر فرد اور سماج یا تمام افراد کی شناخت کو تاریخ ایک شکل مہیا کرتی ہے۔ لیکن جب تاریخ سے ناطہ توڑا جاتا ہے تو لوگوں میں ابتری پیدا ہوتی ہے اور وہ جڑوں سے محروم درخت رہ جاتے ہیں۔ انسانی حیات کے اس عبوری دور میں جبکہ پرانا نظام لپیٹا جا رہا ہے اور اسکی جگہ ایک نئی تخلیق جنم لے رہی ہے، ہم پوچھ سکتے ہیں کہ ہر شخص اپنے وجود کی تاریخی جڑیں کہاں پا سکتا ہے؟ بہت سوں کے لئے یہ ایک مشکل سوال ہے لیکن بہائیوں کیلئے اس کا جواب دینا بہت آسان ہے۔ ہمیں اپنی شناخت کے عناصر کو ان ہزاروں واقعات میں تلاش کرنا چاہئے جن کی وجہ سے امر اللہ اس خوش قسمت شام سے جب حضرت باب نے ملا حسین کے سامنے اظہار فرمایا تھا، ترقی کر کے اس منزل تک آ پہنچا ہے۔

چوتھی کتاب ''دو جڑواں ظہور'' حضرت باب اور حضرت بہاءاللہ کی سوانح حیات پر مشتمل ہے۔ پہلے یونٹ میں آج کے دن یعنی یوم اللہ کے امتیاز کو مختصر طور پر جانچا گیا ہے۔ اس کتاب کے دوسرے اور تیسرے یونٹ میں شاگردوں کو ان دو مقدس ہستیوں کے ادوار سے متعارف کرایا گیا ہے۔ داستانوں کی روحانی اہمیت کو آثار مبارکہ کے اقتباسات سے اجاگر کیا گیا ہے، جو مظہرِ ظہورِ الٰہی سے وابستہ گہرے موضوعات کو نمایاں کرتے ہیں۔ یہ کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو کہ شرکاء حضرت باب اور حضرت بہاءاللہ کے حیاتِ مبارکہ کے بارے میں ضروری حقائق سیکھیں، مگر یہ ان موضوعات پر غور و فکر کے ذریعے حاصل ہونے والی سمجھ ہے جو انہیں خدمت کے راستے پر قائم رکھے گی۔ اس سلسلے میں، ٹیوٹر کے لیے ابتدائی تعارفی کلمات وضاحت کرتے ہیں:

"ایک گروپ کو دوسرے اور تیسرے یونٹوں سے گزارنے کی تیاری میں ٹیوٹر کو مخاطب کیے گئے روحانی موضوعات پر محتاط توجہ دینی چاہیے۔ ان میں مثلاً یہ کہ ہر مظہرِ ظہور عالمِ انسانی میں اپنی مرضی سے نہیں بلکہ خدا کی مرضی سے ظاہر ہوتا ہے اور اُسے خدا علمِ لدنی سے نوازتا ہے، یہ کہ اُس کے مقام کو

پہچاننے والے اوّلین لوگوں کو عظیم جوانمردی کے اعمال سرانجام دینے کے لیے پکارا جاتا ہے یعنی ایسے اعمال جو اُس کے امر کی کایا پلٹ قوت کی گواہی دیتے ہیں، یہ کہ وہ انسانیت کی حقیقت کی طرف رہنمائی کرنے اور خدا کی مرضی اور مقصد اس کی مخلوق کے سامنے رکھنے کے لیے مصائب کی زندگی برداشت کرنا قبول کرتا ہے اور یہ کہ زمین کی کوئی بھی قوت خواہ کتنی ہی طاقت ور کیوں نہ ہو اس کے اثر و رسوخ کو کم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی یا اسے اُس مقصد کو پورا کرنے سے نہیں روک سکتی جو اسے سونپا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک اہم تصور جو تیسرے یونٹ میں پیش کیا گیا ہے وہ بحران اور فتح کے بارے میں ہے۔ اس تصور کی تفہیم کہ امر اللہ میں ہر بحران اُس کی موروثی طاقت کا ایک نیا پیمانہ جاری کرنے کا باعث بنتا ہے، خدمت کے راستے پر چلنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ امر کی تاریخ کی سمجھ حاصل کریں بلکہ یہ بھی کہ وہ اپنے محلوں اور دیہاتوں میں اس کی مسلسل تہہ کشائی میں حصہ ڈالیں جو ایک ایسا پراسس ہے جو ہمیشہ بحرانوں اور فتوحات کے سلسلے سے گزرتا ہے۔"

بطور ایک ٹیوٹر کے خدمت کرنے کی آپ کی کوششوں میں جڑواں مظاہر ظہور الٰہی کی زندگیوں کے اردگرد ہونے والے واقعات کی روحانی اہمیت کے بارے میں آپ کی اپنی سمجھ کس طرح شرکاء کے مواد سے منسلک ہونے کے طریقے کو متاثر کرے گی؟

کورس میں شرکاء کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے کہ وہ جو تاریخ سیکھ رہے ہیں اسے کچھ تفصیل سے بیان کریں۔ ایک ٹیوٹر انہیں ایسا کرنے کی صلاحیت کو بہتر بنانے میں کیسے مدد کر سکتا ہے؟

درج بالا بیان کے مطابق، تیسرے یونٹ میں ایک مرکزی موضوع بحران اور فتح کا ہے۔آپ کے چیلنجوں میں سے ایک یہ یقینی بنانا ہوگا کہ شرکاء اس اصول کی ممتاز ادراک حاصل کریں۔ بحران اور فتح کی حرکیات کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے،آپ تیسرے یونٹ میں بیان کردہ اہم واقعات کی فہرست ترتیب وار بنا سکتے ہیں۔اس کے بعد فیصلہ کریں کہ کون سے واقعات دونوں میں سے کسی ایک نئے مرحلے کا آغاز کرتے ہیں بحران یا فتح ۔

آپ اپنے سماج کے بارے میں سوچیں۔ بحران اور فتح کے تقابل کے ذریعے کس طرح ترقی حاصل کی گئی ہے؟

یہ نوٹ کرنا چاہیے کہ اس کتاب میں شرکاء کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ وہ الوح وآثار کے عبارات کو یاد کریں جو کہ ان سے پہلے کی کتابوں میں یاد کیے گئے سے کہیں زیادہ طویل ہیں۔ دوسرے یونٹ میں ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ حضرت باب کے حروفِ حیّ کو مخاطب کیے گئے خطابات اور تیسرے یونٹ میں کتابِ اقدس کے ابتدائی پانچ پیراگراف کو زبانی یاد کریں۔ روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کے ذریعے فروغ دیے گئے تعلیمی پروسس میں یاداشت پر زور دیا گیا ہے، جو ابتدا ہی سے ظاہر ہے۔ اگرچہ اُن لوگوں پر کبھی دباؤ نہیں ڈالا جاتا جنہیں یاد کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ کتاب نمبر ۴ تک پہنچتے ہیں تو تمام شرکاء اس بات سے بخوبی آگاہ ہوجاتے ہیں کہ الوح وآثار کے اقتباسات کو ذہن میں لانے کی کیا قدر ہے اور وہ کلامِ الٰہی کے انسانی دل پر اثرات کے بارے میں بہت سی بصیرتیں حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ اپنی اپنی تعلیم کا جائزہ لیں۔ آپ کی کتاب نمبر ۴ کے طویل عبارات کو یاد کرنے کی صلاحیت کس طرح بتدریج پہلے کے کورسوں میں آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی گئی؟

حصہ 22

بنیادی سلسلے کی پانچویں کتاب، کتاب نمبر ۳ کی طرح، نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کے سوال کو لیتی ہے "نوجوانوں کو روحانی طور پر بااختیار بنانا" ان لوگوں کی مدد کرنے کی کوشش کرتی ہے جو "اینی میٹر" کے طور پر خدمت انجام دینے کی خواہش رکھتے ہیں، تاکہ وہ بارہ سے پندرہ سال کی عمر کے نوجوانوں کے گروپوں کو ان کی روحانی بااختیار بنانے کے تین سالہ پروگرام کرنے کی صلاحیتیں حاصل کرسکیں۔ کتاب نمبر ۳ کی طرح امید کی جاتی ہے کہ بنیادی سلسلے کے کورسوں میں آگے بڑھنے والے سبھی کسی نہ کسی طرح اس کتاب سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ لیکن ٹیوٹروں کو یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ یہ خدمت کا عمل بنیادی طور پر ،اگرچہ خصوصی طور پر نہیں، ہر پس منظر رکھنے سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کے سامنے ایک راستہ کھولنے کے لیے ہے جس کے ذریعے وہ معاشرے کی بہتری میں اپنا حصّہ ڈال سکیں۔ ٹیوٹر کے لیے تعارفی حصّہ اس نقطہ کو بیان کرتا ہے اور وضاحت کرتا ہے کہ صلاحیت سازی کے عمل نے ایسے شرکاء کو خدمت کے عمل کو انجام دینے کے لیے کس طرح تیار کیا ہوگا۔

" وہ جو کتاب نمبر 5 کے ٹیوٹر کے طور پر کام کرتے ہیں انہیں جو کچھ تسلیم کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ شرکاء میں کئی ایسے نوجوان ہونگے جو اپنی زندگی کے دوسری دہائی کے آخری سالوں یا تیسری دہائی کے ابتدائی سالوں میں ہونگے اور کورسوں کے بنیادی سلسلہ میں اس خواہش کے ساتھ داخل ہوئے ہوں گے کہ وہ بطور اینی میٹر خدمت انجام دیں اور اپنی درکار مضمر صلاحیت کے ساتھ کام کریں۔ چند ایک کا امر کے ساتھ رابطہ اپنے ساتھیوں کی اُن گفتگوؤں کے ذریعے ہوا ہوگا جن میں اس کردار پر زور دیا گیا ہوگا جو وہ نوجوان نسل کی تعلیم میں ادا کر سکتے ہیں۔ دوسرے خود روحانی بااختیاری کے پروگرام سے بطور نوجوان گزرے ہونگے اور کتاب نمبر 1 کے مطالعہ میں اس کے جلد ہی بعد شریک ہوئے ہوں گے۔ صورتِ حال کچھ بھی تھی جو انہیں انسٹیٹیوٹ پروسس میں لے آئی اب وہ اپنے گاؤں یا محلہ کی بہتری کے لیے پُرعزم بڑھتے ہوئے افراد کے مرکزہ کا حصّہ ہوں گے اور اس تناظر میں وہ گھرانوں میں ملاقاتوں کے تجربے سے گزرتے ہونگے تاکہ خاندانوں کے ساتھ امراللہ کے مرکزی موضوعات کی تحقیق کریں یعنی کتاب نمبر 2 میں مخاطب کیا گیا خدمت کا عمل۔ اس

مرکزہ کے کے حصّہ کے طور پر ان میں سے ایک اچھی تعداد کم ازکم علاقے میں موجود نوجوانوں کے ایک گروپ کے ساتھ قریبی طور پر منسلک ہوگی اور وہ اپنی میٹر کی مختلف سرگرمیاں ادا کرنے میں مدد کر رہے ہوں گے اور اس کے ساتھ اُن باقاعدہ ملاقاتوں میں شامل ہو رہے ہوں گے جو وہ والدین کے ساتھ اُن تصورات اور طریقوں کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں جن کا تعلق اِس پروگرام سے ہے۔ اِس موقع پر اِن سب کو بہائی تعلیمات کا کافی علم حاصل ہو چکا ہوگا جس میں کتاب نمبر 3 اور 4 کے مطالعہ سے گہرائی پیدا ہوئی ہوگی اور وہ اِن صلاحیتوں، قابلیتوں، رویوں اور روحانی صفات کا اظہار کریں گے جن کی ضرورت دوستوں اور ہمسائیوں کے ساتھ بامعنی گفتگو شروع کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ خاص طور پر اب جب وہ کتاب نمبر 5 پر پہنچتے ہیں تو روحی انسٹیٹیوٹ کے بنیادی سلسلہ کے کورسوں میں ودیعتی صلاحیت سازی کے عمل کی اہمیت اُن پر نمایاں ہوگی یعنی ایک حاصل کیا گیا عمل جو خدمت کی راہ پر چلنے کی اصطلاح کے مطابق ہے۔ نوجوانوں کے ایک گروپ کو تین سالہ پروگرام میں جو اُن کی روحانی بااختیاری کے پروگرام میں مصروف کرنا ہے خدمت کے مطالبہ کرے گا اور ابتدائی اپنی میٹروں کو اپنی کوششوں میں اس صلاحیت پر کافی زیادہ انحصار کرنا ہوگا جو انہوں نے یہاں تک کے راستے میں استقامت کے ساتھ حاصل کی ہے۔ "

بطور ایک متمنی ٹیوٹر کے، یہ آپ کے لیے مفید ہوگا کہ آپ اس نوجوان کے بارے میں سوچیں جو درج بالا بیان کردہ طریقے سے بتدریج بنیادی سلسلے کے کورسوں میں آگے بڑھا ہے اور کتاب نمبر ۵ تک پہنچ گیا ہے۔ وہ کون سی خصوصیات ہیں جو اسے ممتاز کریں گی؟ ذیل میں چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کیا آپ اس فہرست میں کچھ اور خصوصیات شامل کر سکتے ہیں؟

___ یہ سمجھنا کہ اپنی اعلیٰ فطرت کو مضبوط کرنے کے ذریعے ہی انسان اپنے حقیقی مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

___ ذاتی رشد اور اپنی سماج کی پیشرفت کی ذمہ داری کا احساس۔

___ اس بات کا فہم کہ خدمت کے میدان میں ہی کوئی اپنے دوہرے اخلاقی مقصد کو حاصل کر سکتا ہے؛ اپنی ذہنی اور روحانی ترقی کی ذمہ داری لینا اور معاشرے کی بہتری میں اپنا حصّہ ڈالنا۔

___ کلام الٰہی کی کایا پلٹ قوت کی پہچان کرنا۔

___ روزمرہ گفتگو میں روحانی اصولوں کچھ صلاحیت کو متعارف کرانا۔

___ تاریخ کا مضبوط شعور اور اس تاریخی لمحے کی نوعیت اور اس میں اپنی موقعیت کا فہم۔

___ خدمت کے راستے پر لازمی طور پر پیش آنے والے امتحانات اور آزمائشوں کا ثابت قدمی سے سامنا کرنا۔

اب آپ جانتے ہیں کہ کتاب نمبر ۵ کی پہلے یونٹ، "زندگی کی بہار"، میں آثارمبارکہ سے منتخب کردہ عبارات شامل ہیں جو مکمل طور پر ایک نوجوان کی تصویر پیش کرتے ہیں جو انسانی تاریخ کے اس لمحے میں مؤثر طریقے سے عمل کرنے کے قابل ہے۔ اب اس یونٹ کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ کریں کہ آیا آپ مندرجہ بالا فہرست میں کوئی اور خصوصیات شامل کریں گے؟

دوسرا یونٹ" توقع کی عمر" کا مقصد بنیادی طور پر دوہرا ہے۔ یہ ان لوگوں کے ذہنوں میں اس بات کو مضبوط کرنا چاہتا ہے جو اسے پڑھتے ہیں کہ نوجوان ایک منفرد عمر کے گروپ کے رکن ہیں، جن کی اپنی مخصوص خصوصیات ہیں۔ ساتھ ہی یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ بہائی سماج کی جانب سے اس زندگی کے بارے میں اپنایا گیا طریقہ، جو امراللہ کی تعلیمات سے تشکیل پایا ہے، مروجہ مفروضوں اور نظریات پر مبنی طریقوں سے بالکل مختلف ہے۔ ایک بار پھر آیئے اس حصّہ سے پڑھتے ہیں جو ٹیوٹر کے لیے ہے۔

" یہ یونٹ ابتدائی بلوغت کی نوعیت پر مختصر نظر ڈالتا ہے اور پھر شرکاء سے کہتا ہے کہ وہ اس للکار پر غور کریں کہ کیسے نوجوانوں کی نشوونما پاتی آگاہی کی اس عمر کے عرصے میں مناسب طریقہ سے رہنمائی کی جائے۔ اس میں یونٹ ایک انتباہ پیش کرتا ہے: ایسی کوششوں کو اُن چند پروگراموں کے مغالتوں سے بچنا چاہیئے کہ جو عمر کے اس تشکیلی مرحلہ میں ہیں اُن کی بڑھتی ہوئی خود آگاہی کو دوسروں کی بے غرض خدمت پر لگانے کی بجائے اسے ''انا'' کی طرف موڑ دیتے ہیں اور افسوس کے ساتھ انہیں ''خود پسندی'' کے غلام بنانے پر خاتمہ کرتے ہیں۔ ۵ سے ۹ تک کے حصّے شرکاء کو بہائی تحریروں سے لیے گئے اقتباسات کے ذریعے اِس مغالطے کے اُن چند پوشیدہ خطرات سے ہوشیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ یونٹ ان اثرات پر غور کرنا جاری رکھتا ہے جو سماجی ماحول نو بالغوں کی زندگیوں پر مرتب کرتا ہے اور باہمی حمایت کے ماحول کی حیثیت سے ''نوجوانوں کے گروپ'' کے تصور کو متعارف کرواتا ہے اور ایسے گروپوں کے اپنی میٹروں کے طور پر قیام کرنے والوں کی وضع کا تعین کرتا ہے۔"

یونٹ کا جائزہ لینے کے لیے کچھ وقت نکالیں اور پھر اس بارے میں چند الفاظ کہیں کہ آپ کیا سوچتے ہیں کہ شرکاء کو اپنے مطالعے کے دوران درج ذیل میں

سے ہرایک کے بارے میں کیا سوچنا چاہیے۔اس فہم کو حاصل کرنے میں انہیں کس قسم کے خیالات کو ترک کرنا پڑے گا؟

الف۔ اوائل نوجوانی کی نوعیت: ____________________

____

____

____

ب۔ نوجوانوں کے بڑھتی ہوئی آگاہی کو ہدایت دینے کا چیلنج۔____________________

____

____

____

____

ج۔ نوجوانوں کی زندگیوں پر ماحول کے اثرات۔____________________

____

____

____

____

د۔ جونیئر یوتھ کے گروپ کا تصور بطور ایک باہمی تعاون کے ماحول میں۔____________________

____

____

____

____

ہ۔ اپنی میٹر کے طور پر خدمت میں قیام کرنے والوں کا فرض کیا گیا انداز عمل۔____________________

کسی گاؤں یا محلے میں لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے ذریعے نوجوانوں کی صلاحیتوں کو تسلیم کرنا ایک ایسی ثقافت میں حصّہ ڈالتا ہے جو نوجوانوں کے بارے میں ایسے رویے کو فروغ دیتا ہے جو آج کے معاشرے میں پائے جانے والے رویوں سے مختلف ہیں۔ جب کتاب نمبر ۵ کا مطالعہ عام ہو گیا ہے تو آپ نے اپنے گاؤں یا محلے میں سماج کی سطح پر رویوں میں کس قسم کی تبدیلی دیکھی ہے؟

تیسرا یونٹ، "اینی میٹر کے طور پر خدمت کرنا"، دوسرے یونٹ میں حاصل کردہ بصیرتوں پر مبنی ہے تاکہ نوجوانوں کے پروگرام کے بنیادی مقصد پر گفتگو کی جا سکے یعنی ان کی روحانی، اخلاقی اور فکری قوتوں کو جاری کرنا ہے۔ ایک گروپ کے نئے اینی میٹر کو اس یونٹ سے گزارنے کی تیاری میں آپ کو اخلاقی اور روحانی اختیار کے سوال پر کافی غور کرنا ہوگا۔ یہ سوال، یقیناً، آپ کے ذہن میں اس وقت بھی بالاتر ہوگا جب آپ بطور ٹیوٹر خدمت کرنے کی کوشش کریں گے۔ درجِ ذیل حصّہ کو پڑھیں اور اس پر غور کریں جو اس طاقت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو آج کے معاشرے میں رائج مفہومات سے بنیادی طور پر مختلف ہے۔

"روحانی بااختیاری کا معاملہ بالعموم ٹیوٹروں سے کافی کچھ سوچ بچار اور غور وفکر کا تقاضا کرتا ہے۔ درحقیقت تعلیم کا وہ عمل جس کو انسٹیٹیوٹ کورسوں نے متحرک کیا ہے وہ اپنے آخری تجزیہ میں ایسا ذریعہ معلوم ہوتا ہے جو اخلاقی اور روحانی بااختیاری کے لیے ایسا ہے جس کے ذریعے زندگی کے ہر شعبے اور ہر پس منظر کے لوگ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اُٹھ کھڑے ہوں اور ایک بہتر دنیا کی تعمیر میں شرکت کریں۔ یہاں جو طاقت استعمال میں لائی جاتی ہے اِس کا تصور بڑی حد تک مروّج تعارفوں سے مختلف ہے جو اس کو اُس ارادہ سے منسلک کرتے ہیں کہ غلبہ پایا جائے یا دوسروں کو مائل کیا جائے کہ وہ اُس کی خواہشوں اور مطالبوں سے موافقت کریں۔ اس کی بجائے مقصد یہ ہے کہ انسانی روح کی قوتیں: اتحاد، محبت، منکسرانہ خدمت اور نیک اعمال اس کے ذریعے رواں ہو سکیں۔ ایسے عمل کو آگے بڑھانے نہیں بلکہ تیزی لانے کے لیے کیسے تحرکات کی تقویت کی ضرورت ہے جو بطور ٹیوٹر کام کرنے کے لیے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں اور یکے کے

بعد دیگرے گروپس کے ساتھ کورسوں کے مطالعہ میں مصروف ہونے کے تجربے سے ہر ٹیوٹر اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس میں شامل متعدد باہمی عمل کرنے والے عناصر کی جھلکیاں دیکھ سکے جن میں سے کوئی بھی صحیح فہم کی پرورش کرنے کی طاقت سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ "

اس یونٹ کے آغاز میں ہم نے شوق کے موضوع پر تبادلہ خیال کیا تھا۔ وہاں آپ نے تعلیمی پروسس کی نوعیت کے بارے میں کچھ ابتدائی بصیرت حاصل کی ہوگی جو فرد کے اندر پوشیدہ روحانی اور فکری قوتوں کو جاری کیا تھا۔ اس عمل کا ایک پہلو جو آپ کے مسلسل غور و فکر کا موضوع رہے گا وہ عاجزی اور طاقت کے درمیان حرکیات ہے۔ کتاب نمبر ۵ کے ۱۹ حصّے کو پڑھیں، جو اس موضوع پر گفتگو کرتا ہے اور پھر چند الفاظ میں لکھیں کہ کیسے روحانی صفات عاجزی کے بغیر، اُس قسم کی طاقت جو ہم تلاش کر رہے ہیں، بے حجاب نہیں ہو پائے گی۔

ایک تعلیمی پروسس جو ۱۲ سے ۱۵ سال کی عمر کے نوجوان کو بااختیار بنانے کی کوشش کرتا ہے، کتاب نمبر ۵ کے مطابق، لازمی طور پر روحانی ادراک کو فروغ دینا، اظہار کی طاقتوں میں اضافہ اور ایک مضبوط اخلاقی ڈھانچہ بنانے کو شامل کرتا ہے۔ اس موضوع پر ٹیوٹر کے لیے تعارفی کلمات کچھ اس طرح سے جاری رہتے ہیں:

"بلاشبہ اس کتاب میں ٹیوٹر کے سامنے زیرِ توجہ موضوع آگے اگلی نسل کی طرف بڑھتا ہے اور تعلیمی عمل کی نوعیت کی طرف بھی جو بلوغت پاتے نوجوانوں کو اس قابل بنائے گا کہ وہ اپنی ابھرتی ہوئی قوتوں کو باثمر انداز میں استعمال کر سکیں۔ اس عمل کے محور میں باہم ایک دوسرے کو تقویت دینے والی تصور اور اظہار کی قوتوں ہیں۔ ذہن کی قوت جس نے تجریدی سوچ میں مصروف ہونا ہے اور نوبلوغت کے دوران ڈرامائی انداز میں بڑھتی ہے اُس سے نوجوانوں کے اندر تقویت ملتی ہے جب وہ سائنسی، اخلاقی اور روحانی تصورات کو اپنے اردگرد موجود دنیا کے تجزیہ میں استعمال کرتے ہیں اور معاشرے میں عمل کرنے کی ابتدائی کوششوں میں استعمال کرنا سیکھتے ہیں۔ تاہم خواہ جتنی بھی اہم ہو معقول تجزیہ کو روحانی ادراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے فہم کے وہ راستے کھل جاتے ہیں جو محض ذہنی قوت کے استعمال کے ذریعے سامنے نہیں ہوتے۔ تب نوجوانوں کو مدد دی جائے کہ وہ روحانی قوتوں کو پہچان سکیں اور ان حالات میں جو انہیں درپیش ہوتے ہیں روحانی اصولوں کی شناخت کر سکیں اگر انہوں نے مضبوط اخلاقی فیصلے کرنے ہیں۔ اخلاقی ڈھانچہ جو ایک شخص کے خیالات اور رویہ کو معین کر رہا ہے وہ قریبی طور پر زبان کی ساخت سے منسلک ہے جس میں وہ خیالات کا اظہار کرتا یا کرتی ہے جو تصور کردہ تعلیمی عمل کا بنیادی احاطہ ہے۔ کتاب نمبر ۵ کے پہلے دو یونٹوں نے اس عمل میں جو کچھ بصیرتیں پیش کی ہیں تیسرے یونٹ میں پروگرام میں مستعمل کتابوں کی مثالوں سے حسبِ ضرورت استفادہ کرتے ہوئے حصّہ ۵ سے ۱۹ تک اُس کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر ٹیوٹر کے لیے بہتر ہوگا کہ وہ گروپ کی رہنمائی کرنے کی تیاری میں اِن حصّوں پر احتیاط سے نظرِ ثانی کرے۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ شرکاء اپنے مطالعہ سے نصوص کی صلاحیت سے ایسا فہم حاصل کریں گے جو نوجوانوں کو متنوع ثقافتوں میں بااختیار بنائیں گے۔ "

یہ وہ موقع نہیں کہ نوجوانوں کے مطالعہ کردہ متن کا تجزیہ کیا جائے کہ دیکھیں وہ کیسے زیرِ گفتگو موضوعات اور تصورات میں استعمال ہونے والی زبان میں، مذکورہ بیان کردہ پروگرام کے مقاصد میں حصّہ ڈالتے ہیں۔ آپ کو، ظاہر ہے، کتاب نمبر ۵ پر مرکوزہ اسٹڈی سرکل کے سیاق و سباق میں ایسا کرنے کے لیے تیار رہنا ہوگا اور اس کے اراکین کو ان متن کی استعداد کے بارے میں کچھ سمجھنے میں مدد فراہم کرنا ہوگی کہ وہ روحانی ادراک کے فروغ، اظہار کی قوتوں میں اضافہ اور ایک مضبوط اخلاقی ڈھانچہ بنانے میں کس طرح معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ مذکورہ حصّوں میں موجود مشقیں، نیز ۲۰ سے ۲۳ تک کی مشقیں اس سلسلے میں آپ کی مدد کریں گی۔

یہاں آپ کے لیے مفید ہو سکتا ہے کہ آپ روحانی ادراک کے مفہوم پر غور کریں کیونکہ یہ آپ کی بطور ٹیوٹر کے کوششوں سے متعلق ہے۔ روحانی ادراک انسانی روح کی اُن طاقتوں میں سے ایک ہے جسے ٹیوٹر کو ترقی دینا ضروری ہے اگر وہ انسٹی ٹیوٹ کورس میں شرکاء کی حقیقی فہم تک پہنچنے میں مدد کرنا چاہتے ہیں۔ اس تناظر میں یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ آپ کتاب نمبر ۵ کے تیسرے یونٹ کے حصّہ ۵ سے ۷ تک کا جائزہ لیں، جو اس فہم کو دریافت کرتے ہیں اور پھر چند الفاظ کہیں کہ ایک ٹیوٹر اس اندرونی قابلیت کو کس طرح بڑھا سکتا ہے۔

حصہ 23

زندگی بھر خدمت کی راہ پر چلتے رہنے سے مراد یقیناً ''تبلیغ کرنا'' ہے۔ اگرچہ حضرت بہاءاللہ کے پیغام کا اعلانِ عمومی ایک بہت ہی لازمی خدمت ہے جسے ہم سرانجام دے سکتے ہیں لیکن تبلیغ ایک 'ہونے' کی کیفیت ہے۔ یہ ایک ایسی اہم خدمت ہے جس کے دوران خدا نے جو چیز ہمیں نہایت فیاضی سے عنایت کی ہے اسے ہم مسلسل دوسروں کو پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ اس موضوع کی گہری نوعیت کے پیشِ نظر، ہم کتاب نمبر ۶، تبلیغِ امر اللہ، کو تین حصّوں میں زیرِ گفتگو لائیں گے، پہلے یونٹ کو یہاں دیکھیں گے اور اگلے دو یونٹوں کو حصّہ ۲۴ اور ۲۵ میں دیکھیں گے۔

شروع ہی میں، یہ آپ پر واضح ہونا چاہئے کہ امر اللہ کی تبلیغ کرنے کی صلاحیت کو، چاہے وہ انفرادی منصوبے کے تحت ہو یا اجتماعی سرگرمی کے ذریعہ، صرف ایک کورس کے مطالعہ سے نہیں بڑھایا جا سکتا ہے۔ انسانی حالات جگہ جگہ کے لحاظ سے بہت مختلف ہوتے ہیں اور ہر ثقافت، ہر عمر کے گروپ اور ہر آبادی کے اپنے مخصوص حالات پیش کرتی ہے جن کو اُن لوگوں کو مدِنظر رکھنا چاہیے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ امر اللہ کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال، کچھ متعین بنیادی عالمگیر حقائق ہیں جن پر متعلقہ صلاحیت کو تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ اور یہی وہ صلاحیتیں ہیں جو چھٹی کتاب کا مرکزی موضوع ہیں۔

اِن حقائق میں سے، "ہونے" اور "کرنے" کی تکمیل سے زیادہ یہاں کوئی اہم نہیں ہے۔ کتاب کے ٹیوٹر کے طور پر خدمت انجام دیتے وقت آپ کو یہ یقینی بنانا ہوگا کہ شرکاء ان دونوں کے انحصار کو پوری طرح سے سمجھ سکیں۔ درحقیقت، یہ موضوع خود بنیادی سلسلے کے تعلیمی پروسس کی اساس ہے یعنی ایک ایسا

پروسس جس میں مطالعہ اور عمل ایک ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔عمومی طور پر کورسوں کا سلسلہ کچھ عناصر کو ایک ساتھ بُننے کی کوشش کرتا ہے جو کبھی کبھی ایک دوسرے کے مخالف سمجھے جاتے ہیں لیکن دراصل ایک حقیقی تکمیلی پہلو ہیں۔امید کی جاتی ہے کہ اس طرح، جیسے جیسے افراد کورسوں میں ترقی کریں گے، حقیقت کو دو فروعات میں تقسیم کرنے کا رجحان بتدریج ختم ہو جائے گا۔درج ذیل ٹیوٹر کے تعارفی مواد سے لیا گیا ایک اقتباس اس موضوع پر روشنی ڈالتا ہے:

" حضرت بہآء اللہ کی طرف سے آپ کے امر کی تبلیغ کا جو فریضہ ہم پر عائد کیا گیا ہے اس کی نوعیت پر تحقیق کرتے ہوئے پہلا یونٹ کئی بنیادی تصورات کو اپناتا ہے۔یونٹ کے ابتداء میں متعارف کرائے جانے والوں میں سے ایک تصور "شعلہ ور" ہونے کا ہے۔شرکاء کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ تسلیم کریں کہ تبلیغ کرنے کا ہمارا فریضہ ہماری باطنی حالت سے اتنا ہی تعلق رکھتا ہے جتنا کہ ان اعمال سے جو ہم انجام دیتے ہیں۔ یہ کہ" ہونا" اور" کرنا" بہائی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کے دو تکمیلی پہلو ہیں جو کورسوں کے پورے سلسلے کا بنیادی موضوع ہے۔ یہاں پر اسے واضح کیا گیا ہے اور درحقیقت کتاب کی مجموعی ڈھانچہ کو شکل دیتا ہے۔یونٹ کے ابتدائی حصے اسی خیال کے بارے میں روحانی بصیرت حاصل کرنے میں شرکاء کی مدد کریں گے کیونکہ اس کا تعلق تبلیغ امراللہ سے ہے۔آثارِ مبارک میں پائے جانے والے متعدد استعارے ان کو "ہونے" اور" کرنے" کے درمیان ہم آہنگی کو دیکھنے میں مدد کرنے کے لئے استعمال کیے گئے ہیں-- خاص طور پر ایک شعلے کا تصور جو چاہے کتنی ہی چھوٹا کیوں نہ ہو گرمی اور روشنی دیتا ہے۔تجویز کیا جاتا ہے کہ تبلیغ کا عمل ایک ایسی حالت کا فطری اظہار ہے جسے شعلہ ور ہونے کے لیے بہترین طور پر بیان کیا جا سکتا ہے جس میں خدا کی محبت ہمارے دلوں میں اتنی چمکتی ہے کہ ہم اُس کے کلام کو روکے بغیر پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔"

آپ کے لیے یہ مفید ہو سکتا ہے کہ آپ کتاب نمبر ۶ کے پہلے یونٹ کے حصّے ۱ سے ۱۳ تک کا ابھی جائزہ لیں۔ان حصّوں میں مضامین کے مطالعے کے ذریعے شرکاء جو فہم حاصل کرتے ہیں وہ انہیں یہ سمجھنے کے قابل بناتا ہے کہ "ہونا" اور" کرنا" کی تکمیل خدمت کے میدان میں عملی اصطلاحات میں کیسے ظاہر ہوتی ہے؟ اس میں کچھ عام طور پر مروجہ خیالات کے مضمرات جو ان دونوں کو الگ کرتے ہیں، شرکاء کے لیے واضح ہونے چاہئیں، اگر وہ اس فروعاتی سوچ کو اس طرح سے متاثر کرنے سے روکنا چاہتے ہیں کہ وہ امراللہ کی ترویج کے لیے وقف زندگی کو کس طرح دیکھتے ہیں۔درج ذیل کچھ نظریات دیے گئے ہیں جو ان کورسوں میں داخل ہوتے وقت ہو سکتے ہیں۔ان حصّوں کے مطالعے سے ان کی سوچ کیسے بدل جائے گی؟

الف۔ ’’تبلیغ صرف ان ہی لوگوں نے کرنا ہے جو امراللہ کے بارے میں زیادہ معلومات رکھتے ہیں۔‘‘

____

____

____

ب۔ ’’تبلیغ کرنے سے قبل ہمیں اچھی طرح مربوط ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔‘‘

____

____

____

ج۔ ''ضروری بات یہ ہے کہ متلاشی کو صحیح بات بتادی جائے معلم کی روحانی کیفیت ایک ثانوی بات ہے۔''

د۔ ''ہماری باطنی کیفیت ہی لازمی چیز ہے لہذا جب تک ہم میں ایک حقیقی بہائی کی خوبیاں نہ آجائیں ہمیں تبلیغ نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہماری زندگی کی مثال ہی بہترین مبلغ ہوگی اور منہ سے بولنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔''

یہ امید کی جاتی ہے کہ ان حصّوں پر گفتگو کرتے ہوئے شرکاء یہ دیکھ سکیں گے کہ وہ دوہرے اخلاقی مقصد جو انہوں نے خدمت کے راستے پر چلنے کے بعد سے اختیار کیا ہے، ان کی زندگی کے ہر پہلو کو ایک دوسرے سے جوڑتا ہے یعنی ان کے علم کی تلاش، قانونِ الٰہی کی اطاعت، خدمتِ الٰہی کرنے کی اور اُس کا قریب تر آنے کی کوششیں اور روحانی صفات حاصل کرنے اور اپنے کردار کو بہتر بنانے کی کوششیں۔ آپ کیسے یقینی بنائیں گے کہ وہ اس تعلق کو امر اللہ کی تعلیم کے تناظر میں سمجھ سکیں؟

جیسا کہ آپ کو کتاب نمبر ٦ کے اپنے مطالعے سے یاد ہوگا، اس یونٹ میں ایک اور حقیقت جو دریافت کی گئی ہے وہ تبلیغ کی مقدس نوعیت ہے جو بیان کی کنجی سے ظہورِ حضرت بہاء اللہ کے لیے انسانی دل کے شہر کو کھولنے کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ حصّے ١۴ سے ١٧ تک شرکاء کو اس فہم سے روشناس کرایا جاتا ہے اور ٹیوٹر کے لیے تعارفی تبصرے ان حصّوں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

"یہاں کے حصّوں میں انہیں یہ سوچنے کے لیے کہا گیا ہے کہ کس طرح اس مقدس عمل کے بارے میں بڑھتا ہوا شعور محض میدان میں کوششوں کی تاثیر میں اضافہ نہیں کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ روحانی قوتوں کو جاری کرتا ہے جو دنیاوی امور سے بالاتر اس طرح کی کوششوں کو بڑھانے کے لیے درکار ہیں جس کے نتیجے میں ایسے عمل شروع ہو جاتے ہیں جو انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح سے بنیادی تبدیلی لا سکتے ہیں۔ حصّہ ١٧ میں شرکاء اس بڑھتے ہوئے شعور کے مضمرات کا جائزہ لینے میں کچھ وقت گزاریں گے۔ ٹیوٹر اُن نکات کو یقینی بنانا چاہے گا جن سے اُس کو واسطہ پڑتا ہے اِن میں سے دو نمایاں ہیں: پہلا یہ کہ انہیں احتیاط کرنی ہوگی کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کچھ ایسی ذہنیت کو اپنائیں جو معاشرے میں وسیع پیمانے میں پھیلی ہوئی ہو، اِن کی تبلیغی کوششوں اور طریقوں میں نہ شامل ہو جائیں جو اُن کی مقدس نوعیت پر سمجھوتا کرتے ہیں۔ تبلیغ کے عمل کو اس طرح نہیں پیش کیا جانا چاہیے کہ جیسے کوئی ترقی پسند

سماجی مقصد کے لیے ممبروں کو بھرتی کر رہا ہو، مصنوعات کو فروخت کرنے کے انداز میں نہ کیا پیش کیا جائے خواہ صارف کے لیے کتنا ہی فائدہ مند کیوں نہ ہو۔ دوسرا انہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ چونکہ خدمت کے راستے پر ان کے تمام کاموں میں دلوں کو خدا کے کلام سے رابطہ میں لانا شامل ہے اِس لیے یہ بھی اپنے نوعیت میں مقدس ہیں، ان سے اس شعور کے ساتھ رابطہ کیا جانا چاہیے۔"

اب حصّہ ۱۴ سے ۱۷ کا جائزہ لیں۔ خاص طور پر حصّہ ۱۷ کے مطالعے سے آپ امید کرتے ہیں کہ شرکاء کونسی بصیرتیں حاصل کریں گے جو تبلیغ کے عمل کی تقدس کے مضمرات کے بارے میں ہیں ؟ کن خیالات سے انہیں اس رجحان کی مزاحمت کرنے میں مدد ملے گی کہ وہ تبلیغ کے عمل پر ان نظریات اور طریقوں کا اطلاق نہ کریں جو غالب ثقافت میں سرایت کر چکے ہیں؟ درج ذیل میں ان خیالات پر غور کریں جو کوئی تبلیغ امراللہ کے بارے میں رکھ سکتا ہے۔ ہر ایک خیال سے کون سا پیغام دیا جارہا ہے؟ ہم جن لوگوں کے ساتھ اس پیغام کو بانٹنے کی امید رکھتے ہیں ان کے بارے میں یہ کیا نظریہ پیش کرتا ہے ؟

الف۔ ''اہمیت اس بات کی ہے کہ ہم پیام مبارک کو کس طرح سجا کر ایک مجموعہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔''

ب۔ ''تبلیغ امراللہ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سماجی تحریک کے لئے لوگوں کو بھرتی کرنا۔ صرف یہی کافی ہے کہ ہم لوگوں تک امراللہ کے اصول پہنچا دیں کیونکہ یہ اصول ہی ہیں جو ان کو منجذب کر سکتے ہیں۔''

ج۔ ''جب ہم امراللہ کی تبلیغ کرتے ہیں تو ہم ایک انسانی دل سے مخاطب ہوتے ہیں جو اُسی کا ہے اور اپنے بیان کی کنجی سے اس کے دل کے شہر کے دروازے حضرت بہاءاللہ کے ظہور کے لیے کھولنے کی کوشش کرتے ہیں۔''

تقدس کے موضوع پر گفتگو جاری رکھتے ہوئے، اس یونٹ کے حصّہ ۱۸ میں ایک اور ممتاز روحانی حقیقت پیش کی گئی ہے یعنی کہ جب انسانی دل کے شہر

کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دل کو حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے جوڑ دیا جاتا ہے، تو ایک دیرپا کایا پلٹ کا عمل شروع ہوجاتا ہے۔ کتاب نمبر ۵ میں آپ نے یقیناً دوہرے کایا پلٹ پر غور کیا تھا یعنی فرد کی سطح پر اور سماجی ڈھانچے میں، جیسا کہ امر اللہ کی تعلیمات میں تصور کیا گیا ہے۔ فرد کی ذہنی اور روحانی نشوونما اور سماجی ڈھانچہ میں نامیاتی تبدیلی کے درمیان ایک باہمی تعلق ہے، جواب آپ کی اپنی سوچ میں شامل ہے۔ اس میں آپ کو حضرت ولی عزیز امر اللہ کا یہ بیان یاد ہوگا کہ انسانی دل کو ماحول سے الگ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ افراد کے معیار اور طرزِ عمل ان کے ماحول کو تشکیل دیتے ہیں اور بدلے میں سماجی ڈھانچوں اور عملوں سے تشکیل پاتے ہیں، اس گہرے فہم کی سمجھ کتاب نمبر ٦ کے پہلے یونٹ میں حصّہ ١٨ سے شروع ہونے والی گفتگو میں کلامِ الٰہی کے قوت کے ذریعے انسانی دل کی کایا پلٹ کے حوالے سے کیسے بڑھتی ہے؟

حصہ 24

کتاب نمبر ٦ نے شرکاء کو یہ سوچنے میں مدد دینے کے بعد کہ مؤثر تبلیغ میں "ہونا " اور " کرنا" دونوں شامل ہیں یعنی کسی کی اندرونی حالت پر توجہ کے ساتھ ساتھ مسلسل سرگرمی۔ کتاب نمبر ٦ براہ راست ہمارے اندرونی حالت پر زیادہ توجہ دیتی ہے۔ پھر دوسرا یونٹ تبلیغ کے لیے ضروری کچھ صفات اور رویوں پر توجہ مرکوز کرتا ہے، ابتدا میں اس خیال پر زور دیتا ہے کہ کسی فرد کے کردار کی تکمیل فطری طور پر دوسروں کی خدمت کی کوششوں میں ظاہر پاتا ہے، جبکہ کسی کی دوسروں کی خدمت کرنے کی خواہش کسی کے کردار کے نکھار کو بڑھاتی ہے۔ ٹیوٹر کے لیے اس یونٹ کو گروپ کے ساتھ مطالعہ کرنے کی تیاری کرتے ہوئے یہ ایک موقع ہے کہ وہ ایک بار پھر خدمت کے راستے کی روحانی نوعیت کے بارے میں غور کریں جسے ہم ہر ایک اپنی اپنی صورت حال کے مطابق اختیار کرتے ہیں۔ اس روشنی میں، ٹیوٹر کے لیے تعارفی حصّہ، ایک طرح سے، کتاب نمبر ٣ میں روحانی صفات پر ہونے والی گفتگو کو لیتا ہے اور اس پر مزید تفصیل سے روشنی ڈالتا ہے۔

"متعلقہ رویوں کے ساتھ مل کر روحانی صفات کی نشوونما کے موضوع کو، روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں میں بار بار مخاطب کیا جاتا ہے لیکن ہمیشہ ایک خاص صلاحیت کی تعمیر ہوتی ہے، مثال کے طور پر، کسی سماج کے فداکارانہ کردار میں حصّہ ڈالنے کے لیے حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے حکمت کے موتی دوسروں کے ساتھ بانٹنے کے لیے، بچوں کے روحانی تعلیم و تربیت کے لیے۔ اس طرح، روحِ انسانی کی ان ضروری خصوصیات کے بارے میں شرکاء کی تفہیم بڑھتی ہے اور وقت کے ساتھ زیادہ گہرائی اختیار کرتی ہے کیونکہ وہ ہر ایک کی حرکیات کو ایک نئی روشنی میں جانچتے ہیں اور ہر نئے شعبے میں اس کے عمل کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

یونٹ کے ذریعے کسی گروپ کی رہنمائی کرتے ہوئے ایک ٹیوٹر روحانی صفات کی تلاش میں مرکزی تصور کو ذہن میں رکھنا چاہے گا جو بنیادی سلسلے کی تمام کورسوں میں موجود ہے اس میں آگے بڑھتے ہوئے، یعنی یہ کہ ایسی صفات اپنے صحیح اظہار کے لیے ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ تبلیغ کے عمل کے لیے خاص اہمیت کا حامل یہ سمجھنا ہے کہ ہمت کس طرح حکمت کا تقاضا کرتی ہے۔ ہمت کی عدم موجودگی میں کس طرح حکمت کا اظہار نہیں کیا جاتا ہے۔ کس طرح پاکیزگی کے لیے دنیاوی خواہشات سے انقطاع کے ساتھ ساتھ بے غرضی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر مہربانی، ایمان کے ذریعے لوگوں کی صلاحیت میں تبدیل نہیں لاتی تو کس طرح پدریت کے زیر اثر آسکتی ہے یا خلوص کے بغیر یہ حقیقت میں منافقت سے زیادہ کچھ نہیں۔

اب تک ٹیوٹرز اس خیال سے واقف ہوگئے ہیں جو کتاب نمبر ٣ میں پیش کیا گیا ہے کہ روحانی خصوصیات وہ مستقل ڈھانچے ہیں جو ہم انسان کی حیثیت سے تشکیل دیتے ہیں۔ ان صفات کا حصول ہمیں دوسروں کے ساتھ اپنے تعامل میں مناسب رویوں سے بچنے کے قابل بناتا ہے جو ہم نے اپنی پرورش اور ثقافت سے حاصل کیا ہوگا۔ لوگوں کے لیے ہماری کشادہ دلی اور سچائی کو سمجھنے میں اُن کی جدوجہد کے لیے ہمیں جو ہمدردی ہے وہ اُن رویوں کی مثالیں ہیں جو

تبلیغ کومتاثر کرتی ہیں۔تمام ٹیوٹروں کواس بات کے سامنے کی ضرورت ہے کہ رویوں کی بحث روحانی صفات کی تلاش میں تعمیر کی جاتی ہے جو یونٹ کے بڑے حصّے کی توجہ کا مرکز ہیں۔مثال کے طور پر حصّہ ۷ میں رحم دلی اور صبر کی خوبیوں کے بارے میں سوچتے ہوئے شرکاء ایسے حالات کا تجزیہ کرتے ہیں جن میں پدریت اور لا پرواہی کے رویے اپنے نام پر اصرار کر سکتے ہیں۔ اسی طرح حصّہ ۸ میں انقطاع کے معیار پر غور کرنے کے بعد اُن سے کہا جائے گا کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ اس کا ہماری تبلیغ کے جذبے، ایک اعلیٰ خواہش جس کی ہم سب آرزو کرتے ہیں سے کیا تعلق ہے۔شرکاء کواس قابل ہونا چاہیے کہ بے حسی اور بے غرضی کو ظاہر کرنے کے لیے حوصلہ افزائی اور جوش وخروش کو ایسے رویوں کے طور پر شناخت کریں جن کی وہ مزاحمت کریں گے۔حصّہ ۹ میں مشق کا مقصد یہی ہے جو محتاط غور وفکر کا موضوع ہونا چاہیے۔

وہ جو ٹیوٹروں کے طور پر خدمات انجام دیتے ہیں، یقیناً، اس بات سے بھی آگاہ ہیں کہ کسی بھی روحانی صفت کی ترقی میں متعدد متعلقہ تصورات کی تفہیم شامل ہے۔ پاکیزگی کی اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری حاصل کرنے کے لیے، مثال کے طور پر، اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ انسانی دل کو آئینہ دار کرنے کے لیے کیا بنایا گیا ہے، دھول اور غبار کیا ہے جو اس کی چمک کو پوشیدہ کر سکتی ہے اور اسے اس طرح کی گندگیوں سے پاک رکھنے کے لیے کیا ضروری ہے۔لیکن، اس طرح کے تصورات کی گہری سمجھ کے علاوہ انسان کو روحانی طور پر آگے بڑھنے کی مرضی اور مخلص خواہش کا مالک ہونا چاہیے۔مرضی اور خواہش محض فکری بحث سے پیدا نہیں ہوتے؛ ہر فرد کو اپنی اندرونی حالت پر گہری اور عمیق غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔لہٰذا ٹیوٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے ماحول یعنی غور وفکر کے لیے سازگار ماحول پیدا کرے جو احساسِ جرم کو جنم نہ دے، جو الجھنوں کا باعث نہ بنے، جو الزامات کی حوصلہ افزائی نہ کرے، جس میں دوستوں کا ایک گروپ تجریدی اور عملی دونوں معاملات پر غیر جانبدارانہ طور پر تبادلہ خیال کر سکے اور ہر ایک کو ذاتی طور پر اس بات پر غور وفکر کرنے کے لیے موقع دے کہ اُس کی کیا ضرورت ہے۔"

درج بالا یہ نوٹ کیا گیا ہے کہ روحانی صفات کے بارے میں ہماری سمجھ اس وقت بڑھتی ہے جب ہم مختلف خدمت کے کاموں کو انجام دینے میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔درج ذیل میں دی گئی دو صفات پر غور کریں، جو کہ ابتدائی طور پر کتاب نمبر ۲ میں غور وفکر کا موضوع رہی ہیں۔کیا آپ کچھ الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں کہ خدمت کے راستے پر آگے بڑھتے ہوئے اور روحانی اہمیت کی گفتگو میں شامل ہونے کے لیے گھریلو ملاقاوں کا دورہ کرتے ہوئے بچوں کی کلاسیں منعقد کرتے ہوئے اور ایک جونیئر یوتھ گروپ کے بحیثیت اینی میٹر مدد کرتے ہوئے آپ کی اِن صفات کے بارے میں فہم وادراک کیسے وسیع ہوئی ہے۔

انقطاع: ______________________________

____

____

____

____

____

____

عاجزی: ______

آئیں اب مزید آگے بڑھتے ہیں۔ آپ انسٹی ٹیوٹ کے پہلے چھ کورسوں کے مواد سے بخوبی واقف ہیں: آپ نے ایک شرکاء کی حیثیت سے مواد کا مطالعہ کیا ہے، ایسی خدمت کی سرگرمیاں انجام دیں ہیں جنہوں نے آپ کی اپنی زندگی اور سماج کی زندگی میں تعلیمات کے اطلاق اور مضمرات کی تفہیم کو بڑھایا ہے اور یہاں ان تصورات اور اصولوں پر غور کیا ہے جو تعلیمی پروسس کو شکل دیتے ہیں۔ اس بھرپور تجربے کے پیشِ نظر "صلاحیتوں" کے مفہومات پر غور کریں جن کی ترقی کے لیے ہم نے کہا کہ علم، روحانی صفات اور قابلِ ستائش چال چلن کے ساتھ ساتھ متعدد قابلیتوں اور مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا یہ حقیقی امکان نہیں ہے کہ روحانی صفات کو پروان چڑھانے اور سمجھ بوجھ کو فروغ دیے بغیر صلاحیتوں سازی کا عمل محض تکنیکی تربیت بن کر رہ جائے جس کا تعلق، کسی محدود معنی میں، صرف معلومات اور مہارتوں کے حصول سے ہو۔

اب ایک ٹیوٹر کیسے یقینی بناتا ہے کہ اسٹڈی سرکل میں شرکاء کے لیے ایک ایسا ماحول پیدا کرنے پر مناسب اور کافی توجہ دی جائے جو انہیں گہرے غور و فکر میں مشغول ہونے کے قابل بنائے جیسا کہ درج بالا دیئے گئے اقتباس میں ذکر کیا گیا ہے جو کہ ہر انسٹی ٹیوٹ کورس کا اہم حصّہ ہے؟

حصہ 25

کتاب نمبر ٦ کا تیسرا حصّہ خود تبلیغ کے عمل پر مرکوز ہے۔اس عمل میں شامل صلاحیتوں میں سے دس کا اس یونٹ میں ذکر کیا گیا ہے: ایک حضرت بہاء اللہ کے پیغام کو تسلیم کرنا اور اسکی نشوونما کرنے کی استعداد اور دوسری حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات کو حالات کے مطابق مدلل انداز میں پیش کرنا۔ یونٹ کا بنیادی حصّہ دوسری صلاحیت پر وقف ہے اور آپ کو اچھی طرح یاد ہوگا کہ شرکاء کو اس کی نوعیت کے بارے میں سوچنے میں مدد کرنے کے لیے ایک خیالی صورتِ حال پیش کی جاتی ہے تا کہ وہ اس کا تجزیہ کر سکیں، یہ دو جوانوں، اینا اور اس کی دوست ایمیلیا کے درمیان ایک گفتگو ہے۔ بطور ایک ٹیوٹر آپ کو یہ یقینی بنانا ہوگا کہ شرکاء اس صلاحیت سے متعلق دو اہم نکات کو سمجھیں، جن میں سے پہلا درج ذیل ہے۔

"...... کہ شرکاء حصّے ۴ سے ٦ تک منتخب کیے گئے نہ صرف تصورات اور اطلاعات کے درمیان کے فرق کو پہچاننے گے بلکہ یہ بھی کہ یہ گفتگو کیوں اتنی اہم ہے۔ آخر کار، یہ تصورات اور ٹھوس سچائیوں کی تفہیم ہے جو نفوس کو حضرت بہاءاللہ کے قریب پہنچانے کے قابل بناتی ہے نہ کے معلومات کا محض امتزاج۔ تبلیغ کا عمل اس حد تک شعور کو بڑھانے اور اُس کو فروغ دینے کے متعلق ہے کہ لوگوں کو ذہنی اور روحانی طور پر بااختیار بنانے میں مدد کرنے کے ایک ذریعہ کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہاں، انسٹی ٹیوٹ پروسس میں داخل ہونے کے بعد سے شرکاء کلامِ الٰہی کے ساتھ تعامل کرنے اور تفہیم حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کر رہے ہیں کیونکہ اب وہ اس بات پر غور کرتے ہیں کے دوسروں کو سچے علم کے ساحلوں کی رہنمائی کیسے کی جائے۔"

آپ کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ اب حصّہ ۴ سے ٦ تک دوبارہ پڑھیں، تصورات اور اطلاعات کے درمیان فرق کو سمجھنے کی قابلیت کیسے ہوتی ہے۔

___ اپنے ساتھیوں کو تبلیغ امر اللہ کی اپنی کوششوں میں اور ان کو حقیقی علم کے ساحل تک پہنچنے میں مدد دینے میں ؟ ___________________

___ ایک ٹیوٹر کی تفہیم کی ترقی میں حصّہ ڈالنے کی قابلیت کو بڑھانا، جو کہ تمام کورسوں کے سلسلے کا فی مرکزی ہے؟

جہاں تک مدلل انداز میں تبلیغ کرنے کی صلاحیت سے متعلق دوسرے نکتے کا تعلق ہے، شرکاء کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اگرچہ کوئی خاص فارمولہ نہیں ہے، نہ ہی ہر طریقہ مؤثر ہوتا ہے۔ اینا اور امیلیا کے درمیان گفتگو کا تجزیہ کرنے سے انہیں سمجھنے میں مدد ملے گی کہ ایک مؤثر پیشکش میں کیا چیز شامل ہے۔ شرکاء کو یہ بھی سمجھنا ہوگا کہ یہ گفتگو ایک مقرر خیالات کا مجموعہ نہیں ہے جسے بغیر سوچے سمجھے اپنایا جائے۔ دراصل، مشقیں اس لیے شامل کی گئی ہیں تا کہ انہیں اس بات پر غور کرنے کی ترغیب دی جائے کہ وہ مختلف پس منظر اور دلچسپیوں کے مطابق پیشکش کو کیسے ڈھالیں گے۔ اس میں انہیں یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ امراللہ کی تمام مؤثر پیشکشوں میں کچھ خاص خصوصیات مشترک ہوتی ہیں۔ اینا کی پیشکش کو ذہن میں رکھتے ہوئے فیصلہ کریں کہ درج ذیل میں سے کون سی خصوصیات ایک مؤثر پیشکش کی ہیں (م) اور کون سی بالکل نہیں (ن):

ایک مؤثر پیشکش

___ سادہ اور ٹھوس ہوتی ہے۔

___ واضح ہوتی ہے۔

___ مبہم ہوتی ہے۔

___ کشادہ دلی والے رویے کا اظہار کرنا۔

___ پیش کرنے والے کی ایمانی گہرائی کا اظہار کرتی ہے۔

___ حضرت بہاءاللہ کے مظہرِ ظہورِ الٰہی یعنی ایک عالمگیر معلم کے ہونے پر زور دیتی ہے اور واضح طور پر آپ کی تعلیمات کو بیانات کا بطور منبع قرار دیتی ہے۔

___ اس مفہوم کو متعارف کرواتی ہے کہ امراللہ میں احکام ہیں جو خدا کی محبت اور رحمت کا اظہار ہیں اور ان کی پیروی کرنا ترقی اور نشوونما کا سبب بنتا ہے۔

___ ان تین شرکاء کے کرداروں کی جھلک پیش کرتا ہے جو مل کر ایک نئی تمدن کی تعمیر کر رہے ہیں یعنی فرد، سماج اور امراللہ کے ادارے اور محبت اور اعتماد کے رشتے جو انہیں متحد کرتے ہیں۔

___ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آج بھی بہائی معاشرہ کامل ہے۔

___ امراللہ کی مرکزی ہستیوں کو متعارف کرواتی ہے۔

___ امراللہ کی تاریخ کو اچھی طرح وضاحت کرتی ہے تا کہ سننے والوں اور جڑواں مظاہر کے درمیان ایک تعلق پیدا کیا جا سکے۔

___ حضرت بہاءاللہ اور سابقہ مظاہر کے درمیان تعلق پر تفصیلی تجزیہ کو نظر انداز کرتی ہے۔

___ گرم جوشی کا ظاہر کرتی ہے۔

___ دعوت دینے والی ہوتی ہے۔
___ دباؤ ڈالنے والا ہے۔
___ آثار مبارکہ کے عبارات پر رغبت مبذول کراتی ہے۔
___ مثالوں سے استفادہ کرتی ہے
___ منطقی ہوتی ہے۔
___ زیادہ تر پیش گوئیوں پر منحصر ہوتی ہے۔
___ بہت استدلالی ہے۔
___ سننے والے کے دل و دماغ کو منجذب کرتی ہے۔
___ متلاشی کے جذبات سے کھیلتی ہے۔
___ یہ واضح کرتی ہے کہ بہائی ہونے سے مراد نئی ذمہ داریوں کو قبول کرنا ہے۔
___ متلاشی پر طاری خوف سے کھیلتی ہے۔
___ متلاشی کو بہت زیادہ تفصیلات سے بوجھل نہیں کرتی۔
___ بہت زیادہ اطلاعات فراہم کرتی ہے۔
___ پیچیدہ تفصیلات پر توجہ مرکوز کرنا۔
___ سننے والے کی صلاحیت کے مطابق آج کے مظہر الٰہی کو شناخت کرنے میں یقین محکم ظاہر کرتی ہے۔

حالات کے مطابق امراللہ کو منطقی انداز میں پیش کرنے کے لیے مطلوبہ صلاحیت کی تلاش کے ضمن میں سمجھنا ضروری ہے کہ ایسی گفتگو ذاتی تبلیغی کوششوں یا کمپین کے تناظر میں ہو سکتی ہے۔شرکاء، جب وہ ذاتی تبلیغ کے بارے سوچتے ہیں تو انہیں ترغیب دینی چاہیے کہ وہ دیکھیں کہ ایسی کوششیں کس طرح اجتماعی کاروائی کو مکمل کرتی ہیں اور وہ واقعی اس میں بُنی ہوئی ہوتی ہیں۔انہیں اپنے ذاتی حالات اور اپنے ایمان کی تعلیم دینے کی کوششوں پر غور کرنے کا موقع فراہم کیا جانا چاہیے تا کہ وہ زندگی کے ایک ایسے نمونے کو فروغ دے سکیں جس میں امراللہ کی تبلیغ دینا ایک لازمی جزو ہو۔ایک اسٹڈی سرکل کے شرکاء کو ایسا ہی کرنے کی ترغیب دینے میں یہ کس قدر اہم ہے کہ ٹیوٹر نے حصّہ ۲۶ میں دی گئی مشقیں خود کی ہوں اور حصّہ ۲۷ میں اپنا تبلیغی منصوبہ جو وقت کے ساتھ ساتھ عمل کے ذریعے ترمیم شدہ ہو ؟

جہاں آپ رہتے ہیں اس کے محلے یا گاؤں کے تناظر میں بیان کریں کہ امراللہ کی تبلیغ کے لیے ذاتی کوشش کس طرح توسیع اور تحکیم پر مرکوز اجتماعی کاروائی کی تکمیل کرتی ہیں۔

اجتماعی سرگرمی کا موضوع حصّہ ۲۸ میں لیا گیا ہے اور یہ یونٹ کا باقی حصّوں کا مرکز ہے۔ یہاں مشقیں وسیع نہیں اور ٹیوٹر پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں اس حوالہ سے ان کے اپنے تجربے سے متعلق شرکاء کی مدد کریں۔ انہیں یہ مشاہدہ کرنا چاہیے کہ کس طرح اجتماعی کاروائی میں ہر فرد ایک ایسے ماحول میں اپنا حصّہ ڈالتا ہے جس کی خصوصیات مختلف جہتوں میں اتحاد کی بڑھتے ہوئے درجات سے ہوتا ہے۔ وہ اس بات کا تصور حاصل کرنا چاہیے کہ کس طرح نچلی سطح پر متحد عمل، انفرادی کوششوں کے ساتھ عالمی مہم کو آگے بڑھانے کا کام کرتا ہے جس میں بہائی سماج مصروف ہے۔ یہ پیرا گراف ٹیوٹر کے سرِ دست کام کی نوعیت کو بیان کرتا ہے:

"اس مقصد کے لیے یہ حصّے بہت سے سوالات اُٹھاتے ہیں جن پر شرکاء غور کریں گے یعنی یہ کہ اجتماعی کاروائی کی نوعیت کیا ہے؟ اجتماعی عمل کے متحد ہونے کا کیا مطلب ہے؟ دنیا بھر میں امراللہ کے بارے میں نقطہ نظر کی خصوصیات کیا ہیں اور زوردار کمپین کا کیا کردار ہے؟ جن لوگوں کے درمیان وہ کام کر رہے ہیں ان کی کچھ خصوصیات کیا ہیں؟ چاہے وہ گاؤں کے باشندے ہوں یا محلے میں رہنے والی مستعد آبادی؟ حضرت بہاءاللہ کے عالمی نظام کے تصور کی طرف عوام کی تحریک کو آگے بڑھانے کے لیے اس کے اجتماعی اقدامات سے کتنی مضبوط قوتیں پیدا ہو رہی ہیں؟ بچوں، جونیئر یوتھ اور جوانوں اور بالغوں کے لیے انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے فروغ دیئے جانے والے تعلیمی اقدام کے ذریعے پیدا ہونے والی صلاحیت کا امراللہ کی نشوونما سے کتنا گہرا تعلق ہے؟ کیا مؤثر اجتماعی کاروائی کے لیے مطلوبہ حالات پیدا کیے جا رہے ہیں؟ کیا رفاقت کے بندھن مسلسل مضبوط ہو رہے ہیں؟ کیا اجتماعی عمل میں شرکاء کے درمیان مقصد کا اتحاد حاصل کیا جا رہا ہے؟ کیا یہ خوشگوار اور بھرپور سرگرمی میں ظاہر کیا جا رہا ہے؟ ترقی کے بارے میں سیکھنے کے لیے ان کے نقطہ نظر کو کس حد تک عمل، عمل پر غور و فکر اور مشورت کے ذریعے بیان کیا جا رہا ہے؟ اس آخری سوال کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ اس حد تک ہے کہ دوستوں کے بڑھتے ہوئے مرکزہ کے درمیان اس طرح کا نقطہ نظر کس حد تک کام کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے کہ اگر انہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ ترقی کے ایک مرحلے سے دوسرے تک آگے بڑھنے کے لیے کیا ضروری ہے وہ فکر کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجے کے اتحاد کی تعمیر کریں گے۔"

ٹیوٹر کے لیے گروپ کے ساتھ یونٹ کے آخری حصّوں سے گزرتے ہوئے مندرجہ بالا سوالات کے بارے میں گفتگو کرنے کے مواقع کو پہچاننا اہم ہوگا۔ اس مقصد کی خاطر آپ کے لیے آج اپنے گروپ کے دیگر اراکین کے ساتھ ان میں سے ہر ایک پر غور کرنا مفید ہوگا۔ ایسا کرتے ہوئے تجریدی گفتگو میں

مشغول ہونے سے دور رہنے کی کوشش کریں اور ایسی مثالیں سامنے لائیں جو آپ کے تازہ ترین تجربے میں آئی ہوں۔ اپنے محلے یا گاؤں کے تناظر میں درج ذیل کے سوالات پر غور کرنے یہ آپ کے لیے خاص طور پر قابلِ قدر ہوگا۔

تاریخ امراللہ کی بڑھوتری کیسے اس لمحے میں، انسٹی ٹیوٹ کورسوں کے ذریعے فروغ پانے والے تعلیمی پروسس کے عمل کے ذریعے صلاحیت سازی سے الگ نہیں، خاص طور پر جوانوں کی صلاحیت جب وہ بنیادی سلسلے کے ذریعے آگے بڑھتے ہیں؟

گاؤں یا محلے میں کام کرنے والے دوستوں کے مرکزہ کے درمیان عمل کا نمونہ، عمل پر غور وفکر اور مشورت انہیں اس قابل بناتی ہے کہ اجتماعی ملکیت حاصل کرسکیں۔ کیا اس نمونہ کے سیکھنے کے عمل کی سرگرمیوں کو ضرب لگانے کے لیے محض منصوبہ بندی اور اُن پر عملدرآمد تک محدود کیا جاسکتے ہے؟ یہ عمل اس سے مختلف کیسے ہے جس میں تکنیکی طور پر متعدد مراحل کی پیروی کرنا شامل ہے ؟ اس طرح کا نمونہ کس خاص حقیقت کے اندر نفوذی اور اجتماعی تبدیلی کی بصیرت پیدا کرنے کی اجازت دیتا ہے جسے دوست خود تلاش کرتے ہیں؟

حصہ 26

امید کی جاتی ہے کہ روحی انسٹی ٹیوٹ کی پہلی چھ کتابوں کا یہ جائزہ آپ کو ترتیب دینے والے کچھ تدریسی اصولوں کی بصیرت فراہم کرے گا۔ خاص طور پر یہ کیسے خدمت کے راستے پر چلنے کے عمل کی صلاحیتوں کی تعمیر کے عمل کے گرد منظم کیا گیا ہے۔ کتاب نمبر ے جس کا آپ ابھی مطالعہ کرر ہے ہیں اس خدمت کے عمل

کے لیے مختص ہے جس کے بارے میں ہم نے کہا ہے کہ یہ تعلیمی پروسس کی توسیع کے لیے بہت اہم ہے یعنی گروہ در گروہ کو بنیادی سلسلے کے کورسوں سے گزارنے میں مدد کرنا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں بنیادی تسلسل یہاں ختم نہیں ہوتا بلکہ اس میں کئی دیگر کورس شامل ہوتے ہیں جو بتدریج زیادہ پیچیدہ خدماتی سرگرمیوں کو حل (مخاطب) کرتے ہیں۔ تاہم، ہمیں اس وقت ان پر غور کرنے کی ضرورت نہیں۔ فی الحال آپ کو اس بات پر غور وفکر کرنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ کس طرح کورسوں کے ایک تسلسل کے ذریعے منظم طریقے سے صلاحیتوں کو فروغ دینا اہم ہے۔ بیت العدل اعظم الہٰی ۲۷ دسمبر ۲۰۰۵ء کے پیام سے درج ذیل اقتباس پڑھیں جو کہ مشاہدہ کرتا ہے، گزشتہ سالوں کے دوران ہونے والی پیش رفت کو اجاگر کرتا ہے:

"اس کے بعد ہونے والی ترقیات سے کورسوں کے سلسلے کی افادیت کے مزید ثبوت سامنے آئے ہیں جو خدمت کی استعداد میں مقدس تحریروں کے مطالعہ سے حاصل ہونے والی گہری روحانی بصیرتوں کے اطلاق پر توجہ مرکوز کرنے سے اضافہ پیدا کرنے کی جستجو کرتا ہے۔ اس کورس میں شرکت کرنے والوں کو علم کے ایک ایسے مجموعہ سے روشن کیا جاتا ہے جو ان میں متعلقہ عادات، رویوں اور خوبیوں کی پرورش کرتا ہے اور انہیں کچھ ایسی ہنرمندیوں اور صلاحیتوں کو تیز کرنے میں مدد دی جاتی ہے جن کی خدمت کے سرانجام دیتے وقت ضرورت پڑتی ہے۔ اسٹڈی سرکل کے سنجیدہ اور حوصلہ افزا ماحول میں تخلیقی کلمات پر ہونے والی گفتگو امر اللہ کے فرائض کے متعلق شعور کی سطح میں بلندی لاتی ہے اور امر اللہ کی تبلیغ اور اس کے مفادات کی خدمت سرانجام دینے سے انسان کو جو سرور ملتا ہے اس کا شعور پیدا کرتی ہے۔ روحانی سیاق وسباق جس میں مخصوص کام سرانجام سیئے جاتے ہیں انہیں خاص اہمیت عطا کر دیتے ہیں۔ جیسے جیسے احباب بتدریج زیادہ استعداد طلب کام کرتے ہیں تو صبر وتحمل کے عالم میں زیادہ اعتماد قائم ہوتا ہے۔ تاہم سب سے بڑھ کر یہ خدا پر بھروسہ ہی ہے جو انہیں اپنی کوششوں میں استقامت بخشتا ہے۔ مومنین کے وہ بیانات کس قدر کثیر تعداد میں ہیں جو تبلیغ کے میدان میں خدشات کے ساتھ داخل ہوتے ہیں لیکن اپنے آپ کو ہر طرف سے ملنے والی تائیدات سے حوصلہ پاتے ہیں۔ وہ اپنے سامنے نئی آنکھوں کے ساتھ امکانات اور مواقع کو دیکھتے ہیں اور جب وہ اس سب کو استعمال میں لاتے ہیں جو وہ سیکھ رہے ہیں اور اپنی توقعات سے کہیں زیادہ نتائج حاصل کرتے ہیں تو براہ راست تائیدات الہیہ کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ کہ ایمان کی روح جو کلمہ الہیہ کے ساتھ قریبی تعلق پیدا کرتی ہے وہ نفوس پر اسی طرح کا ہی اثر پیدا کرتی ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جو دل کو سرور دیتی ہے وہ یہ ہے کہ انسٹی ٹیوٹ پر اسیس اتنی بڑی تعداد کو امر اللہ کی کایا پلٹ دینے والی قوت کو قریب سے محسوس کرنے میں مدد دے رہا ہے۔"(5)

اپنے تجربے کی بنیاد پر، جو آپ نے روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کے ذریعے خدمت کی راہ پر گامزن ہوتے ہوئے حاصل کیں ہیں، چند الفاظ میں بیان کریں کہ کس طرح ہر کتاب پچھلی کتاب پر مبنی ہوتی ہے اور شرکاء کو خدمت کے زیادہ پیچیدہ سرگرمیوں کے انجام دینے کے قابل بناتی ہے۔

اب جو بصیرتیں آپ نے کورسوں کے سلسلے کے مواد اور ترتیب کو تشکیل دینے والے مرکزی تصورات اور بنیادی اصولوں میں حاصل کی ہیں، اُن کی تحکیم کے لیے، درج ذیل میں بیت العدل اعظم الہی کے ایک پیام کے اقتباس پر غور کریں۔

" بغیر کسی استثنا کے، انسٹی ٹیوٹ پراسیس کے کایا پلٹ اثرات کا ذاتی مشاہدہ ہو چکنے کے بعد، ایسے کلسٹروں میں احباب ان حرکیات کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں جو اس کی تہہ میں ہے یعنی دوستی کا وہ جذبہ جو یہ پیدا کرتا ہے، شراکتی طریقہ کار جو یہ اپناتا ہے، سوجھ بوجھ کی وہ گہرائی جسے یہ پروان چڑھاتا ہے، خدمت کی وہ سرگرمیاں جنہیں یہ تجویز کرتا ہے، اور، سب سے بڑھ کر اس کا کلام الٰہی پر اعتماد۔ اس بات کو یقینی بنانے کی ہر کوشش کی جارہی ہے کہ اس عمل سے ''ہونے'' اور ''کرنے'' کا وہ انحصار باہمی جسے انسٹی ٹیوٹ کے کورس واضح کرتے ہیں منعکس ہو؛ یعنی وہ مرکزیت جو وہ علم اور اس کے اطلاق کو دیتے ہیں؛ وہ تاکید جو وہ جھوٹے دوہرے معیارات سے بچنے کے لئے کرتے ہیں؛ وہ زور جو وہ تخلیقی کلام کو یاد کرنے پر دیتے ہیں؛ اور جو احتیاط وہ نفس امارہ کو ابھارے بغیر خودی کو بیدار کرنے میں برتتے ہیں۔"(6)

یقیناً آپ کو انسٹی ٹیوٹ کے عمل کی حرکیات کے بارے میں بڑھتی ہوئی بصیرت حاصل ہوگی جب آپ اس کے ذریعے کھولے جانے والے خدمت کے راستے پر چلتے رہیں گے۔ اب تک جو سمجھ آپ نے حاصل کی ہے اس کے ساتھ کورسوں کے درج ذیل مقاصد کے بارے میں کچھ خیالات لکھیں:

الف۔ "ہونے" اور " کرنے " کی تکمیل کرنے کو واضح کرنا: ____________________

ب۔ علم اور اس کے اطلاق کو مرکزی حیثیت دینا: ____________________

ج۔ غلط فروعات سے بچنے پر زور دینا: ____________________

د۔ تخلیقی کلام کو حفظ کرنے پر زور دینا: ______________________

____

____

ہ۔ شعور بیدار کرنے میں احتیاط کرنا، بغیر اس کے کہ اصرار کرنے والے نفس کو بیدار کیا جائے: ______________________

____

____

اب تعلیمی پروسس کی نوعیت کے بارے میں چند الفاظ کہیں جو کورسوں کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں، جیسا کہ یہ درج ذیل سے متعلق ہے:

الف۔ رفاقت کی روح جو تعلیمی پروسس سے پیدا ہوتی ہے: ______________________

____

____

ب۔ شراکتی نقطہ نظر جس کی یہ حوصلہ افزائی کرتا ہے: ______________________

____

____

ج۔ ادراک کی گہرائی جسے یہ فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے: ______________________

____

____

د۔ خدمت کی سرگرمیاں جن کی یہ سفارش کرتا ہے: ______________________

____

____

ہ۔ تعلیمی پروسس میں کلامِ الٰہی پر انحصار کرنا: ______________________

____

____

حصہ 27

روحی انسٹی ٹیوٹ کے نصاب کے متعلق اپنی بات ختم کرنے سے پہلے یہ مفید ہوگا کہ ہم اس کے بنیادی سلسلے سے نکلنے والے کورسوں پر مختصر بات کریں۔ جیسا کہ بنیادی سلسلے نے واضح کیا ہے کہ خدمت کے راستے کی نوعیت مخصوص طریقوں کی اجازت دیتی ہے جو کہ خاص علاقوں میں درکار علم، روحانی صفات اور مہارتوں سے متعلق ہیں۔ فی الحال روحی انسٹی ٹیوٹ دو سلسلوں میں منشعب کورسوں کو تیار کر رہا ہے۔ اس حوالے سے بیت العدل اعظم الٰہی نے ۱۲ دسمبر ۲۰۱۱ء کے خط میں وضاحت فرمائی:

"اس وقت کورسز کے سلسلے کے دو ایسے نقاط ہیں جن کے متعلق ایک شخص خدمت کی خصوصی مہارت کا راستہ اختیار کر سکتا ہے۔ پہلا نقطہ کتاب نمبر 3 میں موجود ہے۔ ان دوستوں میں سے جو اسے مکمل کر لیتے ہیں اور بچوں کی روحانی تعلیم کے پروگرام کے پہلے درجہ کی نسبتاً سادہ کلاس میں پڑھانا شروع کرتے ہیں، چند ایک یہ فیصلہ کرنا پسند کریں گے کہ وہ اپنے آپ کو خدمت کے اس میدان کے لئے وقف کر دیں اور اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنے وقت پر نسبتاً بتدریج زیادہ پیچیدہ ہوتے ہوئے گریڈ 2 سے 6 تک کے ذیلی سلسلہ کی طرف جائیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بنیادی سلسلہ کے مطالعہ کو ترک کر دیں گے۔ درحقیقت خصوصی راستے کو تشکیل دینے والے کورسز یہ توقع کرتے ہیں کہ شرکاءً ترقی کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے حالات سے مطابقت رکھنے والی رفتار سے اس راہ پر آگے بڑھ رہا ہے جسے بنیادی کورسز نے متعین کیا ہے۔ کتاب نمبر 5 جو جونیئر یوتھ گروپس کے لئے اینی میٹرز تیار کرتی ہے وہ دوسرا نقطہ تشکیل دیتی ہے جس سے ذیلی کورسز کا ایک سلسلہ پیدا ہوتا ہے۔

اپنے وقت پر بلاشبہ بنیادی کورسز کے سلسلہ سے چلنے کے مزید راستے نمودار ہوں گے۔ ان میں سے کچھ ایسے ہوں گے جو عالمی دلچسپی کے حامل ہوں گے جیسے کہ مذکورہ بالا دو کورسز کا سلسلہ۔ جبکہ دوسرے مخصوص مقامی ضروریات کے مطابق محدود ہوں گے۔ جیسا کہ بنیادی سلسلہ کے بارے میں ہوا ہے ان کے مندرجات اور ساخت میدان عمل میں مسلسل مجموعی تجربات سے برآمد ہونے چاہئیں۔ یہ تجربات بے ترتیب اور بے قاعدہ نہیں ہوتے اور نہ ذاتی ترجیحات کی قوتوں کے ماتحت کام کرتے ہیں بلکہ ان کی رہنمائی امر اللہ کے ادارے کرتے ہیں۔ ان تجربات کی تشکیل آبادی کے بہت بڑے حصے کی قوتوں کی پہلے سے بھی زیادہ بڑی شمولیت کا تقاضا کرے گی۔۔۔۔۔۔" (7)

ہمیں یہاں منشعب کورسوں کے سوال کا تفصیلی جائزہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو اہم بات ہمیں سمجھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ منشعب کورس، جیسا کہ درجِ بالا اقتباس میں اشارہ کیا گیا ہے، اجتماعی تجربے سے اُبھریں گے جو اداروں اور ایجنسیوں کی رہنمائی کے تحت ہوگا۔ اس نکتہ پر مزید وضاحت کرتے ہوئے بیت العدل اعظم الہٰی نے یکم جنوری ۲۰۲۲ء کے پیام میں فرمایا:

" ہم نے ماضی میں کورسز کے بنیادی سلسلہ کو درخت کے بنیادی تنے سے تشبیہہ دی ہے جو دوسرے کورسز کو مدد اور سہارا دیتا ہے جو اس سے شاخوں کی صورت میں پھوٹتے ہیں۔ ہر شاخ عمل کے ایک مخصوص شعبے کو مخاطب کرتی ہے۔ ایسے ذیلی کورسوں کی تیاری لازمی طور پر وقت کے ساتھ نمونے کے ذریعہ پیدا ہوگی جو عمل اور غور و فکر کے ذریعہ سامنے آئے گا اور جس کے لئے تصور پیدا کرنا اور اس پر عمل کرنا ہاتھ میں ہاتھ لے کر میدان میں جائیں گے۔ ان ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس کے لئے جو اس کام کو ہاتھ میں لیتے ہیں کئی لوازمات اور تقاضے ہیں۔ ان پر لازم ہوگا کہ وہ گہرے طور پر انسٹیٹیوٹ کے بنیادی سلسلہ کے مندرجات کو سمجھتے ہوں اور ان اعلیٰ اصولوں کو جو متن پر مشتمل ہے، اس تجربہ کا جو اس سے نچلی سطح پر پیدا ہو رہا ہے واضح تجزیہ کریں جیسے جیسے فعالیتوں میں پیش رفت آئے، دوستوں کی ٹیموں کے ساتھ تعاون کریں جو معاشرہ کی تعمیر کے عمل کے مخصوص پہلو کے ساتھ وقف ہو کر منسلک ہوں اسے سیکھنے کے انداز سے چلائیں اور ان کے کام میں ایسے افراد کو داخل کریں جن میں مواد تیار کرنے کی اہلیت ہو دفعہ جب یہ صحیح طریقہ سے مکمل ہو جائے تو ذیلی کورس ان دوستوں کی مدد کرے گا جو متعلقہ فعالیت کو ان کی صلاحیت میں مزید قوت پیدا کرنے کے لئے ترقی دے رہے ہوں اور یہ متعلقہ سیکھنے کے عمل کو آبادی کی زندگی میں مزید مضبوط بنائے گا۔ کورس سے حاصل ہونے والے علم کے لئے ایک مخزن کے طور پر کام کرے گا اور اس کی شہرت کو پھیلانے کا ذریعہ بنے گا۔" (8)

نصاب کی ترقی کا طریقہ کار جو روحی انسٹی ٹیوٹ نے اپنایا ہے وہ اس کورس کا موضوع نہیں ہے۔ تاہم ان کتب کے بطور ایک ٹیوٹر بننے کے

خواہشمند آپ کو یہ جاننا چاہیے کہ انسٹی ٹیوٹ کی کتابیں نہ تو کسی ایک شخص کے ذہن کی اختراع ہیں اور نہ ہی کسی ایک ایسے گروپ کی باہم مشورت کا نتیجہ ہیں جو عملی زندگی سے دور ہو۔ بلکہ ان کو لکھنے کے لئے سالہا سال لگے کیونکہ انسٹی ٹیوٹ نے عمل۔ غور وفکر کے زورداری کے عمل کے ذریعے سیکھا ہے کہ کس طرح منظم طور پر انسانی وسائل کو امراللہ اور معاشرے کی پیش رفت کے لیے قائم کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسی سوچ کا حامل ہو تو پھر کتاب مکمل کرنے کیلئے کافی وقت درکار ہوگا۔ یہ عمل تدریجی اور قدرتی ہے لیکن اس میں درکار صبر پائیدار پھل لاتا ہے۔

حصہ 28

اب تک اس یونٹ میں آپ نے روحی انسٹی ٹیوٹ کے تعلیمی طریقہ کار اور اس سے جنم لینے والے مواد کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ ابتدا ہی سے انسٹی ٹیوٹ نے شرکت کی قدر کو اہمیت دی اور ہدایت کی تا کہ اس مواد کو گروپ میں مطالعہ کے لیے تیار کیا جا سکے۔ اس نے جلد ہی یہ بھی سمجھ لیا کہ اس کا طریقہ کار مختلف افراد کی سیکھنے کی رفتار کا احترام کرنا پڑے گا۔ ہر شخص اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق آگے بڑھے گا جو تعلیمی پروسس میں آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی رہیں گی۔ مقابلہ کا اس عمل میں کوئی جگہ نہیں ہوگی۔

پھر ایک اور قابل ذکر نقطہ تعلیمی طریقہ کار سے متعلق ہے یعنی مواد کی خصوصیات میں ایک نظام شامل ہے جو تعلیمی پروسس کو نچلی سطح سے جاری کرنے اور پھلنے پھولنے کے قابل بناتا ہے۔ اسٹڈی سرکل اور ایک ٹیوٹر کے تصورات کے گرد منظم، مواد کے ساتھ مل کر، یہ نظام افراد کی بڑھتی ہوئی تعداد کو جو ایک دوسرے کی مدد اور ھمراہی کرتے ہیں، خدمت کے لیے صلاحیت کو بڑھانے کی اجازت دیتا ہے۔ آپ اس نظام کے بارے میں کچھ معلومات پہلے ہی سے رکھتے ہیں، اِن گروپوں کا حصّہ ہونے کی وجہ سے اور اس یونٹ کے دوران اس کے کام کرنے کے طریقے کے بارے میں مزید بصیرت حاصل کر چکے ہیں۔ موصلاتی تعلیم کے اس نظام کے اثرات اور اس کی بڑی تعداد تک پہنچنے کی صلاحیت کا حوالہ دیتے ہوئے بیت العدل اعظم الٰہی فرماتے ہیں:

" اس طرح جو مواقع پیدا ہوتے ہیں اُن کی قدر کرنے میں ہمیں ناکام نہیں رہنا چاہیے۔ آج معاشرتی قوتیں جمود پیدا کر رہی ہیں۔ بچپن سے ہی بڑھتی ہوئی مہارت کے ساتھ توجّہ حاصل کرنے کی خواہش پروان چڑھائی جاتی ہے اور ایک ایسی نسل تیار کی جاتی ہے جو ہر اس شخص کی قیادت قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جو سطحی جذبات اُبھارنے کا ہنر ثابت کر دے۔ یہاں تک کہ بہت سے تعلیمی نظاموں میں شاگردوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے جیسے وہ کوئی ایسے خالی برتن ہیں جو معلومات بھرنے کے لیے بنائے گئے ہوں۔ عالمِ بہائی ایک ایسی ثقافت پیدا کرنے میں کامیاب ہوا ہے جو ایک ایسے سوچنے کے انداز، مطالعہ کرنے کی عادت، اور عمل کو فروغ دیتا ہے جس میں سب خود کو خدمت کی ایک راہ پر گامزن دیکھتے ہیں، ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں ایک ساتھ بڑھتے ہیں اور سب ہر لمحہ ایک دوسرے کی علمیت کا احترام کرتے ہیں اور مومنین کی درجہ بندی مثلاً عالم اور جاہل کی تفریق کرنے والے رجحان کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں جو ایک بہت شاندار فضیلت کی حامل کامیابی ہے اور اِس میں ایک ایسی تحریک کی حرکیات مضمر ہیں جسے دبایا نہیں جا سکتا۔" (9)

اب آپ کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ درج ذیل پیراگرافوں کا جائزہ لیں جو نظام کے عمومی وضع قطع کو بیان کرتے ہیں اور ان پر اپنے گروپ میں مذاکرہ کریں:

اسٹڈی سرکل فاصلاتی تعلیمی نظام کا ایک عنصر ہے جسے انسٹی ٹیوٹ چلاتا ہے جسے قومی یا علاقائی تربیتی انسٹی ٹیوٹ کے ذریعے منظم کیا جاتا ہے اور جس

کا مقصد کورسوں کے سلسلے کو مقامی سطح تک پہنچانا ہے۔ یہ سرکل عام طور پر ایک دیے گئے کسی مقامی علاقے کے کئی افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک ٹیوٹر کی مدد سے اور اپنی استعداد اور رفتار کے مطابق کورسوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ گروپ کے رکن کی حیثیت سے، ٹیوٹر بھی دوسروں کی طرح سیکھنے کے عمل میں شامل ہوتا ہے لیکن ضروری کورسوں کو مکمل کرنے کے بعد، وہ اس بات کو یقینی بنانے میں مدد کرسکتا ہے کہ مطالعہ کیے جانے والے کورس کا مقصد حاصل ہوجائے۔ اس مقصد کے لیے اگر شرکاء کی تعداد زیادہ ہو تو ٹیوٹر انہیں دو یا تین چھوٹے گروپوں میں تقسیم کرسکتا ہے جن کے ساتھ بیک وقت کام کرتا ہے۔

کسی گروپ کے کام کرنے اور اس کے اراکین میں بہت لچک ہوتی ہے۔ کچھ گروپ طویل مدت تک ہفتے میں ایک بار ملنے کو ترجیح دے سکتے ہیں جبکہ دیگر روزانہ ملنے یا کبھی کبھار ہر ہفتے کے آخر میں ملنے کا انتخاب کرسکتے ہیں۔ کورس مکمل ہونے پر تمام اراکین اگلا کورس اکھٹے پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ گروپ کو چھوڑ سکتے ہیں اور بعد میں کسی دوسرے گروپ میں شامل ہوسکتے ہیں۔ ایک ہی ٹیوٹر ایک کورس سے دوسرے کورس تک گروپ کے ساتھ رہ سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ کورس مکمل ہونے پر ٹیوٹر بدل جائے۔

شرکاء مختلف طریقوں سے اسٹڈی سرکل میں شامل ہوسکتے ہیں۔ گاؤں اور محلوں میں جہاں امراللہ کے فعال حامیوں کا ایک بڑھتا ہوا مرکزہ موجود ہے اسٹڈی سرکل اکثر سماج کے تین ماہ کے سرگرمی کے دورانیہ کے ذریعے توسیع اور تحکیم کرنے کی کوششوں کے تناظر میں تشکیل دیے جاتے ہیں۔ جیسے جیسے اسکولوں، کلبوں اور مقامی تنظیموں سے رجوع کرنے کی کوششیں نتیجہ خیز ہورہی ہیں، شرکاء اکثر نوجوانوں کی صفوں سے آتے ہیں جو خدمت کے میدان میں داخل ہونے کے خواہشمند ہیں اور کورسوں کے مطالعے کے ذریعے اپنی صلاحیتوں کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ، کچھ پندرہ یا سولہ سال کے نوجوان ہوتے ہیں جنہوں نے نوجوانوں کو روحانی بااختیار بنانے کا پروگرام مکمل کیا ہوتا ہے اور پہلے ہی دوہرے اخلاقی کے مضبوط احساس سے معمور ہوتے ہیں۔

نتیجتاً، اسکول کی تعطیلات کے دوران کیمپ کورسوں کے مطالعہ کے لیے ایک اور موقع فراہم کرتے ہیں۔ یہ کیمپ اور انسٹی ٹیوٹ کمپین زیادہ تعداد میں افراد کو ایک مرکزی مقام پر جمع کرتے ہیں جو چھوٹے گروپوں میں تقسیم ہوکر مختلف کورسوں کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں، ہر گروپ کی مدد کے لیے ایک یا دو ٹیوٹر ہوتے ہیں۔ حقیقت میں یہ کمپین، کیمپ اور باقاعدگی سے منعقد ہونے والے اسٹڈی سرکل کی ایک ترکیب ہے جو سب سے مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ ان مختلف طریقوں کی لچک ہر شرکاء کو اپنی ذاتی حالات کے مطابق تعلیمی پروسس میں ایک مناسب رفتار سے آگے بڑھنے کے قابل بناتی ہے۔ قدرتی طور پر افراد کے چھوٹے گروپ جو کورسوں کے سلسلے میں کم وبیش ایک ہی مقام تک پہنچ گئے ہیں مل کر مطالعہ کرتے ہیں۔ اور بالآخر کچھ اس مقام تک پہنچنے کے قابل ہوجاتے ہیں جہاں وہ بطور ٹیوٹر کام کرسکتے ہیں اور اسٹڈی سرکل کے تعداد کی ازدیاد میں اپنا حصّہ ڈالتے ہیں۔

فاصلاتی تعلیم کے نظام کے ایک عنصر کے طور پر اسٹڈی سرکل کے دو لازمی امور ہیں: ایک مواد کا مطالعہ اور دوسرا تجربے سے متعلق ہے۔ اگر شرکاء نے کورسوں میں تصور کردہ خدمت کی صلاحیتوں کو فروغ دینا ہے تو مشقیں مکمل کرنا اور اپنے گروپ میں تجویز کردہ عملی مشق کرنا کافی نہیں ہوگا۔ انہیں حقیقی تجربہ حاصل کرنے کے مواقع فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر اگر اسٹڈی سرکل کے ارکان کو اپنے دوستوں اور پڑوسیوں کے ساتھ سماجی زندگی کے مرکزی موضوعات کی کھوج لگانے کی صلاحیت پیدا کرنی ہے، جیسا کہ کتاب نمبر ۲ کے تیسرے یونٹ کا مقصد ہے، تو وہ آپس میں مشق کرکے مطمئن نہیں ہوسکتے۔ انہیں تجربہ کار دوست کے ساتھ بچوں اور نوجوانوں کے گھرانوں کا دورہ کرنے کے مواقع فراہم کیے جانے چاہئیں اور اس خدمت کے عمل میں عملی تجربہ حاصل کرنا چاہیے یعنی ایک ایسا عمل جو ان کی اپنی زندگیوں کا لازمی حصّہ بن جائے جو گاؤں یا محلے کی بہتری کے لیے کام کرنے والے بڑھتے ہوئے مرکزہ کی اجتماعی کوششوں میں ظاہر ہو، یک کے بعد دیگر دورانیہ کی صورت میں۔ اس طرح بڑھتے ہوئے مرکزہ کی حرکیات کے اندر ایک ٹیوٹر شرکاء کو عملی مدد اور تعاون فراہم کرسکتا ہے، جیسے وہ شانہ بہ شانہ خدمت کرتے ہیں۔

ایک ٹیوٹر کی ذمہ داری صرف اس وقت تک محدود نہیں رہتی جب شرکاء مواد کا مطالعہ کرنے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ وہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ انہیں متعلقہ خدمت کے عمل کی انجام دہی میں ساتھ دیا جائے، خاص طور پر ابتدائی مراحل میں۔ ادارے اور ایجنسیاں، خاص طور پر ایریا ٹیچنگ کمیٹی اور انسٹی ٹیوٹ کوآرڈینیٹروں، مخصوص خدمت کے شعبوں میں افراد اور گروپوں کو حمایت فراہم کرنے کے لیے موجود ہیں: دعائیہ جلسات کی میزبانی میں، گھریلوی ملاقاتوں میں اور بچوں کے کلاس کے اساتذہ، نوجوانوں کے گروپ کے اینی میٹروں یا اسٹڈی سرکل کے ٹیوٹروں کے طور پر خدمت کرنے میں۔ خدمت کا جو بھی عمل ہو، شرکاء کے ذریعے کیے گئے مطالعہ اور عمل کو انہیں دوستی کے بندھن میں باندھنا چاہیے اور دوسروں کو ان سیکھنے والے طریقہ کار کی طرف راغب کرنا چاہیے۔

درج بالا پیراگرافوں پر اپنے گروپ میں تبادلہ خیال کرنے کے بعد اپنے علاقے میں کورسوں کی ترسیل کے مختلف طریقوں کو بیان کریں۔ یہ طریقے کس طرح بڑی تعداد میں لوگوں کو خدمت کے راستے پر آگے بڑھنے کے قابل بناتے ہیں جو کہ مطالعہ اور عمل سے ممتاز ہے؟

____

____

____

____

____

____

حصہ 29

کورسوں کی ترسیل کے مختلف طریقوں پر غور کرنے کے بعد، آئیں خاص طور پر اسٹڈی سرکل کو دیکھتے ہیں جو کہ تعلیمی نظام کے مرکزی عناصر میں سے ایک ہے اور ایک ٹیوٹر کے نقطۂ نظر سے مختصر طور پر اس کے کام کرنے کے طریقے کا جائزہ لیتے ہیں۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ اسٹڈی سرکل کے لئے کوئی ایسا مقررہ طریقہ نہیں ہوتا کہ جس کی گروپ کو پابندی کرنی پڑے۔ لہٰذا ہم کیا کریں گے کہ اسٹڈی سرکل کے کچھ مخصوص سرگرمیوں پر غور کریں گے۔ پیش کی گئی صورتحال مختلف ہوں گی اور ضروری نہیں کہ وہی ہوں جن کا آپ کو سامنا کرنا پڑے۔ لیکن ہر ایک کے آخر میں پیش کیے گئے سوالات پر غور کرنے سے آپ کو یہ سوچنے میں مدد ملے گی کہ آپ اسی طرح کی صورتحال میں کس طرح جواب دے سکتے ہیں جن کا آپ کو سامنا ہو سکتا ہے۔

ا۔ آپ نے حال میں آٹھ جوانوں کے ساتھ اسٹڈی سرکل کا آغاز کیا ہے۔ ان دوستوں کی عمریں سولہ سے اُنیس سال کے درمیان ہیں۔ دعا و مناجات کے بعد آپ ان کے سامنے انسٹیٹیوٹ کے کورسوں کی نوعیت کے بارے میں کچھ بتاتے ہیں پھر آپ ان سے کہتے ہیں کہ کیا ان کے پاس کوئی خیالات ہیں جو وہ بتانا چاہتے ہیں۔ ان میں سے صرف تین اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ دوسروں کو جھجکتا پا کر آپ ان سے اصرار نہیں کرتے کہ وہ بھی کچھ کہیں۔ پس آپ پہلی کتاب کے پہلے یونٹ کا تعارف کرواتے ہیں کہ اس کا مقصد کیا ہے، اس کے مندرجات کیا ہیں۔ آپ کیا کہیں گے؟

____

____

۲ ۔ اسی نشست میں آپ کے تعارفی بیان کے فوراً بعد شرکاء کتاب کے پہلے یونٹ کا پہلا حصہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ فیصلہ کرتے ہیں کہ اس حصے کے مطالعے کیلئے بہتر یہ ہوگا کہ آپ ایک شرکت کنندہ کو پہلا اقتباس بلند آواز میں پڑھنے اور پھر باقیوں سے اس کے بعد والے سوال پر بات کرنے کو کہتے ہیں۔ آپ وضاحت کرتے ہیں کہ اس مشق کا مقصد یہ ہے کہ وہ کسی اقتباس کے فوری اور واضح معنی پر توجہ دیں اس سے پہلے کہ اس کی تطبیق اور اثرات کے بارے میں سوچیں۔ وہ سب دوبارہ اقتباس سے رجوع کرتے ہیں اور ان میں سے دو تین اس سوال کے جواب میں اقتباس پڑھتے ہیں۔ پھر آپ ایک اور شرکت کنندہ سے دوسرے اقتباس کے ساتھ یہی کرنے کو کہتے ہیں اور اس حصے کے اختتام تک یہ عمل دوہراتے رہتے ہیں۔ جب آپ حصّہ ۳ میں اگلے اقتباسات تک پہنچتے ہیں تو آپ تمام شرکاء کو دو دو کے چار گروپس میں بانٹ دیتے ہیں اور انہیں اس سرگرمی کو جوڑوں میں انجام دینے کی تاکید کرتے ہیں۔ جب یہ عمل جاری ہے تو آپ کا کیا کام ہوگا؟ کیا آپ دیکھیں گے کہ ہر جوڑا اس سرگرمی کو کس طرح انجام دے رہا ہے؟ اگر ایک جوڑے کو یہ مشق آسان لگے اور وہ اسے جلدی اور مکمل طور پر انجام دے لے تو آپ کیا کریں گے؟

۳۔ کئی ہفتوں بعد وہی گروپ پہلی کتاب کے تیسرے یونٹ کے تیسرے حصے کا مطالعہ کرتا ہے، جس میں روح اور جسم کا تعلق بتایا گیا ہے۔ تعارفی پیراگراف اور اقتباس کو بلند آواز سے پڑھا گیا اور پیش کردہ خیالات پر غور کرنے کے لیے کچھ وقت دیا گیا ہے۔ ہر ایک انفرادی طور پر مشقیں کر رہا ہے۔ کمرے میں خاموشی اور ماحول میں سنجیدگی ہے۔ آپ نے ایسا ماحول بنانے میں کیا کیا ہے؟

۴۔ آپ کسی ایسے اسٹڈی سرکل کے ٹیوٹر ہیں جو ایک ایسے گاؤں یا محلے کے جوانان پر مشتمل ہے جہاں سماج سازی کا عمل ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ چند جونیئر یوتھ گروپ قائم کیے گئے ہیں اور گھریلوی ملاقاتیں کرنے کی مشق، خاص طور پر روحانی بااختیار بنانے کے پروگرام کے شرکاء کے ساتھ، شروع ہو رہی ہے۔ اس کے نتیجے میں بہت سے گھرانے امراللہ کی تعلیمات کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ آپ نے ابھی اسٹڈی سرکل میں جوانوں کے ساتھ کتاب نمبر ایک مکمل کر لی ہے اور وہ اُن گھرانوں میں جانے اور اُن کے ساتھ دعائیں شیئر کرنے کا موقع حاصل کرنے کے لیے بے تاب ہیں۔ آپ ان کی مدد کیسے کریں گے؟

۵۔ آپ اپنے گاؤں یا محلے کے ہائی اسکول کے طلباء کے ایک گروپ کے ساتھ کتاب نمبر ۲ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ جب وہ دوسرے یونٹ "مسرور کُن اور روح پرور گفتگو" کا مطالعہ کر رہے ہیں تو آپ تجویز کرتے ہیں کہ وہ جو کچھ سیکھ رہے ہیں اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور اسکول میں اپنے ہم عمروں کے ساتھ معاشرتی اور روحانی موضوعات پر بات چیت کریں۔ آپ کچھ ایسے کیا اقدامات کر سکتے ہیں تا کہ ان کی روحانی معاملات پر بات کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہو سکے؟ مثال کے طور پر یہ کیوں ضروری ہے کہ آپ پہلے یونٹ کے مطالعہ کے دوران ہر شریک کی مدد کریں کہ وہ کم از کم ایک بیان کا انتخاب کرے اور چند دوستوں کو تلاش کرے جن سے وہ اس کے خیالات پر بات کر سکیں؟

۶۔ کچھ ہفتے بعد وہی جوانوں کا گروپ کتاب نمبر ۲ کے تیسرے یونٹ میں داخل ہو گیا ہے اور حصّہ ۳ کا آغاز کیا ہے جس میں وہ خدا کے ازلی ابدی میثاق کے بارے میں ایک بیان کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ یہ کیوں اہم ہے کہ بیان پڑھنے کے بعد شرکاء اس پر پیرہ بہ پیرہ غور کریں، اس میں موجود خیالات کی ترتیب کو پہچانیں اور انہیں وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کا طریقہ سیکھیں؟

۷۔ ایک گروپ جس کی آپ کتاب نمبر ۲ کے ذریعے رہنمائی کررہے تھے، اب اس کا مطالعہ مکمل ہو چکا ہے اور وقت آ گیا ہے کہ وہ اپنے سیکھے ہوئے اسباق کو عملی طور پر لاگو کریں۔ یہ جوان گھروں کا دورہ کریں گے اور مختلف موضوعات پر خاندانوں کے ساتھ گفتگو میں شامل ہوں گے۔ اپنے رہائشی حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے آپ ہر جوان کی تیاری اور دوروں کو عملی جامہ پہنانے میں خاص طور پر ابتدائی مراحل میں کیسے مدد کریں گے جب ان کی صلاحیت فروغ پا رہی ہوگی؟ یہ کیسے ممکن ہوگا کہ ان کا گھریلوی ملاقاتوں کا منظم پروگرام میں حصّہ لینا سماجی زندگی کے نمونہ کو مضبوط بنائے؟

۸۔ ایک اور موقع پر آپ دوستوں کے ایک گروپ کو تیسری کتاب ''بچوں کی کلاسیں گریڈ 1 پڑھانا'' کے مطالعہ میں مدد کر رہے ہیں۔ وہ کتاب کے دوسرے یونٹ کا مطالعہ کر رہے ہیں جس میں کلاسوں کیلئے چوبیس اسباق شامل ہیں۔ پہلے چار اسباق کی تفصیل سے مطالعہ کرنے کے بعد، آپ شرکاء کو حصّہ ۵ میں دی گئی تجاویز کے مطابق حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ ان اسباق کو اپنے جان پہچان کے چند بچوں کو پڑھانے کی کوشش کریں یعنی اپنے خاندان کے بچوں یا ہمسایہ کے گھروں کے بچوں کو۔ آپ ہر ایک کی اس مقصد کے لیے عملی منصوبہ بنانے میں کیسے مدد کریں گے؟ اگلی بار جب اسٹڈی سرکل منعقد ہوگا تو آپ انہیں ان کی سرگرمی پر غور کرنے میں کس طرح مدد کریں گے؟

۹۔ آپ نے ابھی ابھی جوانوں کے ایک گروپ کے ساتھ کتاب نمبر ۴ کے دوسرے یونٹ کا مطالعہ مکمل کیا ہے۔ انہوں نے یونٹ کے مختلف حصّوں کے دوران حضرت باب کی زندگی کے مختلف واقعات بیان کرنے کی مشق کی ہے اور اب انہوں نے حضرت باب کی دو دعائیں حفظ کر لی ہیں اور آپ کے خطاب بنام حروفِ حیّ یاد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بعثتِ ربِ اعلیٰ کی سالگرہ قریب آ رہی ہے اور گروپ نے اس برکت والے دن کی تقریب کے پروگرام کا انتظام کرنے کی پیشکش کی ہے۔ وہ اپنے سیکھے ہوئے علم کو استعمال کرنے کے مشتاق ہیں۔ آپ انہیں پروگرام کی منصوبہ بندی اور تقریب کی تیاری میں کس طرح مدد کریں گے؟ بطور ٹیوٹر آپ کیا کریں گے تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ گروپ کے ہر رکن کو ایک مقدس اور خوشی بھری محفل کی تخلیق میں حصّہ لینے کا موقع ملے؟

۱۰۔ بنیادی تسلسل کے کوآرڈینیٹر کی درخوست پر آپ جوانوں کے ایک چھوٹے گروپ کو کتاب نمبر ۵ کے مطالعہ سے گزار رہے ہیں۔ دوسرے یونٹ کی تکمیل کے بعد آپ انہیں کچھ نوجوانوں کے ساتھ گفتگو کرنے میں مدد دیتے ہیں تا کہ اس عمر کے گروپ کے لوگ کچھ اہم موضوعات کے بارے میں کیسے سوچتے ہیں اس پر کچھ بصیرت حاصل کر سکیں۔ آپ انہیں یہ کرنے میں کیسے مدد کریں گے؟ مثال کے طور پر کیا وہ انفرادی طور پر نوجوانوں سے بات کریں گے اور انہیں کون ساتھ دے گا؟ آپ انہیں اپنے تجربے پر غور کرنے میں کس طرح رہنمائی کریں گے؟

۱۱۔ آپ جوانوں کے ایک گروپ کے ساتھ کتاب نمبر ۶ کے تیسرے یونٹ کا مطالعہ کر رہے ہیں جو تمام آپ کے گاؤں یا محلے میں کام کرنے والے دوستوں کے بڑھتے ہوئے مرکزے کا حصّہ ہیں۔ سرگرمی کا ایک نیا تین ماہ کا دورانیہ جلد شروع ہونے والا ہے اور توسیعی مرحلے کے دوران کوششیں انسٹی ٹیوٹ کی تعلیمی سرگرمیوں میں شامل جوانوں کے خاندانوں کو امراللہ کی تعلیم دینے پر مرکوز ہوں گی۔ شرکاء نے اینا اور ایمیلیا کے درمیان گفتگو کا مطالعہ کیا ہے اور آپس

میں خیالات کو بیان کرنے کی مشق کی ہے۔ کمپین کے دوران آپ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کیا مدد فراہم کریں گے تاکہ امراللہ کی تعلیمات کو مؤثر انداز میں پیش کرنے کا تجربہ حاصل کرسکیں؟

حصہ 30

سلسلہ وار کورس، اسٹڈی سرکل اور ٹیوٹر، روحی انسٹی ٹیوٹ کے تعلیمی نظام کے تین عناصر ہیں۔ واضح طور پر گزشتہ حصّوں نے اس نظام میں ٹیوٹر کے اہم کردار کے بارے میں آپ کی آگاہی کو بڑھایا ہے۔ لہذا اب مناسب وقت ہوسکتا ہے کہ آپ نے یہاں تک جو کچھ پڑھا ہے اس کا جائزہ لے کر جو جدوجہد آپ شروع کرنے والے ہیں اس کے بارے میں ایک یا دو پیراگراف لکھیں۔

یہ دیکھے بغیر کہ آپ نے کیا لکھا ہے، ہم ایک محتاط انداز میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی وضاحت خدمت کے مفہوم کے اردگرد گھومے گی۔ یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ خدمت کے مقام کے بارے میں دو اقتباسات زبانی یاد کریں، پہلا حضرت بہاء اللہ کے آثارِ مبارکہ سے ہے اور دوسرا ایک لوح سے جو حضرت عبدالبہاء نے نازل فرمائی:

" عبودیت کا بندھن جو عابد اور معبود اور مخلوق اور خالق کے درمیان قائم ہے اِسے لوگوں پر اُس کے فضل کی علامت خیال کرنا چاہیے نہ کہ کسی ایسی صفت کی نشانی جو اِن کے اندر موجود ہو۔ اس کی گواہی ہر صادق اور بابصیرت مومن دیتا ہے۔" (10)

" اے خادم احبائے الٰہی! جو احباب کا خدمت گذار ہے وہ جمال مبارک کا خدمت گذار ہے۔ جو آپ سے محبت کرتا ہے وہ احباب کا خدمت گذار ہے۔ اس بندے کی دلی خواہش یہ کہ جمال ابہیٰ کے احباب کی خدمت کرتے ہوئے میں ایک وفادار اور مقبول بندہ بن جاؤں اور دن رات خدمت کے لئے کمر بستہ ہو جاؤں اور شجر ہستی کے پھل پاؤں۔ وہ وجود دوستوں کی خدمت کے لئے نہیں جھک سکتا وہ ایک مردہ لکڑی کے ٹکڑے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح وہ کمر جو بوجھ اٹھانے کے لئے نہیں جھک سکتی وہ ایک بنجر درخت کا بیکار ٹکڑا ہے پس مبارک ہے وہ شخص جو دوستوں کا خدمت گذار اور مطیع ہے۔ یہ ہی دونوں جہان کی بادشاہت ہے اور دونوں جہانوں میں عزت کا باعث ہے۔" (11)

حصہ 31

اس یونٹ میں جن مختلف موضوعات پر آپ نے بات چیت کی ہے اس سے آپ اس بات پر شاید قانع ہو گئے ہوں گے کہ بطور ٹیوٹر کی حیثیت سے خدمت انجام دینے کے لئے وقت اور تجربے کی ضرورت ہوگی۔ اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو کچھ تصورات سے متعارف کروایا جائے اور آپ کو ایک ایسے راستے پر چلانا ہے جس میں آپ کی صلاحیت میں بتدریج اضافہ ہوتا کہ آپ ایک گروپ کے بعد دوسرے گروپ کو روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کی بنیادی سلسلہ میں آگے بڑھنے میں مدد دے سکیں، ابتدائی کورسوں سے لے کر کتاب نمبر ے سے آگے تک۔ ان کورسوں سے متعلق تصورات کو سمجھنے اور اپنی روحانی صفات اور رویوں پر اپنی بصیرت حاصل کرنے کے ساتھ اپنی مہارتوں اور صلاحیتوں کو بڑھانے کا ایک مئوثر طریقہ یہ ہے کہ اپنے علاقے میں انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے باقاعدگی سے منعقد کئے جانے ٹیوٹرز کے جلسات میں شرکت کیا کریں۔ ایسے اجلاس میں مختلف قسم کے تجربات کا تجزیہ کیا جاتا ہے اور بہت سارے سوالوں کے جوابات حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

ہر کتاب میں ابتدائی تعارفی حصّے "ٹیوٹر کے لیے چند خیالات"، اکثر ان اجتماعات میں تجربے کی روشنی میں جانچے جاتے ہیں۔ یہاں ایک خاص نکتہ قابلِ ذکر ہے۔ یہ حصّے زیادہ تر ان لوگوں کے لیے ہیں جو بطور ٹیوٹر خدمات انجام دے رہے ہیں اور شرکاء کے لیے ضروری نہیں کہ وہ کتاب کے مطالعے کے دوران انہیں پڑھیں۔ درحقیقت ایسا کرنا ممکنہ طور پر نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے۔ پھر بھی، ٹیوٹر کچھ خیالات کا فائدہ اٹھا سکتا ہے جو ان حصّوں میں شامل ہیں، تاکہ شرکاء کو

کتاب کے ہر یونٹ کے مجموعی مقصد اور کچھ مشقوں کی سمجھ حاصل کرنے میں مدد مل سکے۔لیکن یہ ہمیشہ ایک محتاط انداز میں، گروپ میں جاری سیکھنے اور سیکھانے کے تجربے کے جواب میں کیا جائے گا۔

اب آئیں ہم ایک ٹیوٹر کے اجتماع کی نوعیت پر غور کریں۔اجتماع کے ایک حصّے میں انسٹی ٹیوٹ کورسوں کے بارے میں کچھ اہم نکات پر بات چیت کی جاسکتی ہے، جن میں سے کئی نکات کو کتاب نمبر ایک کے "ٹیوٹر کے لیے چند خیالات" سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ان میں سے کئی نکات درج ذیل ہیں۔آپ اس فہرست میں مزید نکات بھی شامل کرنا چاہ سکتے ہیں۔

___ روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں میں شرکاء خواہ پہلی بار مواد کا مطالعہ کر رہے ہوں یا ٹیوٹر کا کردار ادا کر رہے ہوں سب کے سب سیکھنے کے باہمی عمل میں مشغول ہیں۔

___ سیکھنے کی ذمہ داری خود ہر شریک پر منحصر ہے۔

___ ٹیوٹر محض ایک الگ تھلگ اور غیر فعال گفتگو کے سہولت کار کی حیثیت سے کام کرنے کی بجائے گروپ کے ہر رکن کو مطالعہ کیے جانے والے مواد کی معقول حد تک سمجھ حاصل کرنے میں مدد کرتا ہے۔

___ ٹیوٹر کی صلاحیت کہ وہ شرکاء کو مؤثر طریقے سے سیکھنے سیکھانے کے عمل میں شامل کر سکے، اس وقت بہتر ہوتی ہے جب وہ گروپ در گروپ کورسوں کے ذریعے مطالعہ سے گزرتا ہے اور ان کے اراکین کو ہر کتاب میں تجویز کردہ خدمات کی انجام دہی میں ابتدائی تجربہ حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔

___ تعلیمی عمل میں سادہ مہارتیں حاصل کرنے کے برعکس شرکاء کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں اس کے مطالب اور امتیاز سے بڑھتی ہوئی آگاہی حاصل کریں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

___ روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورس انسانیت کی خدمت کا راستہ پیش کرتے ہیں جس پر ہر شریک اپنی رفتار سے چلتا ہے، دوسروں کی مدد کرتا ہے اور ان سے مدد لیتا ہے۔

___ اس راست پر چلتے ہوئے شرکاء ایک دوہرے اخلاقی مقصد حاصل کرتے ہیں یعنی اپنی روحانی اور فکری نشوونما کا خیال رکھنا اور معاشرے کی کایا پلٹ میں حصّہ ڈالنا۔

___ اس راستے پر پیش رفت کا مطلب ہے کئی صلاحیتوں کی ترقی جو سمجھ اور علم، روحانی صفات اور قابلِ ستائش رویوں، کے ساتھ ساتھ بہت ساری قابلیتوں اور مہارتوں کا حامل بنانا ہے ۔

___ روحی انسٹی ٹیوٹ کی کتابیں دو ذرائع علم پر مبنی ہیں: دینِ بہائی کی تعلیمات اور مادی اور روحانی تمدن کو فروغ دینے میں عالمی بہائی سماج کے بڑھتے ہوئے تجربات۔

___ یہ حضرت بہاءاللہ کا تصور کردہ وہ فرد ہے جو ہم بن سکتے ہیں اور وہ تمدن تشکیل دے سکتے ہیں جو انسٹی ٹیوٹ سے متاثر شدہ ہے، اور یہ فرض کیا جاتا ہے کہ تمام شرکاء پس منظر سے مستقل، اس تصور کو اپنانے کے لیے تیار ہیں جو ہر کتاب کے ہر یونٹ میں واضح ہے۔

___ انسٹی ٹیوٹ کے ذریعے کھولے گئے خدمت کے راستے پر چلنا حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات کی مسلسل گہری سمجھ کا تقاضا کرتا ہے، جنہیں یہ مواد بلاشبہ پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

___ کتاب نمبر ایک کے پہلے یونٹ میں تفہیم کے سوال پر بات کی گئی ہے، جو انسٹی ٹیوٹ کے تمام کورسوں کے لیے مرکزی اہمیت رکھتا ہے۔

___ شرکاء سے سب سے پہلے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ الواح و آثار سے عبارات کے فوری معنی کو سمجھیں۔ اس بنیاد پر انہیں اس بات میں مدد فراہم کی جاتی ہے کہ ان خیالات کو کس طرح عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے اور پھر ان کی سمجھ کو مزید آگے بڑھایا جاسکتا ہے کہ ان خیالات کے مضمرات پر غور کریں۔

___ پڑھے جانے والے مواد کے موضوع سے باہر کسی لفظ کے معنوں پر طویل مذاکرات آپ کو اصل معنوں سے دور لے جاسکتے ہیں۔

___ ہر کورس کے مطالعہ میں پیشرفت کے ایک مناسب توازن کو برقرار رکھنا چاہیئے۔

___ مطالعہ کرنے والے گروپس کو ایک طرف تو اس سطحی انداز سے بچنا چاہیئے جن میں مشقوں کو سرسری طور پر جلد جلد حل کرلیا جاتا ہے اور دوسری طرف کسی خیال پر ایسے لمبے مذاکرات سے بچنا چاہیئے جو آپ کو یونٹ کے اصل مضمون سے دور لے جائیں۔

___ کچھ ایسے سوالات بھی ہوتے ہیں جن کے بالکل واضح جوابات نہیں دیئے جاسکتے۔ ان کا مقصد صرف موضوع کے بارے آگاہی حاصل کرنا ہے۔

حصہ 32

ٹیوٹروں کی ملاقات میں ایک اور سرگرمی ایک یا ایک سے زیادہ یونٹوں کا جائزہ لینا ہے۔ اس مذاکرے میں یونٹ کے مندرجات کو تجربے کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے اور خاص عبارتوں اور مشقوں پر مذاکرہ کیا جاتا ہے۔ ان ملاقاتی جلسوں میں جس طرح کی مشورت کی جائیگی اس کو واضح تر کرنے کے لئے ہم اس حصے اور اس کے بعد والے تین حصوں میں کچھ تصوراتی بات چیت کے خاکے پیش کریں گے جن میں ایک زیادہ تجربہ کار شخص اور ٹیوٹروں کا ایک گروپ پہلی کتاب، "روح کی زندگی پر غور"، کے مواد پر انکساری، دوستی اور سکھلائی کے ماحول میں مشورت کر رہے ہیں۔ ہر مکالمے کے بعد آپ کو ایک یا دو مشقیں بھی حل کرنا ہونگی۔ اس مقصد کے لئے 'الف'، 'ب'، اور 'ج' سے مراد وہ تین ٹیوٹر ہیں جو اس ملاقاتی اجتماع میں موجود ہیں اور 'ک' وہ تجربہ کار فرد ہیں

جو بنیادی سلسلہ کے کوآرڈینیٹر کی نمائندگی کرے گا۔ وہ پہلے یونٹ کے دوسرے حصّہ کی مشقوں پر تبادلہ خیال کررہے ہیں۔ اب آپ اس حصے کو کھول لیں تو وہ آپ کے لئے بہت معاون ثابت ہوگا۔

الف: میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ''ٹیوٹر کے لیے چند خیالات'' کی ایک وضاحت میرے لئے بہت مددگار ثابت ہوئی۔ یہ تیسری مشق سے متعلق ہے۔ یہ بیان کہ ''دنیا میں اچھے لوگ اس قدر کم ہیں کہ ان کے کام کا کوئی اثر نہیں ہوگا''۔ کیونکہ میں جس گروپ میں ٹیوٹر کی حیثیت سے شامل تھی اس میں ہر ایک نے یہی کہا تھا کہ یہ بیان درست نہیں ہے لیکن جب میں نے ان سے پوچھا یہ کیوں درست نہیں ہے تو سب نے کئی وجوہات بیان کیں جو سب درست تھیں۔ تب میں نے ان سے پہلے حصے کے پہلے اقتباس کو دیکھنے کو کہا تا کہ وہ اس کی روشنی میں اپنے بیان کا جائزہ لے سکیں۔ تب سب نے جانا کیا کہ یہ جملہ حضرت بہاء اللہ کی تعلیم کے منافی ہے۔ اس ادراک نے گروپ میں اعتماد اور شوق میں اضافہ کردیا۔

ب: لیکن تمام مشقوں کے لئے اتنے واضح جوابات اقتباسات میں موجود نہیں۔ مثلاً دوسرے بیان کو لے لیں کہ ''کوئی چیز اس وقت درست ہوتی ہے جب یہ دوسرے لوگوں کی نظر میں بھی درست ہو'' اوپر دئے گئے اقتباسات میں سے کوئی بھی اس موضوع سے متعلق نہیں ہے۔ عموماً سب ہی اسکو غلط مانتے ہیں۔ کیا اس جواب کو قبول کرلینا چاہئے یا اس پر بات چیت کرنا ضروری ہے؟

ک: یہ ایسی بات ہے جو آپ کو گروپ کے حالات کے مطابق طے کرنی چاہئے۔ میں کچھ ایسے گروپس کو جانتا ہوں جہاں اس بیان پر ایک مختصر سی مشورت سے شرکاء نے اچھی طرح اس کے معنیٰ کو سمجھ لیا تھا۔ حقیقت یہی ہے کہ تعلیمات الٰہی ہی کسی بات کے درست یا غلط ہونے کی کسوٹی ہیں لیکن ہمیں دوسروں کے خیالات بھی سننا چاہئے۔ البتہ ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا ہوگا کہ ہم ان کے خیالات کو کتنی اہمیت دیں یا یہ کہ ان کو کس حد تک بولنے دیا جائے۔

ج۔ اسی حصے کی پانچویں مشق میں ایسے حالات کا جائزہ لیا گیا ہے جن میں لوگوں کے الفاظ ان کے اعمال سے مختلف ہوتے ہیں۔ فوری جوابات دینا آسان ہیں اور میرے خیال میں ایسا ہی ہونا چاہئے۔ لیکن اس مشق کے پیچھے ایک مقصد چھپا ہوا ہے، بعض دفعہ ہمیں لوگوں سے یہ کہتے رہنے کی عادت پڑ جاتی ہے کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو مثلاً نشہ نہ کرو، پاکیزہ زندگی اختیار کرو، جھوٹ مت بولو وغیرہ وغیرہ۔ میرے خیال میں انسٹی ٹیوٹ کی کتابیں اس طرح کے پند ونصیحت والے طریقے کی نفی کرتی ہیں۔ یہ تو لوگوں کو سوچنے اور اخلاق پر مبنی فیصلے کرنے کی سفارش کرتی ہیں۔ جہاں تک اس مشق کا تعلق ہے یہ انہیں اس بات کو سوچنے میں مدد فراہم کرتی ہے کہ کسی خاص انداز میں کام کرکے وہ خود کو ان لوگوں میں شامل پائیں گے ''جن کے الفاظ ان کے اعمال سے مختلف ہیں'' اور جن کی حضرت بہاء اللہ نے سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ میرے ساتھ مطالعہ کرنے والے گروپ کے ارکان پر گہرے اثرات مرتب ہوئے تھے۔ میں اس مشق سے بہت محظوظ ہوا تھا۔ کیونکہ اس کے ذریعے ہمیں کچھ اخلاقی اصولوں پر انقطاع کے ساتھ لیکن شرکاء کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اچھی مشورت کا موقع ملا تھا۔

ک: آپ نے ایک اچھا نکتہ اٹھایا ہے۔ یہ ایک ایسی مثال ہے جس میں یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ مشق بہت آسان ہے۔ ایک معیار مقرر کرتے ہوئے زیادہ وضاحت سے احتراز کیا گیا ہے۔ اس طرح شرکاء کو موقع دیا گیا ہے کہ وہ اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق بہائی قوانین اور اصولوں کا ادراک کریں۔ آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ اس مشق میں جو پانچ سوالات دئے گئے ہیں وہ اتنے سادہ نہیں ہیں لیکن سب کے اثرات یکساں ہیں۔ عموماً یہ اچھا ہوتا ہے کہ شرکاء ان پر مشورت کریں۔ لیکن آپ یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ مشورت کئی رخ اختیار کرلے بلکہ چاہیں کہ شرکاء کو اخلاقی رویوں پر اظہار کا موقع دیا جائے۔ ان کو یہ آگاہی بھی حاصل ہونی چاہیے کہ کسی ایک شخص کے اعمال پوری دنیا اور پوری انسانیت کی بھلائی کا باعث بن سکتے ہیں اور انہیں اس بات کی قدردانی حاصل کرنا چاہیے

کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔

ا۔ درج بالا موضوع ٹیوٹر ''ب'' نے جو تاثرات پیش کئے ہیں اس پر غور کریں۔ تمام سوالات کے جوابات صرف اقتباسات کی عبارت پڑھ کر نہیں دئے جاسکیں گے۔ جیسے کہ آپ جانتے ہی ہیں کہ مشقوں کا مقصد یہ بھی ہے کہ شرکاء کو یہ سوچنے میں مدد کی جائے کہ وہ اپنی زندگی پر ان تعلیمات کا کس طرح ٹھوس اظہار کرسکتے ہیں۔ کلام الٰہی کے مطالعے کا مقصد تعلیمات مبارکہ پر عمل کرنے کے لیے زور دینا ہے جس کے لئے تجربے کی روشنی میں اپنی سوچ پر مشورت اور تجزیہ لازم ہے۔ اگر اس عمل کو خوب اچھی طرح نہیں سمجھا جاتا تو اور یہاں تک کہ سماج میں بھی غیر صحتمند صفات ظاہر ہوسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی مسلسل ''مقدس کتابوں'' سے حوالے دیتا رہتا ہے اور دوسرے تمام منابع سے حاصل کردہ تجربات کو خاطر میں نہیں لاتا تو یہ اس کی کوتاہ نظری ہوگی اور یہ بھی درست نہیں ہوگا کہ کوئی اپنے سماجی یا ذاتی تجربے اور انسانی خیالات پر انحصار کرتے ہوئے مقدس صحیفوں کی قوت وقدرت کو بالکل نظر انداز ہی کردے۔ اب آپ اپنے گروپ کے ارکان کے ساتھ ان دونوں طریقوں پر مشورت کر کے تجزیہ کریں کہ کس طرح ان کا نتیجہ توہمات، تشدد، بدعنوانی اور پست ذہنیت کی صورت میں نکلے گا۔

____

____

____

____

____

____

____

۲۔ بنیادی سلسلہ کے کوآرڈینیٹر ''ک'' کی طرف سے ٹیوٹر ''ب'' کو دیا گیا جواب غور طلب ہے۔ یہ کافی نہیں ہے کہ شرکاء اس بیان کے سامنے محض نشاندہی کریں کہ 'کوئی چیز اسی وقت درست ہوتی ہے جب یہ دوسرے لوگوں کی نظر میں درست ہو'۔ مثال کے طور پر، آپ کو ان لوگوں کی بات سننے کی اہمیت پر بھی مشورت کرنا ہوگی جن کے پاس متعلقہ تجربہ ہے اور زندگی کے بہت سے مسائل پر دانشمندانہ مشورے حاصل کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ ایسی بات چیت میں سہولت کے لئے آپ کو فطری طور پر اس مسئلے پر اپنے علم اور تعلیمات کی روشنی میں کچھ غور وفکر کرنا لازمی ہوگا۔ مندرجہ ذیل میں سے کس مسئلے پر آپ کے خیال میں کسی دوسرے سے مشورہ کرنا ضروری ہوگا۔

_____ کسی کی آئندہ تعلیم کے بارے میں

_____ کسی کی تعلیم اور امر اللہ کی خدمت پر کس طرح مناسب توجہ دی جائے۔

_____ کیا کسی کو امر اللہ کی خدمت کرنا چاہئے یا نہیں

_____ کسی کے دیکھے گئے خواب کی تعبیر

_____ امر اللہ کے ایک قانون کا اطلاق کسی بھی صورتحال پر

_____ کیا کسی کو احکام کی اطاعت کرنا چاہیئے یا نہیں

_____ بچوں کی پرورش کس طرح کی جائے۔

_____ کیا کسی کو اس کی غلطی پر معاف کرنا چاہیئے یا نہیں

_____ کیا کسی کو ضرورت کے وقت کسی کی مدد کرنا چاہیئے یا نہیں

_____ جسمانی بیماری کا علاج۔

_____ کسی دوست کے ساتھ درپیش کوئی مسئلہ

_____ کیا کسی ایسے شخص کو بھاری ذمہ داری دینا چاہیئے یا نہیں جسے آپ اچھی طرح نہیں جانتے۔

۳۔ ''ج'' نے جن خیالات کا اظہار کیا تھا اس پر سوچنا اور اس پر کوآرڈینیٹر ''ک'' کے دیئے گئے جواب پر غور کرنا آپ کے لئے مفید ہوگا۔ اکثر جب آدمی کسی خیال کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش میں ہو تو وہ پند و نصیحت کرنے لگتا ہے اور نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔ 'ج' نے جو بیان کیا ہے اس مشق پر غور کریں۔ مشق مکمل کرنے کے بعد ٹیوٹر شرکاء سے ایسی چیزوں کی فہرست تیار کروا سکتا ہے جو انہیں نہیں کرنا چاہیئے اور پھر ان کے درست رویے کی اہمیت پر تفصیل سے بات کرے، گفتگو میں اخلاقی قوانین کی نافرمانی کے منفی نتائج کا تعارف کروائے۔ وضاحت کریں کہ کیوں یہ طریقہ نہ تو مؤثر ہے اور نہ ہی حکیمانہ۔

____

____

____

____

____

____

حصہ 33

آئیں اب ہم ٹیوٹروں کی اجتماع کی اس تصوراتی بات چیت کی طرف لوٹتے ہیں۔ اب وہ پہلی کتاب کے پہلے یونٹ کے بقیہ حصے پر گفتگو میں مصروف ہیں۔

کتاب 1 تا 6 کا ٹیوٹر بننا

الف: جب میں ایک گروپ کے ساتھ مطالعہ کر رہا تھا تو مجھے چوتھے حصے کے چوتھے سوال میں مشکل پیش آئی تھی۔ شرکاء کی آراٗ میں بہت اختلاف تھا کہ 'کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی اپنے آپ سے جھوٹ بولے' ہمیں کسی نتیجے پر پہنچنا مشکل ہوگیا تھا۔

ک: کئی یونٹوں میں بہت سے ایسے سوالات ہیں جن کا مقصد سوچنے اور مشورت کرنے کی عادت ڈالنا ہے۔ مسائل اتنے پیچیدہ ہیں کہ ان کو فوراً حل نہیں کیا جا سکتا اور کئی برسوں کے دوران ہو سکتا ہے کہ اس پر ایک ہی شخص کو اپنے خیالات میں کئی بار تبدیلی لانی پڑے۔ جس سوال کا آپ نے ذکر کیا اس کا جواب مثبت ہی تھا۔ یہ ممکن ہے کہ انسان اپنے آپ سے جھوٹ بولے اور دوسرے لوگوں سے بھی لیکن ان میں سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جو یہ سوچیں گے کہ آخری تجزیہ کے بعد وہ شخص جان لے گا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ یہ مسئلہ ایسا نہیں جسے آسانی سے حل کیا جا سکے۔ اب ہم یہ کر سکتے ہیں کہ مختلف حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے گروپ کے سامنے مثالیں رکھ کر ان سے کہیں کہ وہ فیصلہ کریں کیا ہر مثال میں کوئی اپنے آپ سے جھوٹ بول رہا ہے؟ پھر ہم سب کے جوابات کی وجوہات کو سنیں اور سمجھ لیں کہ سوال پر سب نے مشورت کر کے اپنی سمجھ میں اضافہ کیا ہے کیونکہ اس سوال کا تعلق ایک رویے سے ہے جو کسی فلسفیانہ نظریے سے نہیں۔

ج: شاید میں ذرا موضوع سے ہٹ رہا ہوں لیکن میں آپ سے اپنے ایک تجربہ کا ذکر کر کے سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ ہمارے گروپ میں ، مجھے احساس ہوا کہ سب لوگ حصّہ ۸ کی مشق ۴ کو تیزی کر رہے تھے جس میں فیصلہ کرنے کو کہا جاتا ہے کہ آیا بیان درست ہیں یا نہیں تو میں نے انہیں تجویز دیا اور کہا کہ غیبت پر قابو پانے کے لئے جس نظم وضبط کی ضرورت ہوتی ہے اس پر گفتگو کی جائے کیونکہ یہی اس مشق کا موضوع ہے۔ بات چیت بڑی دلچسپ تھی۔ ہم نے محسوس کیا کہ غیبت ایک سماجی رواج ہے۔ اور یہ ہماری ثقافت کا حصہ ہے۔ پھر ہم نے غیبت کو ترک کرنے میں مدد دینے کے اقدامات پر غور کیا اس میں تقریباً پندرہ منٹ لگے اور جب ہم مشق کی طرف لوٹے تو ہم نے محسوس کیا کہ ہم نے اس پر بہتر ادراک حاصل کر لیا ہے۔ آپ کے خیال میں کیا ایسی گفتگو شروع کرانے میں میں حق بجانب تھا؟

ک: میں سمجھتا ہوں کہ آپ بالکل حق بجانب تھے۔ آپ نے اس لچک کا فائدہ اٹھایا جو اس مواد کی اہم خصوصیت ہوتی ہے اور سمجھ میں اضافہ کیا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اس قسم کی مشق اسکول کے طلباء کو امتحان میں دئے گئے سوال سے مختلف ہوتے ہیں۔ ایسی مشقیں جو ہم سے یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہتیں ہیں کہ کون سے بیانات صحیح ہیں ان میں اکثر لطافت ہوتی ہے اور قول وفعل کے مضمرات کو واضح کرتی ہیں۔

الف۔ کاش آپ نے جو کیا میں بھی ویسا ہی کرتی جب ہمارا گروپ اس حصّہ کا مطالعہ کر رہا تھا! حال ہی میں ہم میں جو نا اتفاقی تھی ان حالات کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ غیبت دوستوں کے گروہ کو کتنا نقصان پہنچا سکتی ہے۔

ب: میرے ساتھ بھی ایک واقعہ ہوا تھا جو شاید آپ کے لئے دلچسپی کا باعث ہو۔ جب میں نے پہلی بار اس یونٹ کا مطالعہ کیا تو اس بات کو جان لیا کہ اکثر یہ ضروری ہوتا ہے کہ لوگوں کے سامنے چند ایسی صورتحال رکھی جائیں جو تعلیمات مبارکہ کے خلاف ہوں تاکہ ان پر عمل کے بارے میں سوچ میں پختگی آئے۔ پس جب ہمارا گروپ چھٹے حصے کے دوسرے مشق پر پہنچا جس میں آپ جانتے ہیں شرکاء سے کہا گیا ہے کہ وہ کئی فقروں کو پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ ان میں نرم زبان کس کس میں استعمال کی گئی ہے۔ میں نے اپنی طرف سے چند جملے تیار کئے۔ میرے گروپ کے ایک شریک کی زبان بہت تیز ہے۔ لہذا میں نے تہیہ کیا کہ ایسے فقرے تیار کروں جن کو ان جملوں پر منحصر رکھا جائے جو وہ اکثر استعمال کرتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی بری عادت سے آگاہ ہو جائے گا۔ یقیناً میں نے اس کے احساسات کو مجروح کر دیا تھا۔ جیسے ہی میں نے پہلا فقرہ ادا کیا پورے گروپ میں سنّاٹا چھا گیا اور وہ مجھے حیرت سے گھورتا ہوا نظر آیا۔ میں نے فوراً محسوس کیا کہ اس کے ساتھ میرا رویہ نامہربانی کا تھا اور میں بہت شرمندہ ہوگیا۔ یہ ایک ایسا عمل تھا جو میں کبھی نہیں دوہراؤں گا۔

ک۔ منفی صورتحال پر مبنی مشقیں اس صورت میں فائدہ مند ہوتی ہیں جب ان کو ایسے انقطاع کی حالت میں پرکھا جائے جو کسی پر انگلی اٹھا کر حاصل نہیں ہوسکتی۔اب میں چاہوں گا کہ ہم پہلے یونٹ کے گفتگو کو ختم کرنے سے پہلے ایک آخری نکتے پر توجہ دیں۔ یہ ضروری ہے کہ روزانہ آثار مبارکہ کے مطالعے والے آخری حصّہ کو نظر انداز نہ کریں۔ جب آپ اسے گروپ کے ساتھ پڑھیں گے تو آپ کو اس پر بات کرنی ہوگی اور اگر ضروری ہو تو شرکاء کی مدد بھی کرنی ہوگی کہ وہ کچھ وقت نکال کر صبح اور شام کے مطالعے کے لیے عبارات منتخب کریں۔اس مقصد کے لیے آپ کو یہ یقینی بنانا ہوگا کہ ان کے پاس کم از کم "کلماتِ مکنونہ " کی ایک کاپی ہو۔اگر نہیں ہے تو آپ کو یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ اسے حاصل کر سکیں۔ پھر اسٹڈی سرکل کی آئندہ ملاقاتوں میں، آپ ان لوگوں سے کہہ سکتے ہیں جو ایسا کرنا چاہیں کہ وہ اپنے پڑھے ہوئے کچھ عبارات دوسروں کے سامنے شیئر کریں۔

۱۔ "الف " کے چوتھے سوال کے بارے میں حصّہ ۴ میں دیئے گئے تبصرے کے جواب میں، کوآرڈینیٹر وضاحت کرتا ہے کہ یہ سوالات کورسوں کے دوران بہت سے سوالات میں سے ایک ہے جو صرف سوچنے اور مشورت کو تحریک دینے کے لیے ہیں اور ایسے مسائل پر اتفاق رائے پیدا کرنے کی امید رکھنے کی بجائے ، ٹیوٹر کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ شرکاء کو یہ سمجھ بوجھ میں آگے بڑھنے میں مدد کریں۔اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کوآرڈینیٹر تجویز کرتا ہے کہ اس خاص صورت میں ٹیوٹر کے لیے یہ اکثر مفید ہوتا ہے کہ وہ کچھ حالات کی مثالیں دے اور گروپ سے پوچھے کہ آیا ہر ایک حالت خود سے جھوٹ بولنے کی صورت ہے یا نہیں۔ کچھ مثالیں تیار کرنے کی کوشش کریں جو اسٹڈی سرکل کے ارکان کے سامنے پیش کر سکیں تا کہ اُن کی سوچ کو متحرک کیا جا سکے۔

۲۔ جیسا کہ 'ک' نے ہمیں بتایا کہ روحی انسٹی ٹیوٹ کے مواد میں دی گئی وہ مشق جن میں شرکاء سے صحیح بیانات کی نشاندہی کرنے کو کہا جاتا ہے، ان سوالات سے مختلف ہوتے ہیں جو اسکولوں کے امتحانات میں دئے جاتے ہیں، جن کا جواب تکنیکی طور دیا جا سکتا ہے۔ یہ مشقیں دراصل اس طرح ترتیب دئے گئے ہیں کہ شرکاء کو ایک ہی تصور کا مختلف زاویوں سے تجزیہ کرنے اور سمجھنے میں مدد دی جا سکے۔آپ کو تجویز دی جاتی ہے کہ آج آپ پہلی کتاب کے یونٹ کی ایسی مشقوں کا اپنے گروپ کے ساتھ جائزہ لیں اور اس بات پر گفتگو کریں کہ یہ کس طرح سے سمجھ بوجھ میں اضافہ کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

ٹیوٹروں کے ایک گروپ اور ایک کوآرڈینیٹر کے درمیان پہلی کتاب کے پہلے یونٹ کے مواد پر تبصرہ کرنے کے بعد، درج ذیل دوسرے یونٹ، "دعا و مناجات" کے بارے میں گفتگو پڑھیں۔

الف۔ جس گروپ کے ساتھ میں کام کر رہا تھا وہ دوسرے یونٹ کو شروع کرنے کے لیے مشتاق تھا۔ انہوں نے لمبے اقتباسات کا مطالعہ کرنے اور دعا کی اہمیت پر غور کرنے کے موقع کا خیر مقدم کیا۔ یہ بہت منطقی تھا کہ بالکل آغاز میں انہیں "خدمت کی راہ" اور "دوہرا اخلاقی مقصد" کے تصورات سے متعارف کرایا گیا۔ اس سے انہیں اس بات کی بصیرت حاصل ہوئی کہ دعا اور خدمت کے درمیان قریبی تعلق کو وہ کس طرح سمجھ سکتے ہیں جب وہ حصّہ بہ حصّہ آگے بڑھے۔ ہم نے حصّہ ۱ میں چار اقتباسات اور متعلقہ سوالات کو اسی طرح سے پڑھا جیسے ہم نے پہلے یونٹ میں کیا تھا۔ انہوں نے اقتباسات کے فوری معنی کو تیزی سے سمجھا اور ان کے پس پردہ دوہری اخلاقی مقصد کی جھلک پالی۔ جب ہم مشق ۵ پر پہنچے تو ضروری تھا کہ ہم توقف کریں اور اقتباسات کی روشنی میں پیش کردہ بیانات کا جائزہ لیں۔ مثال کے طور پر کچھ شرکاء کو اس بیان سے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا: "اگر آپ ہمیشہ دوسروں کی مدد کر رہے ہیں تو آپ اپنے ذاتی اہداف سے محروم ہو جائیں گے۔" گفتگو نے سب کو یہ دیکھنے میں مدد کی کہ "دوسروں کی خدمت" اور "ذاتی اہداف" صرف اس وقت متضاد ہیں جب اہداف کو خودغرضی کے معنی میں بیان کیا جائے۔ یہ ان پر واضح ہو گیا کہ جب ہمارے ارادے خالص ہوں گے تو ہم دوسروں کی خدمت کو اپنے لیے عظیم اہداف مقرر کریں گے اور جب ہم اس بات کو تسلیم کریں گے کہ ہمیں دنیا کی بہتری کے لیے پیدا کیا گیا ہے تو ہمارے روحانی اور فکری ذاتی ترقی کی جستجو کو معاشرے کی ترقی میں ہمارے تعاون سے الگ نہیں سمجھا جائے گا۔

ب۔ ہم نے اپنے گروپ میں بیانات کے ساتھ ایسے ہی کیا۔ میں نے یقینی بنایا کہ مذاکرہ زیادہ طویل نہ ہو اور ہم اس پر مرکوز رہیں جو یہ مشق حاصل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ مثال کے طور پر، آج کل بہت سے لوگ اس بیان پر یقین رکھتے ہیں کہ "آپ اپنے سب سے قریبی دوست ہیں۔" ہمیں اس کے مفہوم کو خدا کی رحمت کے سیاق و سباق میں تلاش کرنے کی ضرورت تھی یعنی کہ کس طرح ایک پاک دل اس کی عنایات کا مستحق ہوتا ہے جیسا کہ اس حصّے کے آخری اقتباس میں ذکر کیا گیا ہے۔ شرکاء نے قدرتی طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ خدا ہمارا حقیقی دوست ہے۔

ج۔ حصّہ ۲ میں درج کلمات مکنونہ کے حوالے کا مطالعہ کرتے ہوئے ہم نے اس بات پر سیر حاصل گفتگو کی کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ ہمیں "غنی" پیدا کیا گیا ہے، اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ یہ مادی دولت نہیں ہے جو ہمیں غنی بناتی ہے بلکہ روحانی صفات جیسے عاجزی، سچائی اور سخاوت کا اظہار کرنے کی صلاحیت ہے۔ ہم اس خیال کو اس دل کی خصوصیات سے جوڑتے ہیں جو "محبت سے شعلہ ور اور ماسوا اللہ سے الگ ہونے" سے پاک ہو اور اس بات پر غور کر سکتے ہیں کہ اپنے دلوں کو اللہ کے سوا ہر چیز سے پاک کرنے کی کوششوں میں علم کے منبع، اپنے خالق، اپنے حقیقی دوست سے "روشنی" حاصل کرنا فطری ہے۔ ہماری گفتگو نے ہمیں خدا کے ساتھ اپنے تعلق کی نوعیت کے بارے میں زیادہ بصیرت حاصل کرنے میں بھی مدد کی جیسا کہ محبت کا، جس نے ہمارے حصّہ ۳ میں غور و فکر کا راستہ ہموار کیا، جس میں سوال پوچھا گیا، "ہم کیوں دعا کرتے ہیں؟"

ک۔ ایسا لگتا ہے کہ جن شرکاء کے ساتھ آپ نے یونٹ کا مطالعہ کیا انہوں نے ابتدائی حصّوں میں دیے گئے آثار مبارکہ پر عمیق غور و فکر کیا اور مشقوں نے گفتگو میں بھرپور سہلکاری کی اور زیر موضوع تصورات کی سمجھ کو مزید بہتر بنایا۔

ج۔ مشقوں کے سلسلے میں، میں نے محسوس کیا کہ شرکاء ان کو انجام دینے کے خواہاں ہیں جو مخصوص الفاظ کے معنی کے بارے میں پوچھتے ہیں یعنی کہ "

لحن"، "تلاوت"، "بکھیرنا"، "فرض"۔ ہم نے ہر لفظ سے متعدد جملے بنائے تا کہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ اس کا معنی واضح ہوں اور ایک یا دو بار لغت کا استعمال بھی کیا۔

ک۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے جو کچھ کیا وہ بالکل صحیح ہے۔ جیسا کہ حصّہ "ٹیوٹر کے لیے چند خیالات" میں تشریح کیا گیا ہے کہ وقتاً فوقتاً لغت استعمال کرنے کے خلاف کوئی اصول نہیں۔ بس یہ ہے کہ الفاظ سیاق وسباق میں سمجھا جانا چاہیے خاص طور پر جہاں آثار مبارکہ سے عبارات کا تعلق ہو۔ ورنہ ایک لفظ یا دو ملتے جلتے الفاظ کے معنی اور ان کے فرق پر گفتگو بہت زیادہ طول پکڑ سکتی ہے۔ کبھی کبھار جب لوگ اقتباس کو لفظ بہ لفظ دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس عظیم مقصد کو بھول جاتے ہیں جو کہ عبارت کے معنی کو سمجھنا ہے۔ لہٰذا، مثال کے طور پر، حصّہ ۶ کے یونٹ میں "لحن"، "تلاوت"، "بکھیرنا" جیسے الفاظ کے معنی کے بارے میں سوالات شرکاء کو حوالہ شدہ عبارت میں مخصوص تصورات پر مرکوز کرنے کے لیے ہیں؛ یہ ذخیرہ الفاظ کی مشق نہیں۔

ب۔ حصّہ ۲ میں ایک اور قسم کی مشق ہے جسے اس اسٹڈی سرکل کے اراکین نے، جس کا میں نے پہلے ذکر کیا تھا، بہت مؤثر پایا۔ یہ وہ مشق ہے جس میں شرکاء کو آثار مبارکہ کی ایک عبارت کی بنیاد پر جملوں میں خالی جگہیں کو پُر کرنے کے لیے کہا جاتا ہے۔

ج۔ میں نے نوٹ کیا کہ یہ تکنیک مختلف کتابوں کے یونٹوں میں استعمال ہوتی ہے۔ یہ شرکاء کو بھی بعض کلیدی الفاظ پر توجہ مرکوز کر کے عبارت کے بارے میں سوچنے میں مدد دیتی ہے۔

ک۔ اب جب کہ ہم نے کچھ مشقوں کے مقصد پر بات کر لی ہے، آئیں دوبارہ یونٹ کے ایک اور اہم مفہوم پر غور کرتے ہیں۔ شرکاء نے حصّہ ۵ میں متعارف کروائے گئے "حالتِ دعا" کے مفہوم پر کیسے ردِعمل کا ظہار کیا؟

ب۔ میرے ساتھ اس یونٹ کا مطالعہ کرنے والے بہت سے شرکاء نے اس طرح سے دعا پر کبھی غور نہیں کیا تھا۔ میری ہی طرح جب میں نے پہلی بار یونٹ کا مطالعہ کیا تھا، وہ صرف ایسے کچھ سوچتے تھے کہ دعا کو بس کرنا ہوتا ہے، نہ کہ ایسی حالت جو آپ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم نے اس نظریہ کے بارے میں رک کر بات چیت کی قبل اس کے کہ اگلے حصّہ کی طرف بڑھیں۔

ج۔ میرے ساتھ بھی حصّہ ۸ میں اسی طرح کا تجربہ ہوا، جہاں حصّہ ۳ میں دعا کے مقصد پر بات چیت کو مزید آگے بڑھایا گیا ہے۔ کچھ شرکاء کے لیے اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کا تصور نیا تھا۔ شروع میں انہیں یہ واضح نہیں تھا کہ ہم خدا سے کیسے دعا کریں اور ساتھ ہی ساتھ اس کی مرضی پر راضی رہیں۔ لیکن حضرت عبدالبہاء کے اقتباس پر غور وفکر کرنے کے بعد ہم اس سوال پر کچھ روحانی بصیرت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

ک۔ ان تمام تصورات کو دریافت کرنا ضروری ہے۔ بدقسمتی سے جیسے جیسے مذہبی احساس دنیا میں اپنی گہرائی کھودیتا ہے تو زیادہ سے زیادہ لوگ یا تو دعا نہیں کرتے یا دعا کو محض ایک رسم کے طور پر لیتے ہیں۔ ایک اور رجحان یہ بھی ہے کہ لوگ صرف تب ہی دعا کرتے ہیں جب وہ کسی بحران میں ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے دعا سے متعلق ایسے اہم تصورات پر غور کرنا ان لوگوں کے لیے ضروری ہے جو خدا پر مرکوز زندگی اور اس کے راستے میں خدمت کرنے کے خواہاں ہیں۔ اس لحاظ سے، جو ہم نے اپنے غور وفکر کے آغاز میں کہا تھا کہ کس طرح یونٹ کا مطالعہ خدمت اور دعا کے درمیان قریبی تعلق پر بصیرت فراہم کرتا ہے، خاص طور پر اہم ہے۔ جب شرکاء یونٹ کو مکمل کر لیں گے تو انہیں اس تعلق کے بارے میں زیادہ سے زیادہ آگاہی حاصل کرنے کی ضرورت ہوگی یعنی حقیقی دعا کس طرح دل کو پاک کرتی ہے اسے علم اور آسمانی خوبیوں کا حامل بناتی ہے اور کس طرح غیر دلچسپ خدمت کے اعمال فرد کو ان خوبیوں کو بروئے کار لانے کے قابل بناتے ہیں تا کہ امراللہ کی ترقی اور انسانیت کی سربلندی میں حصّہ ڈال سکیں۔ دعا خدا کی خدمت کے شوق کو شدت سے بڑھاتی ہے اور خدمت دعا کے لمحات میں پیدا

ہونے والے آگ کو بھڑکاتی ہے یعنی ایک ایسی آگ جو ہمیں اس کی خوبصورتی سے دور کرنے والے پردوں کو جلا ڈالتی ہے۔

الف۔ مجھے حصہ ۷ کے بارے میں ایک سوال کرنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس حصے میں شرکاء سے کہا گیا ہے کہ بڑی نماز سے دو عبارات کو زبانی یاد کریں۔ کیا اتنا کافی ہے یا مجھے انہیں پوری نماز یاد کرانی چاہیے تھا؟

ک۔ بہت ساری دوسری چیزوں کی طرح یہ شرکاء پر منحصر ہے۔ بعض ایسے ہوں گے جنہوں نے ابھی ابھی بس ہر روز نماز پڑھنے کی عادت ڈالنا شروع ہی کیا ہوگا۔ تو ان کے لئے صرف اقتباسات یاد کر لینا ہی کافی ہے۔ بعد میں وہ پوری نماز یاد کر سکتے ہیں۔ یقیناً شرکاء میں سے بعض کو پوری نماز زبانی یاد بھی ہوگی۔ البتہ کورس کے ٹیوٹر کی حیثیت سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی بات ہوگی کہ اگر یہ ہمیں یاد نہ ہو تو ہم میں سے ہر ایک اس کو یاد کر لے۔

ا۔ فرض کریں کہ حصّہ ۸ کا اسٹڈی سرکل کے اراکین کو درج بالا "ج" کے بیان کردہ تصورات میں دشواری پیش ہوتی ہے۔ آپ انہیں کس طرح دعا کی حرکیات کو سمجھنے میں مدد کریں گے؟ ان کی متعلقہ تصورات کی سوجھ بوجھ بڑھانے کے لیے آپ اس حصّہ میں موجود تین اقتباسات کی بنیاد پر کون سے سوالات پوچھ سکتے ہیں؟

۲۔ ہم نے کئی مواقع پر یاد کرنے کی اہمیت کے بارے میں بات کی ہے، بشمول اس یونٹ میں، اب تک، آپ نے خود بہت سی عبارتیں زبانی یاد کیے ہیں اور تخلیقی کلام کی طاقت سے فائدہ اُٹھانے کی اہمیت کو سمجھا ہے، چاہے وہ ذاتی غور و فکر کے لمحات ہوں، مشکل وقت ہو، یا امراللہ کی تبلیغ ہو۔ آپ کے حاصل کردہ زیادہ تر تجربات آپ کے لیے اسٹڈی سرکل کے اراکین کے ساتھ کام کرنے میں مفید ثابت ہوں گے۔ اس مرحلے پر یہ دیکھنا مفید ہوگا کہ آپ انہیں آثار مبارکہ سے عبارات یاد کرنے کی کوشش کرنے کے لیے کس طرح ترغیب دے سکتے ہیں۔ اس طرح ایسا کرنے کے بعد، آپ اس مختصر سی عبارت کو زبانی یاد کرنے کا ارادہ کر سکتے ہیں:

"۔۔۔اور ہر وہ سینہ، جو کلام الٰہی کو یاد کرتا ہے، اگر وہ مومن کا ہے تو خدا اس کو اپنے پیار سے سرشار کر دیگا۔۔۔"[12]

حصہ 35

پہلی کتاب کا تیسرا یونٹ "زندگی اور موت" شرکاء اور ٹیوٹر کے سامنے ایک خاص للکار پیش کرتا ہے۔ آئیں ہم مشاہدہ کریں کہ ایک ٹیوٹروں کے گروپ نے اس یونٹ کا کس طرح تجزیہ کریں گے۔ اب اس یونٹ کو رجوع کریں۔

کتاب 1 تا 6 کا ٹیوٹر بننا

الف: اگرچہ اس کورس کے لئے ٹیوٹر کی خدمات انجام دینا مشکل تھا لیکن میں نے اس کو فائدہ مند پایا۔ اب میں اس بیان کا مطلب سمجھتا ہوں جو حصّہ ''ٹیوٹر کے لیے چند خیالات'' میں کہا گیا ہے کہ ٹیوٹر اور دوسرے شرکاء کے درمیان تعلق استاد سے طالب علم کا نہیں ہے بلکہ سب ایک ایسے عمل میں شعوری طور پر مشغول ہیں جس میں ہر کوئی سیکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں نے اپنے گروپ کے ساتھ مطالعہ کر کے اپنی بصیرت میں بہت اضافہ کیا ہے۔ مثلاً حصّہ ۳ میں، میں نے سمجھا تھا کہ بیانات کو فوری حل کرنا ہے اور میں بہت حیران ہوا جب شرکاء نے اس بیان ''زندگی ان واقعات کا مرکب ہوتی ہے جو ہمارے ساتھ ہر روز پیش آتے ہیں'' کو درست قرار دیا۔ اور جب ہم بعد والے حصّہ میں اسی طرح کی مشق پر پہنچے تو کچھ شرکا نے ''موت زندگی کی انتہا ہے'' اور ''زندگی موت پر ختم ہو جاتی ہے'' کو درست قرار دیا۔ میں نے احساس کیا کہ ان تصورات پر مشورت کی ضرورت ہے۔ مذاکرات کے دوران کچھ نظریات بہت دلچسپ تھے اور جن سے شرکاء کے ذہنوں کو وضاحت ملی۔

ب: میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ مشقیں ہمیں نظریات پر سوچنے میں واقعی بہت مدد کرتی ہیں۔ نویں حصے میں ''اصل زندگی کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب آدمی ملکوت الٰہی میں داخل ہوتا ہے'' کے اس بیان کو کئی شرکاء نے درست قرار دیا اور پھر وہ دوسرے بیان ''حقیقی زندگی کا آغاز اس دنیا میں ہوتا ہے اور طبیعی موت کے بعد بھی جاری رہتی ہے'' پر پہنچے تو انہوں نے احساس کیا کہ اگر یہ بیان درست ہے تو پہلے والا بیان اتنا دوٹوک نہیں جتنا کہ انہوں نے سوچا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ ہر ایک روح کی حقیقی فطرت پر گہرے انداز میں سوچ رہا تھا۔ اس دن ہمیں اس نشست کے بعد وقفہ دینا پڑا اور شاید یہ میرا خیال ہو سکتا تھا لیکن جب ہم نے دوسرے ہفتے ملاقات کی تو میں نے ہر ایک میں ایک تبدیلی محسوس کی۔

الف۔ اس یونٹ نے ہمارے گروپ کے شرکاء کو انسانی روح کی قوتوں کی بھرپور سمجھ حاصل کرنے میں مدد دی۔ خاص طور پر، ابتدائی چند حصّوں نے روح کے بارے میں کچھ غلط فہمیوں کو دور کرنے میں مدد کی جب انہوں نے عمیق روحانی حقائق پر غور کیا کہ روح جسم میں داخل نہیں ہوتی اور نہ ہی جسم سے نکلتی ہے؛ یہ کہ یہ جسمانی آلات کو استعمال کرتے ہوئے ادراک اور اثر ڈالتی ہے، یہ بغیر ایسے آلات کے بھی عمل کر سکتی ہے؛ اور یہ کہ آئینہ اور روشنی کا استعارہ اس کے جسم کے ساتھ تعلق کو بہترین انداز میں بیان کرتا ہے۔ آئینہ روشنی کو منعکس کرتا ہے، لیکن روشنی چمکتی رہتی ہے چاہے آئینہ دھول میں ڈھک جائے یا ٹوٹ جائے۔

ک۔ یہ کہنا درست ہوگا کہ لوگوں کے ذہنوں کو یہ یونٹ ایک القائی کیفیت عطا کرتا ہے کیونکہ یہ یونٹ اس دنیا اور عوالم ملکوت میں ''حیات روح'' کے بارے میں بہت سے سوالات ذہنوں میں ابھارتا ہے۔ بہائی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے بارے میں حضرت عبدالبہاء کا یہ بیان ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے لئے سب سے پہلے لازم ہے کہ ہم میں روحانیت کے حصول کی پیاس موجود ہو۔ اور اس پیاس کے حصول کے لئے آپ نے موت کے بعد زندگی پر غور و فکر کی تاکید فرمائی ہے۔

ج۔ جب ہم حصہ ۱۲ کا مطالعہ کر رہے تھے تو ہم نے ''کوئی روح اپنے آسمانی گھر کے بدلے یہ دنیاوی گھر کیوں لے لیتی ہے'' پر بڑی دلچسپ گفتگو کی تھی۔ ایک ممبر نے یہ نکتہ اٹھایا تھا کہ روحانیت کوئی ایسی چیز نہیں جو ایک بار حاصل کر لی جائے اور بس۔ بلکہ روحانیت حاصل کرنے کے بعد آدمی کو اپنی پست فطرت پر مسلسل قابو رکھنا ہوگا۔ ایک ممبر نے رائے دی کہ ''ہم میں کوئی چیز ہمیشہ ہمیں نیچا دکھانے کے درپے رہتی ہے''۔ اس پر ایک اور ممبر نے ''خواہش'' پر سوال اٹھایا اور کہا کہ انسان کے دل میں خواہش کا جذبہ رکھا گیا ہے لیکن ہمیں نفسانی خواہشات سے بچنا چاہئے۔ پھر ہم نے خواہشات کی نوعیت پر بات چیت کی۔ ہم نے اس حقیقت پر بات کی کہ خواہشات نیک بھی ہو سکتی ہیں مثلاً اپنی مادی حالت درست کرنے کے لئے سخت محنت کرنے کی خواہش کرنا لیکن ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ان خواہشات کی بھی ایک معین حد ہونی چاہئے۔ اگر کوئی اپنی مادی حالت درست کرنے میں اتنا مصروف ہو جاتا ہے کہ اس کی امری

خدمات پر اثر انداز ہوتو ایسی خواہش شاید لالچ میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ پھر کسی نے پوچھا ''خدا کی رضا کے حصول کی خواہش کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' اور ہم نے احساس کیا کہ واقعی کچھ ایسی خواہشات بھی ہیں جنہیں ہمیں محدود نہیں کرنا چاہئے۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ روحانی خواہشات جتنی قوی ہوں گی اتنا ہی وہ یقینا ہماری نفسانی خواہشات پر قابو پانے میں مدد دیں گی۔

الف: آپ نے خواہش کے بارے میں ذکر کیا تو مجھے ایک اور حصے کا خیال آ گیا جو میرے لئے مشکل تھا۔ حصہ ۱۸ میں شرکاء سے چند فضول خیالات کی فہرست مرتب کرنے کو کہا گیا ہے۔ پتہ نہیں کیا وجہ تھی کہ میرے گروپ کو ایک خواہش ہی کو سوچنے میں بہت وقت پیش آئی۔ میں نے سوچا تھا کہ وہ خود لکھ لیں گے لہذا میں نے خود کوئی فہرست تیار نہیں کی تھی اور یہ بڑی شرمندگی کی بات تھی۔

ک۔ اکثر ایسی حالت پیش آتی ہی رہتی ہے لہذا کوئی شرمندگی کی بات نہیں ہے۔ تجربہ حاصل کرنے سے مراد یہی ہے۔ اب جب کہ آپ نے اپنا تجربہ ہمیں بتا دیا ہے تو ہم اس بات سے آگاہ ہو گئے ہیں کہ ایسی حالت سے بچنے کے لئے ہم پہلے ہی سے کچھ فضول خیالات کی فہرست تیار کر لیں۔

ب۔ میں بھی حصّہ ۱۹ میں ہونے والی گفتگو کے بارے میں تھوڑا سا بتانا چاہتا ہوں جو میں نے دوستوں کے ساتھ مل کر کتاب کے مطالعہ میں کیا تھا۔ ان کے لیے یہ جاننا روشن خیالی کا باعث تھا کہ حضرت عبدالبہاء نے دعا کے اثرات کا ان روحوں کی ترقی کے بارے جو اس دنیا سے وفات پا چکی ہیں، کیا کہا۔ یہ خیال کہ وہ اپنے عزیزوں کی کیسے مدد کر سکتے ہیں جو اس جہانِ فانی سے کوچ کر چکے ہیں، ان دو شرکاء کے لیے بہت سکون اور خوشی کا باعث بنا جنہیں حال ہی میں ایسی محرومیت کے تجربے سے واسطہ پڑا تھا۔

۱۔ درج بالا گفتگو میں بنیادی سلسلے کے مطالعہ کے کوآرڈینیٹر نے یہ تجویز دی کہ یہ اچھا ہوگا اگر ٹیوٹر حصّہ ۱۸ میں ایک مشق کو مکمل کرنے میں شرکاء کی مدد کرنے کے لیے پیشگی طور پر "فضول خیالات" کی مختصر فہرست تیار کریں۔ آپ کے لیے یہ فائدہ مند ہوگا کہ آپ اس حصّہ کو دیکھیں اور درج ذیل دی گئ جگہ میں ایک ایسی فہرست بنائیں۔

۲۔ بلاشبہ، اس یونٹ میں اور بھی مشقیں ہیں جو شرکاء کے لیے للکاریں ثابت ہو سکتی ہیں۔ آپ یہاں کچھ کی فہرست بنانا چاہیں گے۔

حصہ 36

ہم نے اس یونٹ میں شوق کے سوال پر غور کرنے سے آغاز کیا اور اس کے کچھ بنیادی منابع کو واضح کیا تھا بشمول ''علم کے حصول کی پیاس'' اور ''جمالیاتی حس'' اس نے فطری طور پر ہمارے مذاکرات کو ''شرکت کرنے'' کے موضوع کی طرف پھیر دیا۔ پھر ہم نے سیکھنے اور سیکھلائی کے محرکات کا جائزہ لیا جنہیں روحی انسٹی ٹیوٹ کے کورس فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور چند تصورات اور اصولوں کا مطالعہ کیا جو ان کورسوں کو شکل دیتے ہیں۔ اس نے ہمیں انسٹی ٹیوٹ کے تعلیمی نظام کے تین مرکزی عناصر پر غور کرنے کا موقع فراہم کیا: بنیادی سلسلے کے کورس، اسٹڈی سرکل اور ٹیوٹر۔ ہم نے ذکر کیا ہے کہ کتاب نمبر ے کا مطالعہ آپ کو ایک ایسے راستے پر گامزن کرتا ہے جس میں آپ ایک گروپ کے بعد دوسرے گروپ کو کورسوں کے ذریعے ساتھ لے کر چلنے کی ضروری صلاحیت کو بتدریج ترقی دے گا۔ آپ ایسے جاری تجربوں اور ٹیوٹروں کے لیے وقتاً فوقتاً منعقد ہونے والے غور وفکر کے جلسات میں شرکت کے ذریعے اپنی صلاحیتوں کو بہتر بناتے رہیں گے۔ آپ کو ان ملاقاتوں میں شامل ہونے کی ایک جھلک ملی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس موقع پر آپ اس خدمت کے میدان میں داخل ہونے کے لیے مشتاق ہوں گے۔ آپ کے سماج میں خدمت کرنے والوں کے لیے دوسرے تجربے کار ٹیوٹر یا بنیادی سلسلے کے کلسٹر کو آرڈینیٹر آپ کی مدد کے لیے تیار ہیں۔

اب ان آخری حصّوں میں، آئیں اس موقع سے فائدہ اُٹھائیں اور ان اثرات کا تصور کریں جو ہم دیکھنے کی توقع کر سکتے ہیں جب ایک گاؤں یا محلہ میں زیادہ سے زیادہ دوست کورسوں کے مطالعہ اور ان کی تجویز کردہ خدمت کی سرگرمیوں میں مشغول ہو جائیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک نئے تمدن کی تعمیر میں تین شرکاء ہوتے ہیں: فرد، سماج اور ادارے۔ بنیادی سلسلے میں آگے چل کر، ہم اس تعلیمی پروسس کی ترقی میں ہر ایک کے لیے کیے جانے والے تعاون کو تلاش کریں گے۔ فی الحال، آئیں فرد پر نظر ڈالیں اور اسٹڈی سرکل کے شرکاء پر اس کے اثرات پر غور کریں۔ اس "بے باک تحریک" کا حوالہ دیتے ہوئے جو یہ عمل کسی آبادی میں شروع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بیت العدلِ اعظمِ الٰہی لکھتے ہیں:

"اِس وقت لازم یہ ہے کہ اسٹڈی سرکل کی سطح پر تعلیمی عمل کے معیار کی جو پرورش کی جارہی ہے اُس میں آئندہ سال واضح اور نمایاں بلندی لائی جائے۔ تا کہ ایسی ہی حرکیات پیدا کرنے کے واسطے مقامی آبادی کی صلاحیت کو اُبھارا جا سکے۔ اِس بارے میں بہت زیادہ ذمہ داری اُن لوگوں پر پڑے گی جو ٹیوٹر کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے ہیں۔۔ اُن کو درپیش چیلنج یہ ہوگا کہ وہ اس ماحول کو یقینی بنائیں جس کا تصوّر انسٹی ٹیوٹ کے نصاب میں دیا گیا ہے۔ ایک ایسا ماحول جو افراد کی روحانی خودمختاری کے لیے سازگار ہو تا کہ وہ اپنی طرف خود اپنے آپ کو سیکھنے کے فعّال کارکن کے طور پر دیکھیں اور خود میں ایسا مشاہدہ کریں جو علم کے ذریعہ انفرادی اور اجتماعی کا یا پلٹ لانے کا مرکزی کردار ہے۔ اِس میں ناکامی کی صورت میں ایک کلسٹر میں چاہے جتنے اسٹڈی سرکل تشکیل دے دیئے جائیں اس میں تبدیلی لانے والی قوّت پیدا نہیں کی جا سکے گی۔" (13)

درجِ ذیل کچھ خصوصیات دی گئیں ہیں جو کہ ایک تعلیمی پروسس جو اخلاقی اور روحانی طور پر فرد میں بااختیار بنانے کی پرورش کرتا ہے

____ طرزِ عمل کی درستگی

____ خدا پر توکل

____ بے انتہا مسرت اور دل کی تابندگی
____ فیاض روح، پاکیزہ قلب، پاکیزہ ذہن
____ حضرت بہاءاللہ کے کلام وحی میں دی گئی ہدایات پر مسلسل گہری ادراک
____ علم حاصل کرنے کی بڑھتی ہوئی پیاس
____ کلام الہیٰ کی کایا پلٹ قوت پر انحصار
____ حضرت بہآءاللہ کے احکام پر اطاعت کے ذریعے آزادی
____ خوبصورتی کی کشش سے روشن کیے گئے کمال کو حاصل کرنے کی خواہش
____ وحدت عالم انسانی اور نوع بشر سے گہری محبت کا شعور
____ تاریخ کا قوی احساس اور اس میں اپنا مقام
____ تبلیغ امر اللہ اور وحدت عالم انسانی کے لئے شوق اور جوش و خروش سے خدمت کرنا
____ سیکھنے والا انداز
____ دوہرا اخلاقی مقصد حاصل کرنے کی خواہش یعنی کہ اپنی روحانی اور فکری نشوونما کرنا اور معاشرے کی کایا پلٹ میں حصّہ ڈالنا
____ اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے سپرد کرنے کی قابلیت
____ ثابت قدمی سے امتحانات اور تکالیف کا مقابلہ کرنا
____ اپنی زندگی میں تعلیمات مبارکہ کو لگن سے لاگو کرنا
____ اپنے لوگوں کی روحانی ترقی کے لئے اعلیٰ درجہ کی وابستگی
____ روحانی قوت کا شعور جس پر ہر مومن فرد توجہ دے سکتا ہے
____ جامعہ کی سرگرمیوں میں پُرعزم فروتنی کے ساتھ حصہ لینے کی قابلیت
____ مشورت کے ذریعے مفاہمت اور اتفاق آراء کے حصول میں حصہ لینے کی صلاحیت

____

____

____

____

حصہ 37

کتاب 1 تا 6 کا ٹیوٹر بننا

اسٹڈی سرکلز کی مختلف وضع قطع جن کے لیے آپ بطور ٹیوٹر خدمت انجام دیں گے وہ ان خصوصیات کو اجاگر کرنے میں مدد دیں گی جو آپ نے شناخت کی ہیں۔ ان میں سے کئی وضع قطع درجِ ذیل دی گئی ہیں۔ ہر ایک کے لیے دو جملے لکھیں جو بتائیں کہ یہ ایک یا زیادہ خصوصیات کو پروان چڑھاتی ہیں۔ ایک مثال دی گئی ہے تا کہ آپ کی مدد کی جا سکے۔

۱۔ محبت کا ماحول جو اسٹڈی سرکل میں ہوتا ہے۔

الف۔ محبت کا ماحول جو اسٹڈی سرکل میں ہوتا ہے دراصل شرکاء کی عالمِ انسانی سے محبت کو مستحکم کرتا ہے۔

ب۔ ____________________

____

ج۔ ____________________

____

۲۔ کسی اسٹڈی سرکل میں شرکاء میں پیدا ہونے والا رفاقت کا جذبہ

الف۔ کسی اسٹڈی سرکل میں پیدا ہونے والا ہمکاری کا جذبہ شرکاء میں اپنے لوگوں کی روحانی ترقی میں مدد دینے کے عہد کو مستحکم کرتا ہے۔

ب۔ ____________________

____

ج۔ ____________________

____

۳۔ روحانی نظم وضبط کا ماحول جس میں اسٹڈی سرکل قائم ہوتا ہے۔

الف۔ روحانی نظم وضبط کا ماحول جس میں اسٹڈی سرکل قائم ہوتا ہے وہ شرکاء کو حضرت بہاءاللہ کے احکام کے اطاعت کے ذریعے آزاد ہونے میں مدد کرتا ہے۔

ب۔ ____________________

____

ج۔ ____________________

____

۴۔ روحی انسٹی ٹیوٹ کے اپنائے گئے شراکتی طریقے کار۔

الف۔ روحی انسٹی ٹیوٹ کے اپنائے گئے شراکتی طریقے کار سے دوہری اخلاقی مقصد کی خواہش پیدا ہوتی ہے یعنی کہ اپنی روحانی اور ذہنی ترقی کا خیال رکھنا اور معاشرے کی کایا پلٹ میں حصّہ ڈالنا۔

ب۔ ______________________________

____

ج۔ ______________________________

____

۵۔ ہر گروپ میں مطالعہ کی جو رفتار متوازن ہوتی ہے۔

الف۔ ہر گروپ میں مطالعہ کی جو رفتار متوازن ہوتی ہے وہ شرکاء کی قابلیت کو مضبوط کرتی ہے کہ وہ سماجی سرگرمی میں ایک پُرعزم لیکن عاجز شریک کے طور پر حصّہ لے سکیں۔

ب۔ ______________________________

____

ج۔ ______________________________

____

٦۔ مقدس آثار کے مطالعہ پر جوزور دیا گیا ہے

الف۔ مقدس آثار کے مطالعہ پر جوزور دیا گیا ہے وہ دل میں مسرت اور نورانیت پیدا کرتا ہے۔

ب۔ ______________________________

____

ج۔ ______________________________

____

۷۔ دعاؤں اور مقدس آثار سے عبارات کو یاد کرنا۔

الف۔ دعاؤں اور مقدس آثار سے عبارات کو یاد کرنا ذہن کو واضح کرتا ہے۔

ب۔ ________________________________

____

ج۔ ________________________________

۸۔ مواد میں دی گئی وہ مشقیں جو مقدس آثار سے عبارات کے مطالعہ کے فوراً بعد ذہن میں آنے والے مطالب پر توجہ دیتی ہیں۔

الف۔ مواد میں دی گئی وہ مشقیں جو مقدس آثار سے عبارات کے مطالعہ کے فوراً بعد ذہن میں آنے والے مطالب پر توجہ دیتی ہیں شرکاء کی مشورت میں موافقت حاصل کرنے کی صلاحیت بڑھاتی ہیں۔

ب۔ ________________________________

____

ج۔ ________________________________

____

۹۔ مشقیں جو شرکاء کو آثارِ مبارکہ کے ٹھوس اظہار کو اپنی روزمرہ زندگی پر لاگو کرنے میں مدد دیتی ہیں۔

الف۔ مشقیں جو شرکاء کو آثارِ مبارکہ کے ٹھوس اظہار کو اپنی روزمرہ زندگی پر لاگو کرنے میں مستحکم کرتی ہیں دراصل وہ ان کو درپیش کاموں میں تعلیمات مبارکہ کو فروغ دینے میں ان کی لگن کو پختہ کرتی ہیں۔

ب۔ ________________________________

____

ج۔ ________________________________

____

۱۰۔ مشقیں جو مقدس آثار کی عبارات میں معانی مکنونہ کی بصیرت حاصل کرنے کی کوشش میں مدد کرتی ہیں۔

الف۔ مشقیں جو مقدس آثار کی عبارات میں معانی مکنونہ کی بصیرت حاصل کرنے کی کوشش میں مدد کرتی ہیں وہ شرکاء کو حضرت بہاءاللہ کے ظہور میں محفوظ ہدایات کو سمجھنے میں عمیق ادراک عطا کرتی ہیں۔

ب۔ ________________________________

ج۔ ________________

____

۱۱۔ انسٹی ٹیوٹ کے تعلیمی طریقہ کار میں ودیعتی انعطاف

الف۔ انسٹی ٹیوٹ کے تعلیمی طریقہ کار میں ودیعتی انعطاف سیکھنے کے انداز کے لئے لازم رویوں کو ابھارنے میں مدد دیتی ہے۔

ب۔ ________________

____

ج۔ ________________

____

۱۲۔ اسٹڈی سرکل کے اراکین کے انجام دیئے جانے والے مخصوص خدمت کی سرگرمیاں۔

الف۔ اسٹڈی سرکل کے اراکین کے انجام دیئے جانے والے خدمت کی سرگرمیاں ان کے تبلیغ امراللہ اور عالم انسانی کی خدمت کرنے کی لگن اور جوش کو ظاہر کرتے ہیں۔

ب۔ ________________

____

ج۔ ________________

____

حصہ 38

پچھلے دو حصّوں میں کیے گئے غور وفکر نے یقیناً آپ کے یقین کو مزید مضبوط کیا ہوگا کہ ایک مؤثر ٹیوٹر بننے کے لیے دوسروں کی نشو ونما کرنا اور اسٹڈی سرکل میں ایسا ماحول پیدا کرنا ضروری ہے جو اس کے شرکاء کی اخلاقی اور روحانی قوت کو فروغ دے۔ آپ کو حوصلہ افزائی کے فن کو سیکھنا ہوگا اور صلاحیت کو پہچاننے اور اُبھارنے کی استعداد کو ترقی دینی ہوگی۔ اسی وقت ممکن ہے جب آپ خود کو اپنی شخصی کامیابیوں سے منقطع کر لیں اور اپنے دوستوں کی نشونما اور ترقی میں مسرت محسوس کریں۔ بے شک یہ ہی ایک مئوثر ٹیوٹر بننے کا راز ہے۔

آپ کی توجہ حضرت عبدالبہاء کے درج ذیل دو عبارات مبارکہ کی طرف مبذول کراتے ہوئے اس یونٹ کو ختم کرتے ہیں۔

"اے میرے پیاروں! امراللہ پر ثابت قدمی اور استقامت کا اظہار کرو۔ اے بہاء کا نام پکارنے والو! اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اُس کا دامن مضبوطی سے تھام لو۔ تم قلوب میں جوش و ولولہ پیدا کرو اس کی تائید حاصل کرو اور اس کی راہ پر گامزن ہو جاؤ۔ ہم میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ ایک دوسرے تشویق کریں اور نفحات الہیہ پھیلانے اور اسکی سربلندی کے لئے بھرپور کوشش کرو۔ ہمیں ہر وقت اسکی عنایت کے گلشن سے چلنے والی گلابوں کی خوشبو سے محظوظ ہونا چاہئے اور اسکے فضل کے عارفانہ نفحات سے معطر ہونا چاہئے۔ ہمیں نیک نفوس کے قلوب کو جوش و خروش میں اور مخلص نفوس کو سرور و وجد میں لانا چاہئے۔" (14)

"جمال قدم کا امر تو محبت کا جوہر ہے، وحدت کا اصل راستہ ہے، صرف اس لئے موجود ہے کہ سب ایک ہی سمندر کی لہریں، ایک ہی لا انتہا آسمان کے ستارے اور وحدت کی سیپ میں موجود موتی اور وحدت کی کانوں سے نکلنے والے درخشاں ہیرے بن جائیں، تا کہ وہ ایک دوسرے کے خادم بنیں، ایک دوسرے سے پیار کریں، ایک دوسرے کو برکت دیں، ایک دوسرے کی ستائش کریں، تا کہ ہر ایک اپنی زبان کھولے اور باقی سب کی کسی استثنا کے بغیر صفات بیان کرے، ہر ایک باقی سب سے احسان مندی کا اظہار کرے، تا کہ سب کے سب اپنی آنکھیں شان وجلال کے افق کی طرف بلند کریں اور یہ یاد رکھیں تا کہ وہ ساحت اقدس سے منسلک ہیں۔ تا کہ وہ ایک دوسرے میں خوبیوں کے سوا کچھ نہ دیکھیں، ایک دوسرے کی تعریف کے سوا کچھ نہ سنیں اور ایک دوسرے کی تعریف کے سوا کوئی لفظ نہ بولیں۔ " (15)

☆☆☆☆☆

حوالہ جات:

١۔ حضرت عبدالبہاء، بہائی ایجوکیشن

٢۔ حضرت عبدالبہاء، بہائی پریئرز

٣۔ حضرت بہاءاللہ، گلیننگز CLI (١٥١)، پیرا ١

٤۔ حضرت شوقی آفندی، قرنِ بدیع، اس کے علاوہ کتابِ مستطابِ اقدس میں بھی اس کا حوالہ

٥۔ بیت العدل اعظمِ الٰہی، پیام مورخہ ٢٧ دسمبر ٢٠٠٥ء کانفرنس برائے براعظمی ہیت ہائے مشاورین ،ٹرنگ پوئنٹ

٦۔ بیت العدل اعظمِ الٰہی، پیام مورخہ ٢٨ دسمبر ٢٠١٠ء کانفرنس برائے براعظمی ہیت ہائے مشاورین ، فریم ورک آف ایکشن

٧۔ بیت العدل اعظمِ الٰہی، پیام مورخہ ١٢ دسمبر ٢٠١١، تمام محافل ملیہ کے نام

٨ ۔ بیت العدل اعظمِ الٰہی، پیام مورخہ یکم جنوری ٢٠٢٢ء، تمام محافل ملیہ کے نام، نوسالہ منصوبہ

٩۔ پیامِ رضوان ٢٠١٠ء

١٠۔ حضرت بہاءاللہ، گلیننگز XCIV (٩٤)، پیرا ٤

١١۔ حضرت عبدالبہاء، ایک لوح سے

١٢۔ حضرت باب، حضرت باب کے منتخب اقتباسات سے، نمبر ٣:٢٧:٢

١٣۔ پیامِ رضوان ٢٠١٠ء

١٤۔ حضرت عبدالبہاء، حضرت عبدالبہاء کے منتخب اقتباس: لائٹ آف دی ولڈ۔

١٥۔ حضرت عبدالبہاء , حضرت عبدالبہاء کے منتخب اقتباسات سے نمبر ١٩٣۔٥

بنیادی سطح پر فنون لطیفہ کی ترویج

مقصد: انسٹی ٹیوٹ کورسوں کے تعلیمی پروسس کو بہتر بنانے اور اس کے
ذریعے تشکیل پانے والے معاشرتی زندگی کے نمونوں کو مضبوط کرنے

میں فنون لطیفہ کے استعمال کی کوششوں کو سراہنا

ایک اُبھرتے ہوئی سماج کے رکن کے طور پر، آپ نے دیکھا ہے کہ کس طرح فنون لطیفہ کی طاقت کو اس کی اجتماعی زندگی کو مضبوط بنانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے یعنی کس طرح دل آپس میں جڑ جاتے ہیں جب آثارِ مقدس سے متاثر خوبصورت گیت دعائیہ جلسات میں سنائے جاتے ہیں اور کس طرح تبلیغ کا احساس مضبوط ہوتا ہے جب امراللہ کی تاریخ کے واقعات ایامِ متبارکہ اور دیگر مواقع پر بیان کیے جاتے ہیں۔ مورخہ ۳۰ دسمبر ۲۰۲۱ء کے پیغام میں، ہر جگہ دیہاتوں اور محلوں میں جاری کام کا حوالہ دیتے ہوئے، بیت العدل اعظم تحریر فرماتے ہیں:

''روح پرور اور خوب تیار کردہ سماجی اجتماعات جن میں کیمپس اور فیسٹیول شامل ہیں زیادہ سے زیادہ تشکیل دیئے جاتے ہیں اور موسیقی اور گیت ایسے موقعوں کا نمایاں جزو ہوتے ہیں۔ یقیناً مجموعی طور پر فنونِ لطیفہ جو ابتداء ہی سے ایک سماج کی ترقی کا نہایت لازمی جزو ہے ایسے موقعوں پر ایک اہم ذریعہ ثابت ہوا ہے جس سے مسرت پیدا کی جا سکتی ہے، اتحاد کے بندھن مضبوط کیے جا سکتے ہیں، علم اور آگاہی نشر کی جا سکتی ہے اور سمجھ کی تحکیم کی جا سکتی ہے اور ساتھ ہی وسیع تر سماج سے تعلق رکھنے والوں کو امراللہ کے اصولوں سے آشنا کروایا جا سکتا ہے۔'' (1)

آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ فنون لطیفہ کی سرگرمیاں تعلیمی پروسس میں بُنی ہوئی ہوتی ہیں جو کہ بنیادی سطح پر فروغ پاتا ہے، خاص طور پر نوجوان نسلوں کے لیے۔ بہائی بچوں کی کلاسوں کے اساتذہ کو کہانی سنانے کے فن میں اپنی مہارتوں کو بڑھانے کی ترغیب دی جاتی ہے، جو ایک ایسا فن ہے جو سامع کے دل میں نرم جذبات کو جگا سکتا ہے اور روحانی استعداد کو بیدار کر سکتا ہے۔ وہ نوجوان کو گانے کی رہنمائی سکھاتے ہیں، جس سے ان کے گانے کے لحن میں توازن اور دھن کو سنبھالنے کی صلاحیت میں بہتری آتی ہے، جبکہ اسباق میں سکھائے گئے موضوعات کو تقویت ملتی ہے۔ آپ کے علاقے میں بچوں کے فیسٹیول میں، آپ یقیناً ان کی آوازوں کی مٹھاس سے مسحور ہوئے ہوں گے اور ڈرامائی پیشکشوں سے متاثر ہوئے ہوں گے جو اعلیٰ درجات میں حاصل کردہ مہارتوں کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ اگر آپ جونیئر یوتھ کے ایک گروپ کے اینی میٹر کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں، تو آپ نے کتاب نمبر ۵ میں تجویز کردہ طریقوں کے مطابق، ان کے سیکھنے کے عمل کو فنون لطیفہ کے ذریعے مالا مال بنانے کے طریقے تلاش کیے ہوں گے یعنی کہ شاید شاعری لکھنے کے ذریعے جیسے جیسے ان کی زبان کی مہارت میں اضافہ ہوا ہے یا ایک ایسے دستکاری کے ذریعے جو ان کے ورثے سے ماخوذ ہے، ان کے نظم وضبط اور ہم آہنگی کے احساس کو تقویت دی ہے اور ان کے ہاتھوں سے کام کرنے کی صلاحیت کو نکھارا ہے، جو کہ کسی بھی فرد کی مجموعی تربیت میں اہم تعلیمی مقصد ہے۔ اور جیسے جیسے آپ اور آپ کے دوست بنیادی سلسلے کے کورسوں میں آگے بڑھے ہیں، آپ کو شاید اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ آپ اس مشق کو اپنائیں، جو دنیا کے تمام حصوں میں دیکھی جاتی ہے، کہ مقدس آثار کی عبارات کو موسیقی میں ڈھالیں، جو آپ کے مطالعہ کے دوران گائے جانے پر رفاقت کے بندھنوں کو مضبوط کرنے، خوشی اور توجہ کے ساتھ سیکھنے کو آسان بنانے اور کمال کے حصول کی تحریک دینے میں مددگار ثابت ہوئی ہے۔

یہ یونٹ آپ کے سراہنے کے عمل کو تقویت دینے کی کوشش کرتا ہے کہ بنیادی سطح پر فنون لطیفہ کی کوششیں کس طرح پورے تعلیمی پروسس کو بہتر بنانے اور اس کے ذریعے تشکیل پانے والے معاشرتی زندگی کے نمونوں کو مضبوط کرنے میں کردار ادا کر سکتی ہیں۔ امید ہے کہ ان صفحات کا مطالعہ آپ کے عزم کو بطور ٹیوٹر مضبوط کرے گا تا کہ جو افراد خدمت کے راستے پر گامزن ہیں انہیں اسی طرح کی قدر دانی اور شرکت حاصل کرنے اور اپنے ہنر اور صلاحیتوں کی حد تک ظہورِ حضرت بہاءاللہ سے متاثر ہو کر فنکارانہ اظہار کی شادابی میں حصہ ڈالنے میں مدد ملے۔

اس سے پہلے کہ ہم فن کے چند مخصوص شکلوں پر غور کریں یعنی موسیقی، کہانی سنانا، ڈرامہ اور دستکاری وغیرہ، ہم اس حصے اور اس کے بعد آنے والے حصوں میں چند اقتباسات کا مطالعہ کریں گے اور ان کے مطالب پر غور وفکر کریں گے۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

''تمام فنون لطیفہ روح القدس کا فیضان ہیں۔ جب یہ روشنی ایک موسیقار کے ذہن سے درخشاں ہوتی ہے تو اس کا اظہار خوبصورت دھنوں میں ہوتا ہے۔ اسی طرح جب یہ کسی شاعر کے ذہن سے نمودار ہوتی ہے تو عمدہ شاعری اور نثری نظموں کی شکل میں دکھائی دیتی ہے۔ جب شمس حقیقت کی ضیا مصور کے ذہن کو جلا بخشتی ہے تو وہ شاندار تصاویر نقش کرتا ہے۔ یہ صلاحیتیں اس وقت اپنے اعلیٰ مقاصد حاصل کرتی ہیں، جب یہ خدا کی حمد وثناء کا اظہار کر رہی ہوتی ہیں۔''(2)

۱۔ مذکورہ بالا اقتباس کی بنیاد پر درج ذیل سوالات کے جوابات دیں:

الف۔ فنون لطیفہ کا اعلیٰ ترین اظہار کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ ____________________

____

ب۔ فنون لطیفہ کا فیضان کہاں سے ملتا ہے؟ ____________________

ج۔ فنون لطیفہ کا فیضان خود کو کس طرح سے کسی موسیقار کے ذہن سے ظاہر کرتا ہے؟ ____________________

____

د۔ فنون لطیفہ کا فیضان خود کو کس طرح سے کسی شاعر کے ذہن سے ظاہر کرتا ہے؟ ____________________

____

ہ۔ فنون لطیفہ کا فیضان خود کو کس طرح سے کسی مصور کے ذہن سے ظاہر کرتا ہے؟ ____________________

____

۲۔ آپ اپنے گروپ کے دیگر ارکان کے ساتھ جن نغمات کو جانتے ہیں ان میں سے ایک کا نشاندہی کریں جس کے بارے میں آپ کا خیال ہو کہ یہ خدائی حمد وثناء کا مقصد پوری کرتا ہے۔ آپ کے خیال میں یہ نغمہ کس طرح سے روح القدس کا فیضان ہے؟

____

____

____

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

''یہ قلب وروح کے لئے فطری بات ہے کہ وہ ان تمام اشیاء سے فرح وسرور پاتے ہیں جو تناسب، ہم آہنگی اور کمال کا اظہار کرتی ہوں۔مثال کے طور پر ایک خوبصورت گھر، ایک اعلیٰ تربیت کا حامل باغ، ایک متناسب لکیر، ایک دلکش ادا، ایک عمدہ کتاب، خوشنما ملبوسات۔۔۔ دراصل تمام وہ چیزیں جو خوشنما اور خوبصورت ہوں قلب وروح کو خوشگوار لگتی ہیں۔لہذا یہ بات بالکل یقینی ہے کہ ایک سچی سُر گہرے مسرت کی حامل ہوتی ہے''[3]

۱۔ دل اور روح کو کس بات سے روحانی فرح وسرور ملتی ہے؟ ______________________________

____

____

۲۔ درج ذیل میں سے کون سی صورتحال سے ہم آہنگی کا اظہار ہوتا ہے؟

____ دو افراد آپس میں ایک واضح نظریہ جو انہوں نے ابھی پڑھا پر بحث وتکرار کر رہے ہوں اور جبکہ ایک تیسرا سکون سے اس کے معنی پر غور کر رہا ہو

____ ایک ماں بچے کو لوری گا کر سلا رہی ہے جبکہ دوسرے بچے خاموشی سے کھیل میں مگن ہیں.

____ ایک شخص مشورت کے دوران مسلسل لوگوں کی باتوں میں مداخلت کر رہا ہو۔

____ لوگ ایک اہم نظریہ پر بات کر رہے ہیں جبکہ ٹیلی وژن چل رہا ہو۔

____ بڑے بچے اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں ان کے والدین ایک سماجی ملاقات میں شرکت کر رہے ہیں۔

____ ایک ٹیچر چیخ کر بچے کو کہہ رہا ہوں کہ وہ اپنا رویہ ٹھیک رکھے۔

____ ایک بحری جہاز کا کپتان احکامات دے رہا ہے جبکہ عملہ اس کے احکامات پر عمل کر رہا ہے۔

____ ایک گاؤں کے جوان فصل کی کٹائی کو لے کر آرہے ہیں جبکہ بزرگ اسے مارکیٹ میں بھیجنے کی تیاری میں ہیں۔

۳۔ یہ سوچیں کہ کس طرح کسی کا دل اور روح ہر اُس چیز میں لذت اور خوشی محسوس کرتی ہے جو تناسب، ہم آہنگی اور کمال ظاہر کرتی ہے۔آپ اپنی روزمرہ زندگی میں کیا کچھ دیکھتے یا سنتے ہیں جو دل اور روح کو خوش کرتی ہیں؟ سماجی امور میں شرکت یا انسٹی ٹیوٹ کورسز کے مطالعہ کے دوران آپ نے کن چیزوں کا تجربہ کیا ہے جنہیں آپ خوبصورت اور دلکش قرار دیں گے؟

____

____

حصہ 4

ہم نے گزشتہ حصے میں پڑھا ہے کہ ''۔۔۔**تمام وہ چیزیں جو خوشنما اور خوبصورت ہوں قلب و روح کو خوشگوار لگتی ہیں۔۔۔**'' ہم تشویق کے بارے میں اپنی مذاکرات سے بخوبی جانتے ہیں کہ خوبصورتی سے لگاؤ ان روحانی قوتوں میں سے ایک ہے جو ہمیں وجود کے اعلیٰ درجات تک بلند کرتی ہیں۔ یہی وہ قوت ہے جو ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں اور دوسروں کے ساتھ اپنے روابط میں ہم آہنگی تلاش کریں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ بصری فنون، موسیقی اور دستکاری انسانی روح کی بنیادی خواہش کے اظہار ہیں۔ جو بات آپ کو یاد رکھنی ہے وہ یہ ہے کہ اس دنیا میں خوبصورتی کا اظہار دراصل محبوب عالمیان کے جمال کے عکس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ باقی سب فنا ہو جاتے ہیں مگر جمال مبارک لا فانی ہیں۔ حضرت عبدالبہاءؑ ہمیں بتاتے ہیں:

''**فانی دلفریبی ماند پڑ جائے گی، گلاب کے پھول کانٹوں کو راستہ دیدیں گے اور خوبصورتی و جوانی اپنا دن گزار دیں گی اور باقی نہیں بچیں گی، لیکن جو چیز ابد تک قائم رہتی ہے وہ ذات حقیقی کا جمال ہے۔ کیونکہ اس کی چمک دمک ختم نہیں ہوتی اور اس کا جلال ہمیشہ قائم رہتا ہے: اس کی دلفریبی سب سے زیادہ قوی ہے اور اس کی کشش لامتناہی ہے۔ پس اس چہرے کے لئے بھلائی ہے جو ذات محبوب کی نورانیت کی چمک دمک کو منعکس کرتا ہے۔ سبحان اللہ! تو اس روشنی سے منور ہوا۔ تو نے حقیقی علم کے موتی حاصل کئے؛ اور تو نے کلمۂ حق بیان کیا ہے۔**''(4)

۱۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ ________ دلفریبی ________ پڑ جائے گی۔

ب۔ ________ کے پھول ________ کو ________ دیں گے۔

ج۔ خوبصورتی و ________ اپنے دن گزار دیں گی اور ________

د۔ جو چیز ابد تک ________ ہے وہ ________ کا ________ ہے۔

ہ۔ ذات حقیقی کے جمال کی چمک دمک ________

و۔ ذات حقیقی کا جمال کا جلال____________________________________

ز۔ ذات حقیقی کے جمال کی دلفریبی____________________________________

ح۔ ذات حقیقی کے جمال کی کشش____________________________________

۲ ۔ فنونِ لطیفہ کی سرگرمیوں اور خوبصورتی کی کشش کی قوت کے بارے میں سوچتے وقت، یہ یاد رکھنا اہم ہے کہ ظاہری رسمِ حقیقت میں باطنی کیفیت سے اقدار حاصل کرتی ہے۔حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

''روح کے بغیر بدن حقیقی کمال کے حصول کے قابل نہیں ہوتا۔اگرچہ یہ خوبصورتی اور کمال کی اعلیٰ ترین حالت میں ہی کیوں نہ ہو اس کے باوجود اسے روح کی ضرورت ہوتی ہے۔ چراغ کی چمنی خواہ کتنی ہی شفاف اور کامل کیوں نہ ہو اسے روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔روشنی کے بغیر چراغ یا بتی نور نہیں بخشتی''(5)

درجِ بالا عبارت کی معنی پر غور کرتے ہوئے آپ کسی ایسے موقع کے بارے میں سوچیں جب آپ نے امراللہ کی تاریخ کے کسی واقعے کا بیانیہ سنا ہو جس نے سننے والوں کے خیالات کو موہ لیا تھا۔فرض کیجیے کہ وہ کہانی سننے میں اچھی تھی؛الفاظ کو صاف ادا کیا گیا تھا؛ درست مقامات پر دم لیا گیا تھا؛ آواز کا ایک مناسب توازن کا خیال رکھا گیا تھا؛اور بعض نکات پر زور دینے کے لئے درست انداز اپنایا گیا تھا۔لیکن صرف انہی باتوں نے سننے والوں کو متاثر نہیں کیا ہوگا۔ بیان کرنے کے انداز سے ایک خاص احساس بیدار کیا گیا ہوگا۔ایک جذبہ بھی ضرور موجود ہوگا۔اپنے گروپ میں اس بات پر گفتگو کریں کہ اس جذبے کا منبع کیا تھا۔کیا آخری تجزیہ میں یہ محبوب حقیقی کے جمال کی کشش نہیں ہے؟

حصہ5

مندرجہ بالا خیالات کو ذہن میں رکھتے ہوئے، آیئے فنون کے مختلف اقسام پر نظر ڈالتے ہیں،شروع کرتے ہیں موسیقی سے۔ یقینا آج کی دنیا میں حسن کے نام سے جو چیزیں پیش کی جارہی ہیں اس میں بڑی پلیدی رچی بسی ہوئی ہے۔آپ کو اس بارے میں بہت حساس ہونا ہوگا کہ آپ فنونِ لطیفہ کے وہ انداز منتخب کریں جو انسان کی اعلیٰ فطرت کے لئے پسندیدہ ہیں اور ان سے احتراز کریں جو اس کی پست فطرت کو ابھارتے ہیں۔کتاب اقدس سے حضرت بہاءاللہ کے یہ الفاظ اس سرگرمی کے لیے مناسب بنیادی رہنمائی فراہم کرتے ہیں:

''ہم نے تمہارے لئے موسیقی اور نغمات کا سننا جائز قرار دیا ہے۔لیکن خبردار، ایسا نہ ہو کہ ان کا سننا تم کو شان ادب و وقار سے خارج کردے۔تمہاری خوشیوں کا سبب میرا اسم اعظم ہو جس سے دلوں پر وجد طاری ہوتا ہے اور مقربین الہیٰ کی عقلیں مجذب ہوجاتی ہیں۔ بلاشبہ ہم نے موسیقی کو تمہاری روحوں کے لئے زینہ بنایا ہے یعنی ایک ایسا ذریعہ جس سے وہ ملکوت اعلیٰ تک رسائی حاصل کرسکیں۔اس لئے اس کو نفس و ہویٰ کا بال و پر مت بنانا۔یقینا میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم کو احمقوں میں شمار ہوتا دیکھوں۔''(6)

اور موسیقی کی نوعیت کے بارے میں حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

''۔۔۔اس عصر جدید میں نیر تاباں نے اپنی مقدس الواح میں خاص طور پر یہ اعلان فرمایا ہے کہ موسیقی خواہ گائی جائے یا بجائی جائے یہ

قلب اور روح کے لئے روحانی غذا ہے۔" (7)

"اگر چہ سریلی دھنیں بظاہر مادی ہیں لیکن روحانیت سے جڑے ہونے کی بنا پر گہرے اثرات کی حامل ہوتی ہیں۔ خاص قسم کی دھنیں روح کے لئے سرور آور ہوتی اور کچھ ایسی دھنیں بھی ہیں جنہیں سن کر روح اداس ہو جاتی ہے ایک اور طرح کی دھن وجود میں ہیجان پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔" (8)

"سریلے نغمات گانے سے عالم انسانی میں قوہ محرکہ اور بہجت وسرور پیدا ہوں گے۔ سننے والے فرحت وانبساط پائیں گے۔ لیکن یہ بہجت ومسرت، یہ احساسات وجذبات عارضی ہوں گے اور ذرا سی دیر میں فراموش کر دیئے جائیں گے البتہ، الحمد للہ کہ تم نے جو اپنی دھنوں کو ملکوتِ الٰہی کے سُروں سے ہم آہنگ کیا ہے جس سے تم عالمِ روح کو سکون وقرار دو گے اور ہمیشہ ہمیشہ روحانی جذبات کو اُبھارو گے۔ یہ ہمیشہ قائم رہیں گی صدیوں اور زمانوں کے انقلابات کو برداشت کریں گی۔" (9)

ا۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ حضرت بہاء اللہ ہمیں بتاتے ہیں کہ موسیقی سننے اور گانے گاتے وقت ہمیں احتیاط کرنی چاہیے کہ ہم __________ کی حدود سے تجاوز نہ کریں اور __________ کا خیال رکھیں۔

ب۔ ہمیں موسیقی کو اپنے __________ کے لیے ایک سیڑھی کے طور پر سوچنے کی ترغیب دی گئی ہے، ایک وسیلہ جس کے ذریعے ہم __________ تک رسائی حاصل کر سکیں۔

ج۔ ہمیں موسیقی کو __________ اور __________ اور کے لیے بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

د۔ اس نئے دور میں حضرت بہاء اللہ نے خاص طور پر __________ کہ __________، گایا ہوا یا بجایا ہوا، روح اور __________ کے لیے روحانی غذا ہے۔

ہ۔ اس __________ میں، حضرت بہاء اللہ نے __________ اعلان کیا ہے کہ موسیقی __________ یا __________ روح اور قلب کے لیے __________ ہے۔

و۔ اگر چہ دھنیں __________ ہیں، حضرت عبدالبہاء ہمیں بتاتے ہیں، وہ __________ کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔

ز۔ __________، اگر چہ وہ مادی ہیں __________ کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں، اس لیے، وہ __________ کا بڑا __________ کرتے ہیں۔

ح۔ ایک خاص قسم کی دھن روح کو __________ بناتی ہے

ط۔ دوسری قسم کی دھن روح کو __________ کر دیتی ہے۔

ی۔ ایک اور قسم کی دھن روح کو __________ کی طرف مائل کرتی ہے۔

۲۔ درج ذیل سوالوں کے جواب دیں:

الف۔ ''دھنوں کو ملکوت الہیٰ کی سُروں سے مخلوط'' کرنے کا مطلب کیا ہوتا ہے؟____________________

____

ب۔ اس طرح سے ''اخلاط'' کرنے سے کیا ہوتا ہے؟________________________________

____

۳۔ موسیقی ایک طاقتور قوت ہے جسے سمجھداری سے استعمال کرنا چاہیے۔ یہ آپ کے لیے مددگار ثابت ہوسکتا ہے کہ آپ کچھ گانوں کی نشاندہی کریں جو کسی کو ''عالمِ بالا'' تک لے جاتے ہیں اور دوسرے جو ''نفس اور جذبات کے پروں'' کے طور پر کام کرتے ہیں۔

حصہ 6

درج بالا تین اقتباسات کے مطالعہ کے بعد اس بات میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ موسیقی روحانی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ حضرت عبدالبہاء کا درج ذیل بیان موسیقی کی اس قابلیت کو واضح کرتا ہے جو کسی بھی ماحول اور مقصد کے تحت حالات پیدا کرسکتی ہے جو پہنچائے گئے اعلیٰ پیغامِ روحانی کی قبولیت کے لئے سازگار ہے۔

''۔۔۔اگرچہ موسیقی ایک مادی امر ہے۔ تاہم اس کا روحانی اثر زبردست ہے، اور اس کا سب سے بڑا لگاؤ روحانی دنیا سے ہے۔ اگر کوئی فرد ایک تقریر کرنا چاہتا ہے تو یہ موسیقی و نغمات کے بعد زیادہ موثر ہوگی۔ قدیم یونانی اور ایرانی فلاسفہ اپنی تقریر ترنم کے ساتھ کرنے کے عادی تھے۔ پہلے چند موسیقی اور نغمات پیش کرتے اور جب ان کے سامعین آمادگی کی ایک منزل پر پہنچ جاتے تو وہ یکا یک ساز بجانا روک کر تقریر شروع کر دیا کرتے تھے۔ ایران کے مشہور و معروف موسیقاروں میں سے ایک 'باربود' تھا۔ جب بھی بادشاہ کے دربار میں کوئی سنگین مسئلہ درپیش ہوتا اور وزرأ بادشاہ کو مطمئن کرنے میں ناکام رہ جاتے وہ اس مسئلہ کو باربود کے حوالے کر دیتے۔ تب وہ اپنے ساز کے ساتھ دربار میں پہنچتا اور انتہائی مناسب اور دلپذیر دھن بجاتا اور اس طرح مقصد اچانک حاصل ہو جاتا۔ کیونکہ بادشاہ فوراً ہی دلپذیر موسیقی کی دھنوں سے متاثر ہو جاتا اور اس کے دل میں سخاوت کے جذبات امڈنے لگتے اور وہ مان جاتا۔۔۔''(10)

۱۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ اگرچہ موسیقی ایک________امر ہے، تاہم اس کا__________زبرست ہے۔

ب۔ اگرچہ________ایک مادی امر ہے، اس کا سب سے بڑا________روحانی________سے ہے۔

ج۔ اگر کوئی شخص__________ کرنا چاہتا ہے، تو یہ__________کے بعد زیادہ________ثابت ہوگی۔

۲۔ آپ پہلے سے ہی کتاب نمبر ۳ کے مطالعہ سے آگاہ ہیں کہ گیت ایک طاقتور تدریسی آلہ کے طور پر کام کرسکتے ہیں۔ اگر گیت کا موضوع زیر

غور موضوع سے متعلق ہو، تو اسے گانا مواد کے مطالعے کی تکمیل کرے گا اور اس کی مؤثریت بڑھا سکتا ہے۔ کیا آپ کو اپنے علاقے کے کوئی ایسے گیت معلوم ہیں جو کتاب ایک کے مطالعے کی تکمیل کر سکیں؟

____

____

____

____

حصہ 7

اور موسیقی کی طاقت میں کئی گنا اضافہ اس وقت ہو جاتا ہے جب یہ تعلیمات مبارکہ سے متاثر ہو، حتیٰ کہ اس میں کلام الٰہی شامل ہو۔ حضرت عبدالبہاء ہم سے فرماتے ہیں:

''موسیقی نوعِ بشر کی تعلیم و تربیت اور ترقی کا اہم ذریعہ ہے، لیکن اس کا حقیقی راستہ صرف تعلیمات الٰہیہ کے ذریعے ہی ہے۔ موسیقی اس گلاس کی طرح ہے جو انتہائی صاف اور شفاف ہے۔ یہ بالکل اس پاکیزہ پیالے کی طرح ہے جو ہمارے سامنے ہے اور تعلیمات الٰہی اور کلام الٰہیٰ پانی کی طرح ہے۔ جب گلاس یا پیالہ خوب پاک و صاف ہو اور پانی پوری طرح تازہ اور خوشگوار ہو تو یہ زندگی بخشے گا؛ یہی وجہ ہے کہ تعلیمات الٰہی خواہ یہ ترانوں کی شکل میں ہوں یا راز و نیاز یا دعا کی صورت میں جب انہیں ترنم کے ساتھ گایا جاتا ہے تو سب سے زیادہ متاثر کرتی ہیں''۔(11)

۱۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ موسیقی نوعِ بشر کی ________ اور ________ کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

ب۔ لیکن اس کا ______ راستہ صرف ________ کے ذریعے ہی ہے۔

ج۔ موسیقی ____________ کی مانند ہے، جبکہ تعلیماتِ الٰہیہ ____________ کی مانند ہیں۔

د۔ جب گلاس یا پیالہ بالکل ________ اور ________ ہو، اور پانی مکمل طور پر ________ اور ________ ہو، تو یہ ________ عطا کرے گا۔

ہ۔ خدا کی تعلیمات، چاہے وہ ______ کی شکل میں ہوں یا ______ یا ______، جب وہ ____________ ہوں، تو سب سے زیادہ متاثر کن ہوتی ہیں۔

۲۔ مذکورہ بالا اقتباس کے مطابق، جیسے جیسے دنیا کے ہر حصے میں متحرک سماج بنانے کی کوششیں تیز ہوتی جا رہی ہیں، بڑھتی ہوئی تعداد میں دعائیں اور آثار مبارکہ کے عبارات کو ہر زبان میں موسیقی میں مرتب کیا جا رہا ہے، جس طریقے سے مقدس کلام کی عظمت کا اظہار ہو۔ انسٹی ٹیوٹ

کیمپ یا کمپین میں اور حتیٰ کہ اسٹڈی سرکل میں، شرکاء ان سے بہت سی دعائیں سیکھ سکتے ہیں اور ممکنہ طور پر دوسروں کی تخلیق میں تعاون کر سکتے ہیں۔ درج ذیل میں ایک ایسا گیت ہے جو عالمِ بہائی میں بہت پسند کیا جاتا ہے، لیکن آپ یقینی طور پر کئی اور گیت جانتے ہیں۔ اپنے گروپ کے دیگر اراکین کے ساتھ اب چند گیت گائیں۔

مبارک ہے وہ جگہ، اور وہ گھر، اور وہ مقام، اور وہ شہر،

اور وہ دل، اور وہ پہاڑ، اور وہ کھوہ، اور وہ وادی، اور وہ زمین،

اور وہ سمندر، اور وہ جزیرہ، اور وہ مرغزار

جہاں خدا کا ذکر کیا گیا اور اس کی حمد وثنا کی گئی۔

۳۔ انسٹی ٹیوٹ کورسز میں شرکاء کی صلاحیتیں اور ان کا موسیقی کا علم مختلف درجوں پر ترقی یافتہ ہوں گے، کچھ بہت ماہر ہوں گے اور کچھ بالکل بھی موسیقی کی طرف مائل نہیں ہوں گے۔ چند شرکاء دوسروں کے سامنے گانے میں جھجک محسوس کر سکتے ہیں۔ کچھ شاید صرف اتنی دھیمی آواز میں گنگنانا چاہیں کہ انہیں سننا ممکن نہ ہو۔ ان کی خواہشات اور صلاحیتیں جو بھی ہوں، آپ سب کو قبول کرنا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیں گے اور یہ یقینی بنانا چاہیں گے کہ کوئی بھی شرمندہ نہ ہو۔ اس سلسلے میں، یہ اہم ہے کہ آپ کسی باصلاحیت فرد کی کارکردگی کے سوال کو گروپ گائیکی سے الگ کریں۔ دونوں ہی قیمتی ہیں۔ لیکن کبھی کبھی ایک کی تلاش کی جانے والی کامل کارکردگی دوسروں کی شرکت کو دبا دیتی ہے۔ اپنے گروپ کے ساتھ ان حرکیات پر بات کریں جو آرٹ کے اجتماعی اظہار، خاص طور پر موسیقی کے، بنیادی سطح پر ابھرنے کے لیے پیدا کی جانی چاہئیں۔

حصہ 8

اب، ان اقتباسات کی روشنی میں جو آپ نے ان حصوں میں مطالعہ کیے ہیں، آپ کے لیے یہ فائدہ مند ہوگا کہ آپ رکیں اور سوچیں کہ مختلف سماجی تقریبات کے لیے کس قسم کی موسیقی سب سے زیادہ موزوں ہوگی۔ کون سے نغمے روح پرور ہوں گے اور روحانی ماحول میں اضافہ کریں گے؟ کون سے گیت غور وفکر کے جلسات میں مناسب ہوں گے؟ کون سے اشعار انسٹی ٹیوٹ کی کمپین کے دوران خاص طور پر موزوں ہو سکتے ہیں؟ کون سے اشعار تعلیمی کمپین کے لیے موزوں ہیں؟ کچھ ایسے گیتوں کی مثالیں کیا ہیں جو پوری سماج کے امور کے لیے مشورہ کرنے کے لیے جمع ہونے والے مواقع پر موزوں ہو سکتے ہیں؟ بچوں اور نوجوانوں کے تہواروں میں کون سے گیت گانا مناسب ہوگا؟ بعض نغمات کی چند مثالیں کیا ہیں جو امراللہ کی تاریخ کے بارے میں احباب کے علم میں اضافہ اور حضرت بہاءاللہ کے لئے ان کے پیار میں اضافہ کر سکتے ہیں اور ان کے دل کو اس طرح سے چھو سکتے ہیں کہ ان میں امراللہ کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہو؟ کون سے نغمات ایام متبرکہ منانے اور انیس روزہ ضیافات کے لئے مناسب ہو سکتے ہیں؟ یہاں اپنے چند خیالات لکھیں۔

حصہ 9

کہانی سنانا ایک فن ہے جو خیالات کو جلا بخش سکتا ہے، اسے ابھار سکتا ہے اور اسے تحریک مہیا کر سکتا ہے، بہت گہرے تصورات کو سمجھا سکتا ہے اور روحانی بصیرتیں فراہم کر سکتا ہے۔ کہانیاں مختلف مواقع پر، گھریلو ملاقاتوں کے دوران، سماجی اجتماعات اور فیسٹیول میں، کمپین میں اور کیمپ میں اور کیمپ کی شاموں میں جوانوں کے امراللہ کی تاریخ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے استعمال کی جاسکتی ہیں۔

ایک دلکش اور پر جوش انداز میں کہانی سنانا ایک ایسی قابلیت ہے جو آپ تجربہ کے ساتھ سیکھ سکیں گے۔ کتاب نمبر ۳ میں اس اکثر بے توجہی کا شکار فن کو ادا کرنے کے طریقوں کے بارے میں چند اشارے دیئے گئے ہیں۔ ہم یہاں ان ضروری مہارتوں پر بحث نہیں کریں گے۔ نہ ہی یہ جگہ ہے کہ سیکھنے کے لیے کہانیوں کی ایک طویل فہرست تیار کی جائے۔ جو کچھ آپ کتاب نمبر ۵ سے یاد کریں گے اور آپ کو بطور ایک ٹیوٹر کے ذہن میں رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ امراللہ کی تاریخ کے واقعات کی انفرادی اور اجتماعی شناخت کو تشکیل دینے میں خصوصی اہمیت ہے۔ یقیناً آپ جانتے ہیں کہ ''تاریخ نبیل'' ایسے واقعات کا ایک منفرد منبع ہے۔ حضرت ولی عزیز نے اس کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ کتاب تبلیغی پروگراموں کا ''لازمی ملحقہ'' مواد ہے اور سمر اسکولوں کا ایک ایسا ''نصاب'' ہے جسے ''چیلنج'' نہیں کیا جاسکتا۔ مزید آپ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ ''تمام لٹریری اور فنی کاوشوں کے لئے جذبہ کا منبع'' ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ ''کتاب فراغت کے دوران ایک بے اندازہ قیمتی ساتھی'' اور ''حضرت بہاءاللہ کی سرزمین کے کسی بھی آئندہ زائر کے لئے ناگزیر تعارفی

کتاب'' ہے اور''ایک نکتہ چین اور مایوس نوع بشر کے حملوں کا مقابلہ کرنے اور مایوسیوں کا مداوا کے لئے یقینی ہتھیار ہے۔''اس کتاب کی اہمیت کے بارے میں،عظیم مورخ نبیل نے بتایا،حضرت شوقی آفندی تحریر فرماتے ہیں:

''نبیل کی ولولہ انگیز اور قیمتی تاریخ میں موجود مواد کی دولت کو تم جس قدر زیادہ ممکن ہو سکے استعمال کرو اور اسے اپنا سب سے بڑا ہتھیار بناؤ جس کے ذریعہ تم ہر بہائی دل میں موجزن جوش کے شعلوں کو اور بھی بھڑکا سکتے ہیں اور جس پر بنیادی طور پر تمہارے شاندار اور انتھک کوششوں کا دارومدار ہو۔''(12)

آپ کی جانب کے لکھے ہوئے ایک خط میں ہم پڑھتے ہیں:

''تاریخ نبیل محض ایک تاریخ ہی نہیں ہے؟ یہ ایک مراقبے کی کتاب ہے۔ یہ صرف علم ہی نہیں دیتی، یہ توفی الحقیقت عمل کا جذبہ اور تحریک مہیا کرتی ہے۔ یہ ہماری خوابیدہ صلاحیتوں کو جگاتی اور تیز تر کرتی ہے اور ہمیں اعلیٰ تر سطح پر پرواز کراتی ہے۔اس طرح سے یہ مؤرخین نیز امراللہ کے ہر مبلغ اور مقرر کے لئے ایک ناقابل اندازہ مدد ہے''(13)

اگرچہ آپ امراللہ کی تاریخ سے کئی واقعات جانتے ہیں اور شاید انہیں ایک حد تک تفصیل کے ساتھ بیان بھی کر سکتے ہیں۔ ہم اس حصہ میں تاریخ نبیل سے ایک عبارت نقل کر رہے ہیں۔ جسے آپ سے کئی بار پڑھنے اور پھر بیان کرنے کے لیے کہا گیا ہے، یہ احتیاط برتتے ہوئے کہ آپ اسے جتنا ممکن ہو درست طریقے سے بیان کریں۔ یہ عبارت آپ کو اس قسم کی ایک اچھی مثال فراہم کرتا ہے جو آپ سیکھنا چاہیں گے، خاص طور پر کیمپ اور اجتماعی کمپین کے دوران بیان کرنے کے لیے، کیونکہ یہ موقع کی مناسبت سے جزوی یا مکمل طور پر بیان کرنے کے لیے موزوں ہے۔

اس عبارت کو پڑھنے سے پہلے آپ کو حضرت باب کی مختصر لیکن ڈرامائی ماموریت کے حالات کو ذہن میں لانا چاہیے یعنی کہ کس طرح، ۱۸۴۴ء میں آپ کے موعود کے طور پر اعلان کرنے کے بعد، ہزاروں افراد نے نئے امراللہ کو قبول کیا اور ان کے پیغام کو پھیلانا شروع کیا، ایران کے رہنماؤں میں خوف اور حسد پیدا کیا، جنہوں نے انہیں ملک کے ایک دور دراز گوشے میں جلاوطن کر دیا، اس امید کے ساتھ کہ ان کے اثر و رسوخ کی بڑھتی ہوئی لہر کو روک سکیں۔لیکن، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، ان کی کوششوں کے باوجود، ان کا پیغام پھیلتا رہا، اور یوں، جولائی ۱۸۵۰ء میں، انہیں اپنے ایک وفادار پیروکار، انیس، کے ساتھ موت کی سزا دے دی گئی۔ پہلے ہی، اس المناک واقعے سے قبل، ان کے پیروکاروں کو انتہائی شرمناک مظالم کا نشانہ بنایا گیا تھا؛ ان پر حملہ کیا گیا، مارا پیٹا گیا اور قید کیا گیا، تاکہ وہ اپنے ایمان سے منحرف ہو جائیں۔ بالآخر ہزاروں افراد کو اپنے محبوب کے راستے میں اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے بلائے گئے۔درحقیقت، حضرت باب کی شہادت سے چار ماہ قبل، تہران شہر میں ایک سانحہ "پیش آیا جسے، ولیِ عزیز امر کے مطابق، "قتل عام کے جوش و خروش کا پیش خیمہ "ثابت ہونا تھا جو "اس کے باشندوں" کو ہلا کر رکھ دے گا اور "بیرونی صوبوں تک خوف و ہراس "پھیلا دے گا۔ہمیں بتایا گیا ہے کہ "اس سانحے کے ہیرو تہران کے سات شہداء تھے"۔

تمام نڈر معتبر پیشوں سے تعلق رکھنے والے یہ سات مبارک نفوس گرفتار ہوئیں اور بائیس دنوں تک قید رہیں، اس دوران ان پر ہر قسم کی بدسلوکی کی گئی تا کہ انہیں اپنے ایمان سے انکار کرنے پر مجبور کیا جا سکے۔ آخرکار، وزیراعظم کے حکم سے انہیں سزائے موت کی دھمکی دی گئی۔لیکن نہ تو ان کے بااثر ساتھیوں کی "بار بار اور زوردار سفارشات "، نہ ہی ان کی رہائی کے لئے پیش کردہ "کثیر رقم"، اور نہ ہی "ریاستی عہدیداروں کی پرجوش درخواستیں "انہیں شہادت کا تاج پہننے سے روک سکیں۔انہوں نے اپنے ظلم کرنے والوں کو جو "چیلنجنگ جوابات "دیئے، اپنی موت کے مقام کی طرف بڑھتے ہوئے جو "انتہائی خوشی" ظاہر

کی، اپنے جلاد کا سامنا کرتے ہوئے جو "خوشی سے بھر پور نعرے "بلند کیے، ان میں سے کچھ نے اپنے آخری لمحات میں جو " گہرائی والی آیات "تلاوت کیں، اور جو "درخواستیں اور چیلنجز "انہوں نے دیکھنے والوں کی بھیڑ کو مخاطب کر کے دیں یعنی یہ سب "تہران کے سات شہداء کے سانحہ " کی "اہم خصوصیات" میں شامل ہیں، جسے حضرت ولی عزیز نے "امرِ حضرت بہاءاللہ کی ابتدائی ترقی کے دوران دیکھی جانے والی سب سے سنگین مناظر میں سے ایک" کے طور پر توصیف کرتے ہیں۔نبیل ان کی کہانیاں اس طرح بیان کرتے ہیں:

''۱۔ ان میں سے ایک حاجی میرزا سید علی تھے جن کا لقب خال اعظم تھا۔آپ حضرت باب کے ماموں اور شیراز کے ایک معروف تاجر تھے۔ حضرت باب ابھی چھوٹے ہی تھے کہ آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔آپ کی پرورش آپ کے ان ہی ماموں نے فرمائی تھی۔ جب حضرت باب حجاز مقدس کی زیارت کے بعد شیراز واپس آئے اور حسین خان نے آپ کو قید میں ڈال دیا تو آپ کے یہی ماموں تھے جنہوں نے تحریری طور پر آپ کی ضمانت دی تھی۔آپ کے یہی ماموں تھے جنہوں نے اس وقت انتہائی لگن اور جذبے کے ساتھ حضرت باب کی خدمت کی تھی جب وہ آپ کی حفاظت میں تھے۔آپ کے یہی ماموں تھے جو حضرت باب اور ان کے زائرین کے درمیان رابطہ کے فرائض انجام دیتے تھے جو آپ سے ملنے کے لئے جوق در جوق شیراز آیا کرتے تھے۔آپ کا اکلوتا بیٹا، سید جاوید بچپنے ہی میں صعود کر گیا۔۱۲۶۵ھ کے وسط (۱۸۴۸ء) میں حاجی میرزا سید علی شیراز سے روانہ ہوئے اور قلعہ چہریق میں حضرت باب سے ملاقات کی۔ اسکے بعد آپ طہران چلے گئے وہاں اگرچہ آپ کو کوئی خاص کام نہیں تھا لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ آپ وہاں اس وقت تک مقیم رہے جب تک حالات نے افسوسناک پلٹا نہ کھایا جس کے دوران آخر کار آپ کو شہادت کا مرتبہ نصیب ہوا۔

''آپ کے دوستوں نے پہلے ہی آپ سے گذارش کی کہ وہ طہران سے چلے جائیں کیونکہ طہران کے حالات تیزی سے بگڑ رہے تھے۔ لیکن آپ نے ان کے مشوروں پر عمل کرنے سے انکار دیا تھا۔آپ آخری دم تک اپنے ایمان پر ڈٹے رہے اور تمام حالات کا مقابلہ کرتے رہے، تمام مظالم برداشت کرتے رہے۔آپ کے جاننے والوں میں کئی بڑے بڑے تاجروں نے آپ کی طرف سے آپ کی جان بچانے کے لئے تاوان ادا کرنے کی پیش کش بھی کی لیکن آپ نے ان پیش کشوں کو مسترد کر دیا۔آخر آپ کو امیر نظام کے روبرو لایا گیا۔اس نے آپ کو مخاطب کر کے کہا''اس ملک کا منصفِ اعلیٰ (چیف مجسٹرٹ) پیغمبر کی اولاد پر معمولی سا زخم لگانے پر بھی راضی نہیں۔شیراز اور طہران کے کئی بڑے بڑے تاجر آپ کا خون بہا دینے کو تیار ہیں۔ ملک التجار نے بھی آپ کی طرف سے مداخلت کی ہے۔ ہمارے لئے تو آپ کا فقط ایک جملہ ہی کافی ہے۔ صرف ایک جملے میں آپ اپنے عقائدے سے توبہ کا اظہار کریں آپ کا ایک جملہ ہی آپ کی باعزت رہائی اور پورے احترام اور وقار کی بحالی کے ساتھ شیراز واپسی کی ضمانت ہوگا۔ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر آپ نے توبہ کر لی تو آپ کی زندگی کے باقی دن اپنے بادشاہ کی پناہ اور سائے میں بہت ہی عزت و وقار کے ساتھ بسر ہوں گے۔

''جناب حاجی مرزا سید علی نے بڑی متانت سے جواب دیا''جناب عالی! اگر مجھ سے پہلے جن لوگوں نے ہنسی خوشی جام شہادت نوش کی ہے وہ ایسی ہی پیش کش مسترد کر چکے ہیں جیسی آپ میرے سامنے رکھ رہے ہیں، تو یقین جانیں کہ میں ایسی کسی درخواست کو ٹھکرانے میں پیچھے نہیں رہوں گا۔ اگر میں نے اس ظہور کا انکار کر دیا تو یہ انکار اس سے پہلے آنے والے تمام ظہوروں کے انکار کے مترادف ہوگا۔سید باب کے مشن کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا دراصل اپنے باپ دادا کے دین سے پھر جانے کے برابر ہے۔اس سے حضرت محمد ﷺ، حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور دیگر تمام پر جو کلام اترا ہے اس کا انکار ہو جائے گا۔خدا جانتا ہے کہ میں نے ان پیغمبروں کے قول و فعل کے بارے میں جو کچھ سنا اور پڑھا تھا وہ سب کے سب

مجھے اپنے اس نوجوان عزیز میں دیکھنے کا افتخار حاصل ہوا ہے۔اس کی ہر بات اور ہر عمل سے مجھ میں اس کے اعلیٰ مرتبت اجداد اور اس کے دین کے مقدس اماموں کی زندگی کی یاد تازہ ہوتی ہے۔۔۔۔میری آپ سے بس اتنی سی درخواست ہے کہ آپ مجھے اپنے عزیز پر جان قربان کرنے والوں میں پہلا فرد ہونے کا شرف بخش دیں۔

''یہ جواب سن کر امیر نظام ہکا بکا رہ گیا! انتہائی بے بسی کی حالت میں منہ سے ایک لفظ ادا کئے بغیر اس نے اشارے سے حکم دیا کہ انہیں دور لے جا کر انکا سر قلم کر دیا جائے۔جب جناب سید علی کو قتل کیا جا رہا تھا لوگوں نے سنا کہ وہ حافظ شیرازی کا یہ شعر پڑھ رہے تھے:

شکر خدا کہ ہر چہ دلم خواست از خدا

بر منتہائی مطلب خود کامران شدم

(مفہومِ شعر: خدا کا شکر کہ میرے دل نے خدا سے جو کچھ چاہا میں اپنے مطلب کی انتہا کے حصول میں کامیاب ہوا۔

''پھر آپ نے لوگوں کو مخاطب کیا جو آپ کو دیکھنے کے لئے جمع تھے''لوگو سنو! میں نے خود کو راضی خوشی امر اللہ کی راہ میں شہادت کے لئے پیش کیا ہے۔پورا صوبہ فارس، اور اسی طرح ،عراق ، ایران کی سرحدوں سے باہر ہے، کے لوگ بھی بے جھجک میرے کردار کی پختگی ، میری خلوص اور نیکی اور میری اعلیٰ نسبی کی گواہی دیں گے۔تم ہزار برس سے زیادہ خدا سے دعائیں مانگتے رہے ہو کہ قائم موعود ظاہر ہو۔اس کے نام کے ذکر پر کتنی بار تم نے دل کی گہرائی سے رو رو کر التجا کی تھی کہ''اے خدا! ان کی آمد میں جلدی کر اور ان کے ظہور کی راہ میں جو رکاوٹیں ہیں انہیں دور فرما!''اور جب وہ آ چکے ہیں تو تم نے انہیں ایک دور دراز کے علاقے آذربائیجان کے ایک غیر آباد قلعے میں جلاوطن کر دیا ہے جہاں وہ افسوسناک حالت کا سامنا کر رہے ہیں۔تم ان کے ساتھیوں کو مٹانے پر کمربستہ ہو گئے ہو۔اگر میں تمہیں بددعا دوں تو مجھے یقین ہے کہ تم پر خدا کا دردناک عذاب آن پڑے گا لیکن میری دعا ایسی نہیں ہوگی۔میں اپنی آخری سانسوں کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ خدا تمہارے قصوروں کے داغ کو دھو ڈالے اور تمہیں خواب غفلت سے بیدار کر دے۔*

''تاریخ کی مشہور کتاب''مقالۂ سیاح''میں لکھا ہے کہ اس مقام پر جناب حاجی مرزا سید علی نے اپنی پگڑی اتار دی، اپنا چہرہ آسمان کی طرف کیا اور کہا''اے خدا! تو گواہ ہے کہ یہ لوگ کس طرح تیرے سب سے بڑھ کر قابل احترام پیغمبر کی اولاد کو بے قصور قتل کر رہے ہیں''پھر آپ نے جلاد کو مخاطب کیا''اس سے دوری کا غم مجھے کب تک قتل کرتا رہے گا؟ میرے سر کو تن سے جدا کر دے تا کہ میرا محبوب مجھ پر ایک اور سر سجا دے''۔

ہم پھر تاریخ نبیل کی طرف آتے ہیں۔نبیل لکھتا ہے ان الفاظ نے ان کے جلاد کے پورے وجود کو ہلا کر رکھ دیا۔اس نے بہانا بنایا کہ اسے تلوار کو تیز کروانا ہے لیکن وہ پھر لوٹ کر واپس نہ آیا۔بعد میں وہ رو رو کر لوگوں سے بیان کرتا تھا''جب مجھے ملازمت دی گئی تو کہا گیا تھا کہ میرے حوالے ایسے مجرم کئے جائیں گے جنہیں قتل، ڈاکہ یا رہزنی کے جرم میں سزائے موت دی گئی ہوگی۔لیکن آج مجھے جس ہستی کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ کسی صورت میں بھی خود امام موسیٰ کاظم سے کم رتبے کا حامل نہیں تھا''۔اس واقعہ کے فوراً بعد وہ جلاد خراسان چلا گیا اور ایک قلی کا کام کر کے پیٹ پالنے لگا۔اس صوبے کے مومنین کے سامنے وہ اس افسوسناک واقعہ کا قصہ سناتا اور توبہ اور استغفار کرتا رہتا۔اسے جب بھی وہ واقعہ یاد آتا یا جب بھی اس کے سامنے حاجی میرزا سید علی کا نام لیا جاتا تو اس کی آنکھوں میں آنسو امڈ آتے اور روکے نہ رکتے۔اس مقدس شخصیت نے جلاد کے دل میں بھی ایسا گھر کر لیا تھا۔

''۲۔ دوسرے شہید مرزا قربان علی صوبہ مازندران کے شہر بارفروش کے رہنے والے تھے آپ ''نعمت اللٰہی'' فرقے کے ایک ممتاز وسرکردہ رکن تھے۔ آپ اپنے خلوص اور نیکی کے سبب مشہور ومعروف تھے۔ آپ میں شرافت اور وقار کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ کی پاکیزہ زندگی نے مازندران، خراسان اور طہران میں بہت ساری اہم شخصیات کو آپ کا گرویدا اور عقیدتمند بنایا تھا۔ طہران میں قربان علی کے ہم وطن آپ سے اس قدر ارادت رکھتے تھے کہ جب آپ نجف وکربلا کی زیارت کے سفر پر روانہ ہوئے تو راستے میں ہر مقام پر بڑی تعداد میں وہ آپ کے گرد جمع ہوجاتے اور آپ سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے۔ آپ کی شخصیت سے متاثر ہوکر آپ کے مریدوں کا سلسلہ ہمدان اور کاشان تک پھیل چکا تھا۔ لیکن آپ بذاتِ خود کبھی بھی اپنی مقبولیت عام کا اظہار پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ بھیڑ بھاڑ سے بچتے رہتے اور قیادت ظاہر کرنے والے حالات کو ناپسند کرتے تھے۔ ایک بار کربلا جاتے ہوئے مندرج کے مقام پر آپ کی ملاقات ایک شیخ سے ہوئی۔ وہ آپ کا ایسا گرویدہوا کہ اس نے اپنی تمام پسندیدہ چیزوں کو خیر باد کہہ دیا اور اپنے دوستوں اور مریدوں سے منہ پھیرلیا اور آپ کے ہمراہ چل پڑا۔ یعقوبیہ تک وہ آپ کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ بالآخر مرزا قربان علی اسے سمجھانے میں کامیاب ہوئے کہ وہ واپس مندرج جائے اور اپنا چھوڑا ہوا کام سنبھالے۔

''زیارت سے واپسی پر مرزا قربان علی کی ملاقات جناب ملاحسین بشروئی سے ہوئی اور ان کے ذریعہ آپ امراللہ پر ایمان لائے۔ جب قلعہ طبرسی کا واقعہ پیش آیا تو آپ بیمار تھے۔ اس لئے قلعہ کے محافظین کا ساتھ نہ دے سکے۔ اگر آپ سفر کے قابل ہوتے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ان لوگوں کی صف میں اول ہوتے۔ حضرت باب کے مومنین میں جناب ملاحسین کے بعد جس شخصیت کے ساتھ آپ بہت زیادہ لگاؤ رکھتے تھے وہ جناب وحید تھے۔ تہران کے دورے کے دوران مجھے اطلاع دی گئی کہ انہوں نے اپنی زندگی امراللہ کے لیے وقف کردی اور انہوں نے اس کے مفادات کو دور دور تک فروغ دینے کے لیے مثالی لگن کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ میں نے مرزا قربان علی کو اکثر یہ کہتے سنا تھا، اس وقت جب وہ دارالحکومت میں تھے، ''مجھے بہت افسوس ہے کہ میں اس جام سے حصہ پانے سے محروم رہ گیا جسے جناب ملاحسین اور ان کے ساتھیوں نے نوش کیا ہے! اب میری خواہش ہے کہ میں جناب وحید کے جھنڈے تلے جا کر اپنی محرومی کی تلافی کروں''۔ ابھی آپ طہران سے روانہ ہونے کی تیاری ہی کررہے تھے کہ اچانک ایک دن گرفتار کرلئے گئے۔ آپ کے لباس کی سادگی کو دیکھ کر آپ کے انقطاع کلی کا اندازہ ہوتا تھا۔ آپ نے عربوں جیسا سفید لمبا کرتا اور اس پر موٹے کپڑے کی سلی ہوئی عبا پہن رکھی تھی۔ سر پر عراقی رومال لپٹا ہوا تھا۔ جب آپ سڑک پر چل رہے تھے تو لگتا تھا گویا انقطاع کا پیکر چلا جارہا ہے۔ آپ اپنے مذہب کے تمام ارکان انتہائی احتیاط کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ مثالی خداترسی اور عبودیت کے عالم میں دعاو مناجات اور دوسری عبادات کرتے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے ''حضرت باب خود بڑے احتیاط سے اپنے دین کی تمام رسومات پوری تفصیل کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ کیا میں ان چیزوں کے کرنے میں غفلت برت سکتا ہوں جو میرے رہنما خود کرتے ہیں؟''

''جب جناب مرزا قربان علی کو گرفتار کرکے امیر نظام کے سامنے لایا گیا تو طہران میں ایک ایسی ہلچل مچ گئی جس کی نظیر نہیں ملتی تھی۔ لوگ گروہ درگروہ سرکاری دفاتر کے باہر جمع ہونے لگے تاکہ معلوم کریں کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ امیر نظام کی نظر جوں ہی آپ پر پڑی وہ چلا اٹھا ''گزشتہ رات سے مجھے ہر طبقے کے سرکاری افسروں نے گھیر رکھا ہے جو آپ کے لئے پرزور سفارش کررہے ہیں۔ جہاں تک میں جانتا ہوں آپ بذات خود مقام اور رتبے نیز لوگوں میں اثر ورسوخ کے لحاظ سے سید باب سے کسی طرح بھی کم تر نہیں ہیں۔ اگر آپ نے خود قیادت کا دعویٰ کیا ہوتا تو یہ اس سے کہیں بہتر ہوتا کہ آپ اس شخص کی قیادت قبول کرنے کا اعلان کریں جو علم میں آپ سے کم تر ہے'' میرزا قربان علی نے دوٹوک جواب دیا ''خود میرے علم نے ہی مجھے مجبور کردیا کہ میں ان کے سامنے سر جھکاؤں اور ان کے لئے اپنی وفاداری کا اعلان کروں جنہیں میں نے اپنا قائد اور مالک تسلیم کرلیا ہے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں اپنی زندگی کا اصول حق وانصاف کو بنائے رکھا ہے۔ میں نے انہیں انصاف سے جانچا

ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر یہ نوجوان، جس کی اعلیٰ صلاحیتوں کے دوست و دشمن یکساں گواہی دیتے ہیں جھوٹا ہے تو ازل سے آج تک جتنے بھی پیغمبر آئے ہیں سب کا انکار کرنا ہوگا! میرے اپنے ایک ہزار سے زیادہ مرید ہیں۔ جن میں سے ہر ایک میری عقیدت کا دم بھرتا ہے۔ اس کے باوجود میں ان میں سے کسی ایک شخص کا دل بھی نہیں پھیر سکتا۔ جبکہ اس نوجوان نے ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ اپنے لطف و کرم کے آب شفاء سے بدترین لوگوں کی روح تک کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ اس نے میرے جیسے ایک ہزار آدمیوں کو تنہا اور بے مددگار اس طرح متاثر کیا ہے کہ انہوں نے اسے دیکھے بغیر ہی اپنی تمام خواہشات کو پرے پھینک دیا ہے اور انتہائی جذبۂ اشتیاق کے ساتھ اس کی مرضی کو اپنا لیا ہے۔ اس کی راہ میں دی جانے والی تمام قربانیوں کو ہیچ خیال کرتے ہوئے یہ لوگ اس کے لئے اپنی جان نچھاور کرنے پر آمادہ ہیں تاکہ شاید ان کے پیار کی یہ شہادت اس کے حضور ذکر کئے جانے کے قابل ہو''۔

امیر نظام نے کہا ''آپ کی باتیں خدا کی طرف سے ہوں یا نہ ہوں لیکن آپ جیسے اعلیٰ مرتبت شخصیت کو سزائے موت سنانے میں مجھے تردد ہے''۔ اس پر بے چین قیدی چلا اٹھا ''کیوں ہچکچاتے ہو! کیا تم نہیں جانتے کہ تمام نام خدا کی طرف سے نازل ہوتے ہیں؟ دیکھو جس کا نام ''علی'' ہے اور جن کی راہ میں سر قربان کر رہا ہوں اس نے تو ازل سے ہی میرا نام اپنے شہیدوں کی کتاب میں ''قربان علی'' لکھ رکھا ہے۔ درحقیقت آج ہی وہ دن ہے جب میں نے قربانی کی عید منائی ہے۔ یہی وہ دن ہے جب میں اپنے خون سے اس کے امر پر اپنے ایمان کی شہادت پیش کروں گا۔ اس لئے تم پس و پیش سے کام نہ لو۔ مطمئن رہو۔ اس کام کے لئے تمہیں کبھی بھی مورد الزام نہیں ٹھہراؤں گا بلکہ تم جس قدر جلد میرا قتل کروادو گے اسی قدر میں تمہارا ممنون ہونگا۔ یہ سنتے ہیں امیر نظام چیخ اٹھا ''لے جاؤ اسے۔ یہاں سے! ورنہ یہ درویش مجھ پر اپنا جادو چلا دے گا!'' میرزا قربان علی نے جواب دیا ''تم بالکل بے فکر ہو۔ تم پر اس جادو کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ صرف انہی لوگوں پر اثر کرتا ہے جن کے دل صاف ہوں! تم اور تمہارے جیسے لوگ اس آب حیات کے کوثر کو کبھی بھی نہیں سمجھ پائیں گے، جو پلک جھپکتے ہی آدمی کی روح کو بدل دیتا ہے''۔

''اس جواب سے امیر نظام کا غصہ اور بھڑک اٹھا۔ وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ اس کا پورا وجود غصے سے کانپ رہا تھا۔ اس نے چلا کر کہا ''ان گمراہ شدہ لوگوں کی آواز کو تلوار کی دھار کے علاوہ کوئی چیز بھی نہیں دبا سکتی!'' پھر اس نے جلاد کو حکم دیا ''اس قابل نفرت فرقے کے کسی آدمی کو بھی اب میرے سامنے لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ الفاظ ان کی غیر متزلزل ہٹ دھرمی کو ختم کرنے میں بے بس ہیں۔ جو بھی توبہ کرے اسے رہا کردو اور باقی کے سر قلم کردو!''

''جوں جوں مرزا قربان علی قتل گاہ سے قریب ہوتے جاتے تھے آپ کے جذب و شوق میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ اپنے محبوب سے وصال کی گھڑی کو قریب آتا دیکھ کر آپ حمد و ثنا کرتے جاتے تھے۔ آپ نے پرجوش طور پر پکارا ''جلدی کر مجھے ذبح کردو! کیونکہ اس موت کے ذریعے تم مجھے حیات ابدی کا جام پلاؤ گے۔ اگرچہ تم میری ڈوبتی ہوئی سانس کو خاموش کرنے والے ہو لیکن میرا محبوب مجھے ہمیشہ کی زندگی عطا کرے گا۔ وہ ایسی زندگی ہوگی جس کا اندازہ کوئی بھی فانی دل نہیں لگا سکتا''۔ پھر آپ نے تماشائیوں کی طرف رخ کیا اور اعلان کیا ''اے رسول اللہ پر ایمان رکھنے کے دعوے دارو! غور سے سنو! محمد ﷺ، ملکوتِ الٰہی کا آفتاب، جو ایک زمانے میں افق حجاز سے ابھرے تھے آج ایک بار پھر شیراز کے افق سے علی محمد کی شخصیت میں نمودار ہوئے ہیں۔ آپ وہی نورانیت اور حرارت بخش رہے ہیں۔ گلاب تو گلاب ہی ہوتا ہے خواہ وہ کسی زمانے میں اور کسی بھی باغ میں کھلا ہو''۔ آپ نے چاروں طرف نظر دوڑائی دیکھا کہ لوگ آپ کے ندا سننے سے قاصر ہیں۔ آپ نے بلند آواز میں کہا ''اے اس نسل کے خودسر لوگو! کس قدر بے پروہ ہوا اُس خوشبو جسے وہ لازوال گلاب بکھیر چکا ہے! اگرچہ میری روح خوشی سے بھرپور ہے، افسوس کی بات ہے کہ میں

ایک بھی ایسا دل نہیں پاتا جس سے اپنے دل کی خوشی بیان کرسکوں ۔نہ ہی میں وہ ذہن دیکھتا ہوں جو اس کی شان کو جان سکے''۔

''جب آپ کی نظر حاجی مرزا سید علی کی لاش پر پڑی جس کا سر جدا تھا اور خون بہہ رہا تھا تو آپ کو جوش وخروش اور ولولہ آسمان کو چھونے لگا۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے خود کو سید علی کی لاش پر گرا دیا ''مبارک ہو! مبارک ہو! آج ہمارے لئے مل کر خوشیاں منانے کا دن ہے۔آج اپنے محبوب کے ساتھ ہمارے ملاپ کا دن ہے۔آپ نے اپنے ساتھی شہید کا جسد مبارک اپنی گود میں اٹھالیا اور جلاد سے بلند آواز میں مخاطب ہو کر کہا'' آؤ! آؤ! وار کرو ! میرا وفادار ساتھی بھی میری گود سے نکلنا نہیں چاہتا۔ وہ مجھے پکار رہا ہے کہ میں بھی اس کے ہمراہ آستان محبوب کی طرف قدم بڑھاؤں!'' فوراً ہی جلاد کی تلوار آپ کی گردن پر آ پڑی۔ چند لمحے نہیں گزرے تھے کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔اس ظالمانہ وار کو دیکھ کر مجمع کے دلوں سے ایک ہوک اٹھی اور ماحول پر محرم جیسی افسردگی چھا گئی۔''ایک اور مورخ لکھتا ہے''۔جب جناب قربان علی کو قتل گاہ پر لایا گیا تو جلاد نے تلوار اٹھائی اور پشت سے آپ کی گردن پر وار کیا۔اس ضرب سے اس درویش کا سر جھک گیا اور پگڑی زمین پر آگے کی طرف لڑھکتی چلی گئی۔انہوں نے فوراً اپنی آخری سانسوں کے دوران یہ شعر پڑھا جس سے اس مجمع میں موجود ہر حساس دل غموں کے جذبات امڈ آئے:

اے خوش آن عاشق مست درراہ حبیب

سر و دستار نداند کہ کدام اندازند

(مفہوم شعر: ''خوش بخت ہے وہ شخص جو عشق کے نشے میں اس قدر مخمور ہو چکا ہے کہ اسے یہ خبر ہی نہیں کہ اسے محبوب کے قدموں میں اپنا سر نچھاور کرنا ہے یا پگڑی۔۔۔'')

''۳۔ اس کے بعد حاجی ملا اسماعیل قمی کی باری آئی۔آپ فراہان کے رہنے والے تھے۔آپ چھوٹی عمر میں ہی حق کی تلاش میں نکل پڑے تھے اور کربلا تشریف لے گئے تھے۔آپ نے نجف و کربلا میں تمام جانے پہچانے علماء سے علم حاصل کیا اور سید کاظم رشتی سے بھی درس لیتے رہے۔ اس علم کی بدولت آگے چل کر آپ شیراز میں حضرت باب کے ظہور پر ایمان لائے اور پھر اپنے ایمان کی پختگی کی وجہ سے ممتاز ہوئے۔آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت باب کی ہدایت کے مطابق احباب کا شان جارہے ہیں تو آپ بھی بڑے ذوق وشوق سے بدشت جانے والے احباب کے ہمراہ ہو گئے۔ بدشت میں آپ کو''سر الوجود'' کا لقب عطا ہوا احباب کی صحبت میں آپ کے ایمان وایقان میں بڑا اضافہ ہوا۔ دن بدن آپ کی علم میں اضافہ ہوتا رہا،امر اللہ کی تبلیغ کا شوق بڑھتا گیا۔آپ پیکر انقطاع بن گئے اور اس خیال میں رہنے لگے کہ امر اللہ نے آپ میں لگن پیدا کی ہے اسے اپنے اعمال سے ثابت کریں۔قرآن کی آیات اور اسلامی احادیث کے معنی کی وضاحت میں آپ ایسی باریک بینی سے نظر رکھتے تھے کہ کوئی بھی انکا ہم پلہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا تھا۔آپ جس مہارت سے ان حقائق کو بیان کرتے اسے دیکھ کر احباب عش عش کر اٹھتے تھے۔جن دنوں قلعہ شیخ طبرسی حضرت باب کے پیرکاروں کے لیے اجتماع کا مرکز بن گیا تھا آپ بیمار بستر پر ناتوانائی سے پڑے رہے، دفاع میں مدد کرنے اور اپنا حصّہ ادا کرنے سے قاصر تھے۔یہ جان کر کہ اس المناک محاصرہ کا خاتمہ پر آپ کے ساتھی مومنین تہ تیغ کئے جاچکے تھے۔اس المیہ سے امر اللہ کو جو نقصان پہنچا تھا اسے پورا کرنے کی خاطر آپ پہلے سے بڑھ کر جوش وخروش،لگن اور فداکاری کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور آخر کار طہران میں میدان شہادت میں پہنچ گئے۔

''جس گھڑی آپ کو مقتل میں لایا گیا آپ کی نظر اپنے دونوں شہید ساتھیوں پر پڑی۔یہ اب تک ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے ابدی نیند سو رہے

تھے۔ دونوں کے کٹے ہوئے سر پر آپ کی نگاہیں گڑ کر رہ گئیں اور آپ بے اختیار پکار اٹھے ''شاباش! شاباش! میرے پیارے ساتھیو! شاباش! تم نے طہران کو باغ رضوان بنا دیا ہے! کاش میں تم سے پہلے قتل کیا جاتا''۔ پھر آپ نے اپنی جیب سے ایک سکہ نکالا اور اپنے جلاد کو دیتے ہوئے اس سے درخواست کی کہ منہ میٹھا کرنے کے لئے کوئی مٹھائی خرید لائے۔ جب مٹھائی آ گئی تو انہوں نے مٹھائی میں سے کچھ خود چکھی اور باقی جلاد کو دے دی اور اسے یوں مخاطب کیا: ''میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ آگے بڑھو اور اپنا وار کرو میں تیس برس تک آج کے اس مبارک دن کا انتظار کیا ہے اور ہمیشہ مجھے ڈر لگا رہتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی یہ خواہش اپنے ساتھ ہی لے کر قبر میں چلا جاؤں۔ پھر آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور پکار کر کہنے لگے ''اے خدا! اگرچہ میں اس قابل تو نہیں لیکن مجھے قبول فرما اور میرا نام ان لافانی لوگوں کی فہرست میں لکھ دے جنہوں نے اپنی جانیں قربانی کے تختے پر نچھاور کر دی ہیں''۔ ابھی وہ دعا پڑھ ہی رہے تھے کہ انکی خواہش کے مطابق جلاد نے وار کر کے ان کا کام تمام کر دیا۔

''۴۔ ابھی حاجی ملا اسمٰعیل قمی مشکل سے مرے ہی تھے کہ سید حسین ترشیزی مجتہد کو قربان گاہ پر لایا گیا۔ آپ خراسان کے ایک گاؤں ترشیز کے رہنے والے تھے۔ آپ اپنی رحمدلی، نیکی اور پاکیزگی کے لئے مشہور تھے۔ کئی برس تک نجف اشرف میں علم حاصل کیا تھا اور آخر کار آپ کے ساتھی مجتہدین نے آپ کو خراسان جا کر سلسلہ تعلیم و تدریس جاری کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ جب آپ کاظمین پہنچے تو آپ کی ملاقات کرمان کے ایک جانے پہچانے تاجر حاجی محمد تقی کرمانی سے ہو گئی۔ انہیں آپ پہلے ہی جانتے تھے جن کا شمار کرمان کے سب سے بڑے تاجروں میں ہوتا تھا۔ حاجی محمد تقی کرمانی کا ایک دفتر خراسان میں بھی تھا۔ چونکہ آپ بھی ایران جا رہے تھے اس لئے دونوں ساتھ ہو لئے۔ حاجی تقی کرمانی حضرت باب کے ماموں حاجی مرزا سید علی کے قریبی دوستوں میں سے تھے۔ ان ہی کے ذریعہ آپ ۱۲۶۴ھ میں حضرت باب پر ایمان لا چکے تھے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حاجی محمد تقی کرمانی کربلا کی زیارت کے لئے شیراز سے روانہ ہو رہے تھے۔ انہیں معلوم ہوا تھا کہ حاجی مرزا سید علی حضرت باب سے ملنے چہریق جانے والے ہیں۔ اس پر حاجی محمد تقی کرمانی نے بھی آپ کے ہمراہ چلنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ لیکن حاجی مرزا سید علی نے ان سے کہا تھا کہ وہ اپنا پہلا پروگرام جاری رکھیں اور کربلا جائیں اور وہاں ان کے خط کا انتظار کریں جس میں انہیں بتایا جائے گا کہ آیا انکا حاجی مرزا سید علی سے ملنا مناسب ہوگا یا نہیں۔ چہریق سے حاجی میرزا سید علی طہران چلے گئے۔ آپ کو یہ امید تھی کہ وہاں ایک مختصر قیام کے بعد واپس اپنے بھانجے (حضرت باب) سے ملاقات کرنے جائیں گے۔ چہریق میں قیام کے دوران آپ نے شیراز واپسی کو مناسب خیال نہیں کیا تھا کیونکہ وہاں کے لوگوں کی بڑھتی ہوئی خودسری ان کی برداشت سے باہر ہوتی جا رہی تھی۔ جب آپ طہران پہنچے تو آپ نے حاجی محمد تقی کرمانی کو وہاں آنے کو لکھا۔ سید حسین نے اس طرح بغداد سے طہران تک حاجی محمد تقی کے ساتھ سفر کیا اور اسی دوران امر بابی کو قبول کیا۔

''آپ کو جب قربان گاہ پر لایا گیا تو آپ نے اپنے گرد تماشہ کے لئے جمع ہو جانے والے لوگوں کے جم غفیر کو یوں مخاطب کیا ''اے مسلمانو! میری بات سنو! میرا نام حسین ہے اور میں شہید الشہداء کی اولاد میں سے ہوں جن کا نام بھی حسین ہی تھا۔ مقدس شہروں نجف و کربلا کے مجتہدوں نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ میں ان کے دین کی تعلیمات و قوانین کا با اختیار مفسر اور مجتہد ہوں۔ آج سے چند روز قبل تک میں نے سید باب کا نام تک نہیں سنا تھا۔ دین اسلام کی تعلیمات کی باریکیوں کے بارے میں میں نے جو مہارت حاصل کی ہے اسی نے مجھے یقین دلایا ہے کہ حضرت باب پر نازل شدہ تعلیمات کی کیا قدر و قیمت ہے۔ مجھے بالکل یقین ہے کہ ان پر جو وحی نازل ہوئی ہے اور انہوں نے جو صداقت ظاہر کی ہے اگر میں اس کا انکار کر دوں تو اس سے آپ کے پہلے آنے والے تمام ظہورات کا انکار ہو گا۔ میں تم لوگوں میں سے ہر ایک سے اپیل کرتا ہوں کہ اس شہر کے تمام علماء و مجتہدین کے ایک اجتماع کا انتظام کرو جہاں میں ان کی موجودگی میں اس امر مبارک کی سچائی کو ثابت کروں گا۔ پھر خود انہی کو انصاف کرنے دو کہ آیا میں حضرت باب کے دعووں کو برحق ثابت کرنے میں کامیاب رہا ہوں یا نہیں۔ اگر وہ میرے پیش کردہ دلائل سے مطمئن ہو جاتے ہیں تو

انہیں چاہئے کہ معصوموں کے خون بہانے سے احتراز کریں اور اگر میں ناکام رہوں تو جو سزا بھی میرے لائق ہو وہ مجھے دیں''۔ ابھی یہ بیان مشکل سے ختم ہی ہوا تھا کہ امیر نظام کا ایک افسر غصے میں چلایا ''میرے پاس تیرے قتل کے لئے طہران کے سات بااختیار مجتہدوں کا فتویٰ موجود ہے۔ انہوں نے خود اپنے دستخط سے تمہیں کافر قرار دیا ہے۔ قیامت کے دن تمہارے خون کے لئے میں خود خدا کے حضور میں جوابدہ ہونگا اور وہاں اپنی ذمہ داری ان علماء پر ڈالوں گا جن کے حکموں کو ماننے اور جن پر بھروسہ رکھنے پر ہم مجبور ہیں۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے خنجر نکالا اور ایسی شدت سے آپ پر وار کیا کہ آپ فوراً ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

''۵۔ اس کے بعد جلد ہی حاجی محمد تقی کرمانی کو قتل گاہ پر لایا گیا۔ حولناک منظر نے آپ میں غصہ اور نفرت کی لہر دوڑا دی۔ آپ دھاڑتے ہوئے جلاد کی طرف مڑے اور کہا ''آگے بڑھ اے سنگدل ظالم انسان! مجھے جلد از جلد قتل کر دے کیونکہ میں اپنے پیارے حسین سے ملنے کو بیتاب ہو رہا ہوں۔ اس کے بعد زندہ رہنا ایک عذاب ہے جو مجھ سے سہا نہ جائے گا۔''

''٦۔ ابھی حاجی محمد تقی یہ الفاظ ادا کر رہے تھے کہ سید مرتضی، جوزنجان کے ایک معروف تاجر تھے، آگے بڑھے تا کہ ان کی باری پہلے آجائے۔ انہوں نے خود کو حاجی محمد تقی کے جسم پر گرا دیا اور کہنے لگے ''میں سید ہوں۔ خدا کی نظر میں میری قربانی حاجی محمد کی شہادت سے زیادہ پیاری ہوگی''۔ جب جلاد تلوار سونت رہا تھا تو سید مرتضیٰ کی زبان سے اپنے شہید بھائی کی یاد میں کلمات جاری تھے۔ سید مرتضیٰ کا یہ بھائی ملا حسین کے ساتھ قلعہ شیخ طبرسی میں شہید ہوا تھا۔ آپ اس انداز میں یہ ذکر فرما رہے تھے کہ دیکھنے والے آپ کے ایمان مضبوطی اور شہادت و بہادری کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

''۷۔ سید مرتضیٰ کے الفاظ سے جو غلغلہ برپا ہوا تھا اس کے بیچ میں حسین مراقی آگے بڑھے اور کہنے لگے میرے ساتھیوں سے پہلے مجھے قتل کرو۔ اسی دوران آپ کی نظر حاجی ملا اسماعیل کی لاش پر پڑی۔ آپ کو ان سے بہت پیار تھا۔ آپ فوراً جھپٹے ان کی لاش سے لپٹ کر پکارا ٹھے ''میں خود کو اپنے محبوب دوست سے جدا کرنے پر کبھی بھی راضی نہیں ہونگا۔ اس پر مجھے مکمل اعتماد تھا۔ اس نے مجھ پر بڑی مہربانی اور شفقت نچھاور کی ہے''۔ وہ جس طرح اپنی جان دینے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی خواہش ظاہر کر رہے تھے اسے دیکھ کر مجمع میں حیرت و استعجاب کی ایک لہر دوڑ گئی۔ وہ سراپا انتظار بن گئے کہ دیکھیں کسے پہلے قتل کیا جاتا ہے۔ وہ اس قدر اشتیاق سے قتل کئے جانے کی درخواست کر رہے تھے کہ آخر کار تینوں کو ایک ہی وار میں شہید کر دیا گیا۔

''اس درجہ کا ایمان اور بے لگام ظلم وستم کا ایسا مظاہرہ، انسانی آنکھوں نے کم ہی دیکھا ہے۔ اگر چہ وہ تعداد میں بہت تھوڑے تھے، تاہم جب ہم انکی شہادت کے حالات کو یاد کرتے ہیں تو ہم اس قوت کی عظیم الشان نوعیت کو ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں جو ایسی ناپید جان نثاری کا جذبہ ابھار سکتی تھی یہ مظلوم افراد جو اعلیٰ مقام رکھتے تھے جب ہم اسے یاد کرتے ہیں، جب ہم ان کی تیاگ کا درجہ ملاحظہ کرتے ہیں اور ایمان کی قوت کو دیکھتے ہیں، جب ہم اس دباؤ کو یاد کرتے ہیں جو بااثر طبقات نے ان پر ڈالا تھا تا کہ ان کی زندگیوں کو درپیش خطرہ ٹل جائے، اور سب سے بڑھ کر اس جذبے کا تصور کرتے ہیں جس سے انہوں نے ان مصائب کا مقابلہ کیا تھا جو ایک بے درد اور سفاک دشمن ان پر ڈال سکے تھے تو ہم مجبور ہو جاتے ہیں کہ پورے واقعہ کو امراللہ کی تاریخ ہونے والے افسوس ناک ترین واقعات میں سے ایک جانیں۔'' 14

فنون لطیفہ کی ایک اور طاقتور صورت ڈرامہ ہے۔ڈرامائی پیش کش کافی مفصل بھی ہوسکتی ہے جس میں بہت قیمتی سیٹ سجایا گیا ہواور خاص پوشاک اور ساز وسامان کا انتظام کیا گیا ہو۔ہم یقینی طور پر ڈرامہ کو اسقدر پیچیدہ پیمانے پر ہرگز نہیں سوچ رہے ہیں۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیں مکمل طور پر لوازمات سے گریز کرنا چاہیے؛ کبھی کبھی ایک چھوٹا سا اشارہ جیسے کہ ٹوپی پہننا،کسی سرگرمی کی ڈرامائی قدر کو بڑھا سکتا ہے۔لیکن ڈرامے کا سب سے ابتدائی استعمال بھی گہرے اثرات مرتب کرسکتا ہے۔کیونکہ ایک فن کی شکل کے طور پر اس کی قدر کے علاوہ یہ ایک اہم تدریسی آلہ بھی ہے۔اس کے ذریعے ایک فرد خود کو خیالی حالات میں دیکھ سکتا ہے اور غیر ضروری طور پر اپنے طرزِعمل اور عادات کا جائزہ لے سکتا ہے۔

درحقیقت، جب بچے اپنے روحانی تعلیم وتربیت کے پروگرام میں ترقی کرتے ہیں،تو اساتذہ ان عادات اور طرزعمل کی تشکیل کے لئے اس آلے کا استعمال کرتے ہیں جو ان روحانی صفات کا اظہار ہیں جنہیں وہ ترقی دینے کی کوشش کررہے ہیں اور اس مقصد کے لئے اساتذہ کو مناسب منظرنامے فراہم کیے جاتے ہیں۔لیکن اساتذہ کو جب وہ بچوں کے اعلیٰ درجات میں،امراللہ کی تاریخ تک پہنچتے ہیں،اس معاملے کو بڑی احتیاط سے دیکھنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔وہ درج ذیل رہنمائی پر غور کرتے ہیں، جو تعلیمی پروسس کے تمام مراحل اور عمومی طور پر فنکارانہ سرگرمیوں پر یکساں طور پر لاگو ہوتی ہیں۔پہلی عبارت حضرت شوقی افندی کی جانب سے تحریر کیے گئے خط سے لی گئی ہے:

"آپ کے بہائی تاریخی واقعات پر مبنی ڈرامے تیار کرنے کی معقولیت کے سوال کے بارے میں: حضرت ولی امراللہ یقیناً اس بات کی اجازت دیں گے بلکہ حوصلہ افزائی کریں گے کہ احباب ایسے ادبی مشاغل اختیار کریں گے جو بلاشبہ زبردست تبلیغی افادیت کے حامل ہوں۔آپ دراصل یہ چاہتے ہیں کہ احباب حضرت باب، حضرت بہاءاللہ اور حضرت عبدالبہاء کی ذواتِ مقدسہ کے بارے میں کوئی ڈرامہ تیار کرنے سے اجتناب کریں، یعنی ان مقدس ہستیوں کو ڈرامے کی شخصیات میں شامل نہ کریں تاکہ کوئی اداکار ان کا کردار ادا کرنے کے لیے اسٹیج پر نہ آئے۔ جیسا کہ آپ پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ آپ کے خیال میں یہ چیز ادب اور احترام کے خلاف ہوگی۔صرف اتنی سی بات بھی بے ادبی ہوگی کہ ان ذواتِ مقدسہ کے کردار کو اسٹیج پر پیش کرنا ہے۔ایسی بات ان مقدس ہستیوں کے انتہائی اعلیٰ و برتر مقام ومرتبہ کے خلافِ شان ہوگی یہ بات زیادہ مناسب ہے کہ ان ذواتِ مقدسہ کے پیغامات کو یا ان کے اصل کلمات کو ان کے وہ پیروکار پہنچائیں یا ابلاغ کریں جنہیں اسٹیج پر دکھانا ہو۔" (15)

بیت العدل اعظم کی جانب سے لکھے گئے خط کا درج ذیل اقتباس اس خیال کی مزید وضاحت کرتا ہے:

"مظہرِ ظہورِ الٰہی کو مصوری، ڈرائنگز یا ڈرامائی تمثیلات میں کردار کے طور پر پیش کرنے کی ممانت تمام ظہورِ الٰہی کے سلسلے میں لاگو ہے۔بلاشبہ قدیم ادیان کے فن کے عظیم اور شاندار شاہپارے موجود ہیں جن میں سے کئی ایک میں انتہائی عقیدت اور محبت کی روح سے سرشار ہوکر مظہرِ ظہورِ الٰہی کی صورت گری کی گئی ہے۔لیکن اس دن کے دور میں نوع بشر کی عظیم تر بلوغت اور ظہورِ اعظمِ الٰہی اور اس کے بندوں کے درمیان تعلق کا زیادہ فہم وشعور ہمیں اس قابل بناتا ہے کہ ہم یہ احساس کرسکیں کہ کسی بھی انسانی صورت میں،خواہ وہ تصویر ہو، مجسمہ ہو یا ڈرامہ کا کردار ہو، مظہرِ ظہورِ الٰہی کی ذات مقدسہ کا نمونہ پیش کرنا ناممکن ہے۔بہائی ممانعت کو بیان کرتے ہوئے، حضرت ولی عزیز امراللہ نے اس عدم امکان کی طرف توجہ دلائی تھی۔" (16)

بیت العدل اعظم کی جانب سے لکھے گئے ایک اور خط کا درج ذیل اقتباس اضافی رہنمائی فراہم کرتا ہے

"محبوب ولی امر کے خطوط کے معائنے سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ مظہرِ ظہورِ الٰہی کی شخصیت کو اسٹیج پر پیش کرنا جائز نہیں ہے، نہ ہی

"۔۔۔روشنی کا استعمال، چاہے وہ بہت زیادہ شدت کی ہو یا مختلف رنگوں میں ہو، آپ کی محتاط توجہ کا متقاضی ہے۔ اگر روشنی کا استعمال کسی بھی طرح سے خدا کے مظہر کی شخصیت کی نمائندگی کرتا ہے تو اسے استعمال نہیں کرنا چاہیے، لیکن اگر اسے اس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے کہ اس سے یہ تاثر نہ ملے کہ پیامبر کی نمائندگی کی جارہی ہے تو اس کے استعمال میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔" (17)

اس سلسلے میں، اگرچہ امراللہ کے ابتدائی دنوں کے کچھ واقعات کو دوبارہ پیش کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے، لیکن یہ احتیاط کے ساتھ کرنا ہوگا۔ مثال کے طور پر، بعض واقعات کے معاملے میں، یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ ایک شخص راوی کا کردار ادا کرے، واقعات کی ترتیب کے لئے ڈھانچہ فراہم کرے اور مناسب لمحات پر رکے تا کہ دوسرے افراد منتخب حصوں کو پیش کرسکیں۔ آج اپنے گروپ کے اراکین کے ساتھ، امراللہ کی ابتدائی تاریخ میں سے ایک واقعہ کا انتخاب کریں، اور پھر فیصلہ کریں کہ کہانی کے کون سے حصے کو بیان کیا جانا چاہئے اور کون سے حصے کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ یہ بھی تبادلہ خیال کریں کہ بنیادی سلسلے کے مطالعے کے کس مرحلے پر نوجوانوں کے ایک گروپ کو ایسی ڈرامائی تخلیق کرنے میں مدد دینا مفید ہوگا۔

ڈرامائی سرگرمیوں کو یقیناً تاریخ کی دوبارہ پیشکش تک محدود نہیں ہونا چاہئے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، سادہ ڈرامے کی شکلیں تدریس اور سیکھنے کے تجربے کو بڑھانے کے لئے ایک آلے کے طور پر کام کرسکتی ہیں۔ تاہم، اس آلے کو مؤثر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک محبت بھری رفاقت کی روح، جو ہنسی مذاق اور تمسخر سے بری ہو، اس ماحول میں سرایت کرجائے جہاں ایک گروپ مطالعہ اور غور وفکر کرتا ہے، چاہے وہ ایک اسٹڈی سرکل ہو، ایک انسٹی ٹیوٹ کمپین ہو، یا ایک کیمپ ہو۔ جب اس کے اراکین میں مطلوبہ روحانی نظم وضبط موجود ہو، تو وہ لوگ جو شوقین اور باصلاحیت ہیں، سادہ خاکے اور کردار ادا کرسکتے ہیں جو انسٹی ٹیوٹ کورسوں میں وہ جن چند تصورات اور روحانی اصولوں کا مطالعہ کررہے ہیں، ان کو ٹھوس شکل میں پیش کرسکتے ہیں۔ کتاب نمبر ایک کی پہلی یونٹ کے بارے میں سوچیں، اور ان نظریات اور روحانی تصورات پر تبادلہ خیال کریں جنہیں خاکوں اور کردار ادا کرنے سے مضبوط کیا جاسکتا ہے۔ آپ کیسے یقینی بنائیں گے کہ یہ سرگرمی وقار اور خوبصورتی کے ساتھ انجام دی جائے اور اسے تفریح اور انسانی شرافت کی عدم احترام سے بچا جائے جس نے بدقسمتی سے اس فن کی شکل کو بدنام کیا ہے؟

ایسے مواقع آئیں گے جب ایک اسٹڈی سرکل کے اراکین ایک پروگرام میں ڈرامائی پیشکش شامل کرنا چاہیں گے جو وہ ایک سامعین کے لئے منظم کریں۔ ایسا ایک موقع وہ جشن ہے جو عموماً ایک کورس کی تکمیل پر منعقد ہوتا ہے، جس میں عام طور پر شرکاء کے خاندانوں اور دوستوں کو مدعو کیا جاتا ہے۔ یہ عمل نوجوانوں کے ایک گروپ کے ذریعے اس وقت بھی انجام دیا جاتا ہے جب وہ ایک متن کا مطالعہ مکمل کرتے ہیں۔ ایسے مواقع پر، اراکین نہ صرف ڈرامائی پیشکش کریں گے بلکہ شاعری بھی پڑھیں گے، تقاریر کریں گے، کہانیاں سنائیں گے، اور موسیقی کا مظاہرہ بھی کریں گے۔

حصہ 11

فن کے اظہار میں انسانی کاوشیں ایک وسیع سطح پر مشتمل ہے جسے دستکاری کہا جاتا ہے۔ یہاں، چمڑے، اون، کپاس، ریشم، پتھر، مٹی، شیشہ، دھات، لکڑی، موم، تنکا، خشک پھول جیسے بے شمار مواد ماہر ہاتھوں سے مختلف طریقوں سے تبدیل ہو کر اشیاء میں ڈھل جاتے ہیں، خواہ وہ عملی ہوں یا نہ ہوں، مواد کی فطری خصوصیات کو قابو میں کرتے ہوئے خوبصورتی پیدا کی جاتی ہے۔ دستکاری کی فہرست واقعی طویل ہے۔ سب سے مشہور دستکاریوں میں بافت سازی، کڑھائی، سوزن کاری، بُنائی، کروشیے کا کام، سلائی، رنگائی، کوزہ گری، مٹی کے برتن، زیورات سازی، چمڑے کا کام، ٹوکری بُننا، نقش کاری، لکڑی کا کام، فریم بنانا، موم بتی بنانا، کٹھ پتلی بنانا، کھلونے بنانا، چھاپے، لیس بنانا، اور لحاف بنانا شامل ہیں۔ آپ کو اس فہرست میں مزید کچھ شامل کرنے کے قابل ہونا چاہیئے۔ ایسا کرنے کے بعد، اپنے گروپ کے ساتھ اس بات پر تبادلہ خیال کریں کہ آپ کے علاقے میں کون سی دستکاریاں سب سے زیادہ نمایاں ہیں۔

اگر آپ نے کسی جونیئر گروپ کے اینی میٹر کے طور پر خدمت کی ہے، تو آپ کو ممکنہ طور پر انہیں کچھ مقامی دستکاریوں کے بارے میں سکھانے کا تجربہ حاصل ہوگا۔ نوجوانوں اور بڑے افراد کی تعلیمی عمل میں دستکاری کو موثر طریقے سے متعارف کروانے کے لئے آپ کو محتاط غور وفکر کرنا ہوگا۔ ہر گروپ کے اراکین کے حالات، ان کی صلاحیتوں، دستیاب وسائل وغیرہ کو مدنظر رکھنا ضروری ہوگا۔ مزید یہ کہ، اگر آپ خود ایک یا زیادہ دستکاریوں میں ماہر نہیں ہیں، تو آپ کو کسی ایسے شخص کی ضرورت ہوگی جو مطلوبہ معلومات رکھتا ہو تا کہ وہ آپ کی مدد کر سکے۔ خاص طور پر کیمپ یا ایک زوردار کمپین کے دوران، شرکاء کو کسی خاص دستکاری کی مہارت سکھانے کے لئے کئی دورانیے منعقد کرنے کے مواقع مل سکتے ہیں۔ اس فن کے اظہار کی اہمیت پر غور کرنے میں آپ کی مدد کے لئے، درج ذیل میں دو اقتباسات پڑھیں اور اپنے گروپ کے دیگر اراکین کے ساتھ ان پر تبادلہ خیال کریں۔

''خدا کا ایک نام صنّاع ہے۔ وہ دستکاری پسند کرتا ہے۔ پس اگر اس کے خادموں میں سے کوئی یہ صفت ظاہر کرتا ہے تو وہ اس مظلوم کی نظر میں مقبول ہے۔ دستکاری ملکوتی علوم کی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے، اور خدا کی ملکوتی حکمت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ یہ ایک با معنی علم ہے۔ کیونکہ بعض علوم الفاظ سے شروع ہوتے ہیں اور الفاظ پر ہی ختم ہوجاتے ہیں۔'' (18)

''خدائے برحق، اس کی شان برتر ہو، اپنے پیاروں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی نفس دستکاری کی چیزیں دیکھنا پسند کرتا ہے۔ تو متبرک ہے کہ تیری مہارت نے جو چیز بنائی ہے وہ تیرے مالک، جلاوطن، مظلوم کے حضور پہنچی۔ خدا کرے کہ اس کے دوستوں میں سے ہر ایک دستکاریوں میں سے کوئی ایک سیکھ سکے، اور خدائے عظیم وحکیم کی کتاب میں جو کچھ نازل کی گئی ہے اس کی پابندی کرنے کی توفیق پائے۔'' (19)

حصہ 12

امید کی جاتی ہے کہ مذکورہ بالا حصوں نے آپ کے آگاہی میں اضافہ کیا ہے کہ فنکارانہ کوششیں بنیادی سطح پر فروغ دی جانے والی تعلیمی عمل کی بہتری میں اور ہماری اجتماعی کوششوں کی زندگی میں کس طرح کردار ادا کرتی ہیں۔ آپ نے یہ بھی سمجھا ہوگا کہ جب ایسی کوششیں، خاص طور پر دستکاریوں کی صورت میں، کسی بھی ممکنہ حد تک علاقے کی فنکارانہ روایات سے استفادہ کرتی ہیں، تو وہ مختلف ثقافتوں کی دولت کے سراہنے کو بہت زیادہ بڑھا سکتی ہیں۔ اس میں، آپ کو یقیناً کتاب نمبر ۵ میں اٹھائے گئے نکتے کو یاد رکھنا ہوگا کہ ثقافت کے اظہار کے طور پر، فنکارانہ سرگرمی اپنے ساتھ اقدار لاتی ہے۔ آپ کو پھر مناسب فنکارانہ مشاغل کا انتخاب کرنا ہوگا، ایسے جو غیر ارادی طور پر ان اقدار کو مسلط نہ کریں جو تعلیمی عمل یا اس سے بننے والی سماجی زندگی کے نمونوں کو لطیف طریقوں سے نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ تسلیم کیا جانا چاہئے کہ ایسے نمونے ان اقدار کی عکاسی کرتے ہیں جو حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے متاثر ایک نئی ابھرتی ہوئی ثقافت کی ہیں۔ مندرجہ ذیل اقتباس، جو آپ نے جزوی طور پر کتاب نمبر ٦ میں پڑھا ہے، بیت العدل اعظم الٰہی کے پیغام سے لیا گیا ہے:

''قوتوں کے دباؤ سے، جو بہائی جامعہ کے اندر اور باہر پیدا ہو رہی ہیں، روئے زمین کے لوگ مخالف سمتوں سے چل کر ایک دوسرے کے قریب سے قریب تر ہوتے ہوئے اُس طرف آرہے ہیں جو عالمی تمدن بن جائے گا۔ یہ تمدن اپنی خصوصات اور کردار کی وجہ سے اتنا عظیم اور زبردست ہے کہ جس کا آج تصور کرنے کا خیال عبث ثابت ہوگا۔ جیسے جیسے پوری دنیا میں لوگوں کو مرکزیت کی طرف لے جانے والی تحریک تیزی اختیار کرے گی ویسے ویسے ہر ثقافت کے کچھ ایسے عناصر جو امر اللہ کی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے ہوں گے بتدریج جھڑتے چلے جائیں گے جبکہ دوسروں کو تقویت ملے گی۔ اسی مثال کے مطابق ثقافت کے نئے عناصر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس وقت پیدا ہوتے رہیں گے جب ہر انسانی گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ حضرت بہآء اللہ کے کلمات وحی سے جذبہ پا کر فکر وعمل کے ایسے نمونوں کو سامنے لائیں گے جو آپ کی تعلیمات کی بدولت تخلیق کئے جائیں گے۔ ان میں سے کچھ فنون لطیفہ اور ادب کے فن

پاروں سے نمودار ہوں گے۔اسی چیز کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم روحی انسٹیٹیوٹ کے اس فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہیں کہ اس کے کورسز تشکیل دیتے وقت یہ بات احباب پر چھوڑ دی جائے کہ فنون لطیفہ کے متعلق سرگرمیوں کے معاملات کو مقامی سطح پر طے کریں۔پس ہم اس مرحلہ پر کہہ رہے ہیں کہ جبکہ بچوں کی کلاسز اور نوجوانوں کے گروپس میں وسعت لانے پر بھرپور توتیں استعمال کی جاتی ہیں، اس مقصد کے لئے ذیلی مواد میں اضافہ کو دیہاتوں اور محلوں کے اندر سماج کی تیزی حاصل کرتی ہوئی تعمیر کے پراسیس کے ایک فطری حصہ کے طور پر فطری انداز میں واقع ہونے کی اجازت دی جانی چاہئے۔مثال کے طور پر ہمیں یہ دیکھنے کی بڑی تمنا ہے کہ دنیا کے ہر حصے سے دلوں کو مسحور کرنے والے ایسے نغمات ہر زبان میں تخلیق ہو کر سامنے آئیں جو نوعمر لوگوں کے شعور پر ان گہرے تصورات کو ثبت کریں جو بہائی تعلیمات میں موجود ہیں۔لیکن تخلیقی تصورات کی یہ کثرت اس وقت اثرات پیدا کرنے میں ناکام ہو جائے گی اگر احباب بے خیالی میں ہی سہی ایسے نمونوں کی طرف مائل ہوں گے جو دنیا میں مرّوج ہیں اور وہ ان لوگوں کو کھلی چھٹی دے دیں گے جن کے پاس اتنے وسائل ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ثقافتی تصورات و نظریات دوسروں پر ٹھونس دیں اور ان کے اندر ایسے مواد اور پیش کشوں کا سیلاب لے آئیں جنہیں جارحانہ انداز میں تیار کیا گیا ہو۔مزید برآں روحانی تعلیم کو تجارتی راہ اختیار کر کے تباہ ہونے سے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔'' (20)

پھر ثقافت آپ کی مستقل تشویشات میں سے ایک ہوگی۔آپ کو محتاط رہنے کی ضرورت ہوگی، اگر آپ انسانیت کی زندگی میں تاخت و تاز کرنے والی مادّی ثقافت کے اثرات کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، اور آپ یہ یقینی بنانا چاہیں گے کہ کم از کم کچھ فنکارانہ اظہار جو آپ منتخب کرتے ہیں، آپ کی قوم کی ثقافت کی شان کی نمائندگی کرتے ہوں، روایتی طریقوں اور آلات سے استفادہ کرتے ہوں لیکن ایک نئے روحانی اور اخلاقی مواد کے ساتھ جو ایمان سے متاثر ہو۔یہ شاید آپ کے لئے ایک اچھا موقع ہوسکتا ہے کہ آپ اپنی قوم کی فنکارانہ ورثے پر غور کرنے کے لئے کچھ وقت نکالیں۔درج ذیل سوالات کے جوابات دیں اور اس موضوع پر ایک مختصر پیراگراف لکھیں:

الف۔ آپ کے علاقے میں لوگ کون کون سی مختلف قسم کی موسیقی بجاتے یا سنتے ہیں؟ کیا اس علاقے کے پاس اپنی روایتی کام کے گانے ہیں، جیسے کہ فصل کی کٹائی کے دوران یا جانوروں کی دیکھ بھال کرتے وقت گائے جاتے ہیں، یا اپنے محبت کے گانے، لوریاں، بچوں کے گانے اور مقدس موسیقی ہیں؟ کیا خاص مواقع، جیسے شادیوں، جنازوں، یا تقریبات کے لئے روایتی طور پر کوئی خاص قسم کی موسیقی استعمال ہوتی ہے؟ جیسے جیسے انسٹی ٹیوٹ کا عمل مضبوط ہوا ہے، آپ کے علاقے میں کون سے گانے اور موسیقی کے مثالیں سامنے آئی ہیں؟

ب۔ کیا آپ کے علاقے میں کوئی موسیقی کے آلات مخصوص ہیں؟ یہ کس قسم کی موسیقی کے لئے موزوں ہیں؟ کیا کوئی ایسے آلات ہیں جو جوان اور بڑے افرادِ سماج کے پروگراموں میں رونق بخشنے کے لئے بجاتے ہیں؟

ج۔ کیا آپ کے لوگوں میں کہانیاں سنانے کی روایت ہے؟ کیا یہ روایت گھریلوی ملاقاتوں اور سماجی اجتماعات میں حضرت عبدالبہاء کی زندگی اور امراللہ کی تاریخ کی کہانیاں سنانے سے مزید مالا مال ہوگئی ہے؟

د۔ آپ کے علاقے میں ڈرامے کی کچھ مشہور شکلیں کون سی ہیں؟ وہ آپ کی قوم کی تاریخ کے واقعات اور اس کے ہیروز اور ہیروئنز کی کہانیوں کو کیسے پیش کرتی ہیں؟ کیا اس فن کی شکل کو انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں میں زیرِ مطالعہ روحانی تصورات اور اصولوں کے اجتماعی شعور کو بیدار کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے؟

ہ۔ آپ کے علاقے کے روایتی دستکاریوں میں خوبصورتی، ہم آہنگی، اور نفاست کیسے ظاہر ہوتی ہے؟ انہیں نوجوانوں کی مجموعی ترقی کو بڑھانے کے لیے کیسے

استعمال کیا جاتا ہے، خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جو نو جوانوں کو با اختیار بنانے کے پروگرام میں حصہ لے رہے ہیں؟

حصہ 13

یقیناً اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ سمجھ گئے ہیں کہ ضروری نہیں کہ بنیادی سطح پر فنون لطیفہ کو فروغ دینے کی خاطر آپ کوئی اداکار، ڈرامہ نگار، شاعر یا موسیقار ہوں۔ بس آپ کو یہ بات یاد رکھنی ہے کہ انسٹی ٹیوٹ کا بنیادی سروکار انسانی روح کی قوتوں کو جاری کرنے کے ساتھ، روحانی اور اخلاقی طور پر مختار بنانے (empowerment) سے ہے۔ بطور ٹیوٹر، یہاں دیئے گئے طریقے سے بنیادی سطح پر فنون لطیفہ اور دستکاری کا فروغ دینے والا بن کر آپ ان تخلیقی ذرائع کو کھولنے میں معاون ہوں گے جو جذب وشوق اور جمالیاتی حس کی قوت کے جاری رہنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالہ جات:

۱۔ پیام بیت العدل مورخہ ۳۰ دسمبر ۲۰۲۱ء کونفرنس برائے براعظمی ہیئتِ مشارین کے نام

۲۔ حضرت عبدالبہآء، مجموعہ اقتباسات ''فنون لطیفہ کی اہمیت''، نمبر 23

۳۔ ایضاً

۴۔ حضرت عبدالبہاء، سیلیکشنز فرام دی رائیٹنگز آف، نمبر 175

۵۔ حضرت عبدالبہاء، پرامگلیشن آف یونیورسل پیس، ۱۸ جون، ۱۹۱۲ء کے خطاب سے

۶۔ حضرت بہاءاللہ، کتابِ اقدس، پیرا ۵۱

۷۔ حضرت عبدالبہاء کے منتخب اقتباسات، نمبر ۷۴۔۱

۸۔ حضرت عبدالبہاء، اِن میوزک، بہائی آثار سے اقتباسات، نمبر ۱۵۔۸

۹۔ حضرت عبدالبہاء، مجموعہ اقتباسات ''فنون لطیفہ کی اہمیت''، نمبر ۱۰

۱۰۔ حضرت عبدالبہاء، اِن میوزک، بہائی آثار سے اقتباسات، نمبر ۱۴۔۱

۱۱۔ حضرت عبدالبہاء، اِن میوزک، بہائی آثار سے اقتباسات، نمبر ۱۴۔۲

۱۲۔ حضرت شوقی آفندی کی جانب سے، عبارت مابعد، ملحق خط مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۳۲

۱۳۔ حضرت شوقی آفندی، خط مورخہ ۸ جون ۱۹۳۳

۱۴۔ تاریخ نبیل

۱۵۔ حضرت عبدالبہاء، مجموعہ اقتباسات ''فنون لطیفہ کی اہمیت''، نمبر ۳۵

۱۶۔ حضرت عبدالبہاء، مجموعہ اقتباسات ''فنون لطیفہ کی اہمیت''، نمبر ۴۹

۱۷۔ بیت العدل اعظم الہیٰ، مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۷۵ء، پورٹرل آف دی سینٹرل فیگرز (بک ۳۔۳، یونٹ نمبر ۱، حوالہ ۶)

۱۸۔ حضرت بہاءاللہ دی کمپائیلیشن آف کمپائیلیشنز، جلد ۱، نمبر ۲، صفحہ ۱

۱۹۔ ایضاً، نمبر ۴، صفحہ ۱،

۲۰۔ بیت العدل اعظم الہیٰ، مورخہ ۱۲ دسمبر، ۲۰۱۱ء فریم ورک فار ایکشن